UNIVERSAL LIBRARY
OU-234411
UNIVERSAL LIBRARY

۶۵۰

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

الحمد للہ کہ از عمدۂ افادات فاضل نامی و مؤرخ گرامی جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری تصنیف

آئینہ حقیقی ۱۳۰۵ھ

ترجمہ

تاریخ یمینی ۱۸۸۷ء

حسب فرمایش جناب مخدومی مولوی محمد خادم حسین صاحب باہتمام محمد عبد الواحد عفا عنہ الواحد

مطبع مصطفائی مصطفیٰ طبع رسید
در ۱۳۰۵ مصطفیٰ محمد خان کرد

فہرست

صفحہ	مطلب
۴	دیباچہ کتاب۔
۱۴	ذکر امیر مرحوم ابی منصور سبکتگین۔
۱۹	ترکون کا چڑھ آنا امیر ابو القاسم نوح ابن منصور پر۔
۲۳	ذکر حسام الدولہ ابو العباس تاش دربان کا اور مقرر ہونا سپہ سالاری کا اوسکے لیے۔
۳۱	جانا فخر الدولہ کا ولایت اور اوسمین اور حسام الدولہ ابو العباس تاش مین بغرض مددگاری باہمی خطوط کا جاری ہونا۔
۳۶	ابو العباس تاش کا جانا جرجان مین اور ابو الحسن ابن سیمجور کا سپہ سالاری نیشاپور مین ٹھہر جانا۔
۳۹	ابو الحسن ابن سیمجور کا مرنا اور اوسکی جگہ اوسکے فرزند ابو علی کا مقرر ہونا۔
۴۲	فائق کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو اوسکا انجام ہوا۔
۴۳	آنا بغراخان کا بخارا مین اور امیر رضی کا بھاگنا بخارا سے اور پھر آنا امیر کا اوسکے جانے کے بعد۔

صفحہ	مطلب
۴۵	بغراخان کا نکل جانا بخارا سے اور امیر رضی کا جانا بخارا مین۔
۶۳	ابو القاسم ابن سیمجور ابو علی کے بھائی کا ذکر۔
۶۹	امیر سیف الدولہ اور اوسکے بھائی مین جو واقعہ ہوا
۷۰	جو کچھ کہ ابو القاسم اور بکتوزون مین واقعہ ہوا۔
۷۲	اوتارلانا سیف الدولہ کا اسمٰعیل کو قلعہ غزنین سے۔
۷۸	امیر المومنین قادر باللہ خلیفہ عباسیہ نے سلطان سیف الدولہ کو لقب دیا۔
〃	عبد الملک ابن نوح پھر بخارا مین آیا۔
۷۹	ذکر ابو ابراہیم اسمٰعیل منتصر ابن نوح اور اوسکا ماجرا ایلک خان کے ساتھ ماوراء النہر پر اور ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر۔
۸۵	فہرست سلاطین سامانیہ۔
۸۶	ذکر اتفاق و مخالفت ناصر الدین سبکتگین اور خلف ابن احمد کا۔
۱۰۱	سلطان یمین الدولہ کا ایلک خان سے

صفحه	مطلب
	دوستی نکرنا اور پھر مخالفت ہونا۔
۱۰۲	ذکر واقعات سلطان اور اوسکا لڑنا ایلک خان سے۔
؍؍	ذکر جنگ سلطان ہندوستان پر بمقام بھاٹینیر یا بھٹنڈا۔
۱۰۳	بیان جنگ ملتان۔
؍؍	ایلک خان کا آنا اور سلطان سے لڑنا۔
۱۰۶	ذکر فتح قلعہ بھیم نگر یا نگرکوٹ۔
۱۰۷	ذکر آل فریغون۔
؍؍	بغداد مین امیر المومنین طایع باللہ معزول ہوا اور قادر باللہ خلیفہ ہوا۔
۱۱۲	ذکر جنگ نارین۔
۱۱۳	ذکر جنگ غور کا۔
؍؍	قحط جو سنہ ۴۰۱ ہجری مین نیشاپور مین واقع ہوا۔
۱۱۵	ایلک خان کا احوال جو بعد معاودت ماوراء النہر کے سلطان کو پونہچا۔
۱۱۶	ذکر فتح قصدار۔
؍؍	ذکر دونون شار کا۔
۱۲۰	ذکر جنگ ناردین۔
۱۲۱	جنگ تھانیسر۔

صفحه	مطلب
۱۲۱	ذکر ابی العباس فضل ابن احمد کا۔
۱۲۳	ذکر ابو القاسم احمد ابن حسن میمندی کی وزارت کا۔
۱۲۵	بیان شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کا۔
۱۲۷	ذکر دارا ابن شمس المعالی۔
۱۲۸	ذکر مجد الدولہ۔
۱۳۰	ذکر بہاء الدولہ کا۔
۱۳۱	ذکر ایلک خان۔
؍؍	ذکر ابی احمد فرزند سلطان یمین الدولہ۔
۱۳۲	ذکر ابو العباس مامون خوارزم شاہ۔
۱۳۳	متھرا اور قنوج کی فتح کا ذکر۔
۱۳۵	غزنین کی جامع مسجد کا ذکر۔
؍؍	ذکر قوم افغانان۔
؍؍	ذکر اوس حال کا جو بعد وزیر ابو العباس کے نیشاپور مین گذرا۔
۱۳۶	ذکر ابو بکر محمد ابن اسحاق اور قاضی ابو علی۔
؍؍	ذکر سپہ سالار نصر ابن ناصر الدین سبکتگین۔
۱۳۷	ذکر مولوی وکیل احمد سکندر پوری مترجم۔

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر خدا کو جسنے بنی نوع انسانی سے کسی کو نبی کسی کو پادشاہ بنایا انکے ہاتھون سے دین و دنیا کے سلسلہ نظام کو مستحکم فرمایا درود حضرت محمد مصطفی پر جنکی امت کے خلفا و سلاطین نے چار دانگ عالم مین فتح و نصرت کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدابیر سے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اما بعد کہتا ہے فقیر حقیر وکیل احمد سکندرپوری عفی عنہ کہ ہزارون سال سے روی زمین پر مختلف اقوام مختلف قطاع مین آباد ہین جنکے رسوم و عادت مختلف ہین اونکے پیشے اور حرفے بھی جدا جدا ہین انکی زبانون مین ایسا اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کی بات نہین سمجھتا یہ لوگ اشخاص و انساب مین بھی باہم مختلف ہین انکے تمدن کا طور علیحدہ ہے انکے مذہب و ملت مین بھی فرق ہے انکی ہدایت کیلیے مختلف انبیاء اللہ علیہم الصلوۃ والسلام مبعوث ہوے جنکے احکام جداگانہ تھے اور مختلف سلاطین نے انکی حکومت کی جنکی حکومت کا نرالا ڈھنگ تھا پھر ایسا شریف علم جس سے اذوات و احوال مختلفہ سابقین معلوم ہو علم تاریخ ہے اس علم مین صرف معرفت احوال اشخاص ماضیہ سے بحث کیجاتی ہے خواہ عام ازینکہ انبیا ہون یا علما یا اولیا یا ملوک یا امرا تاکہ آدمی ان حالون کو دریافت کر کے عبرت حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات پر غور کر کے اوسکو ایسا تجربہ حاصل ہو جس سے وہ ایسے اوصاف رذیلہ سے بچتا رہے جنمین امم سابقہ مبتلا تھین یا جنسے اونکا استیصال ہوا اور آپکو ایسے اوصاف

حسنہ سے متصف کرے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح وفلاح ورشد حاصل ہوا اس فن مین
ہر زمانے کے حکماء اسلامیین و علماء ربانیین نے کتابین لکھین مگر چونکہ اکثر کتب تواریخ عربی زبان
مین ہین عام اہل ہند اونسے متمتع نہین ہوسکتے یہی وجہ ہے کہ انکو خاص ہندوستان کے عبرت انگیز واقعات
پر بھی پوری اطلاع نہین اس لیے جی مین آیا کہ تاریخ یمینی کا ترجمہ سلیس اردو زبان مین شائع کرنا چاہیے تاکہ
مسلمانونکی اولی العزمی ظاہر ہو اور یہ خیال کیا جائے کہ سلاطین نے جنکی اولو العزمی کا قائم مقام
اب صرف اونکا نام رہ گیا ہے کس عالی ہمتی سے ایشیا کے طاقتور حصّونمین سلطنت کو جمایا اور تھوڑی
ہی مدت مین کیسی لیاقت وخوبصورتی سے اپنے ممالک مفتوحہ ومقبوضہ مین امن وامان پھیلایا
یہ تاریخ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کی ہے جسے ابو النصر محمد بن محمد الشہیر بالجباری نے عربی مین
لکھا ہے اس نامی شاعر نے اپنا دردناک واقعہ یون لکھا ہے کہ پہلے مین امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین
آیا پھر شمس الکفاۃ وزیر کی خدمت مین مجھکو ایک تقرب خاص ہوگیا اور یہ کتاب مین نے مرتب
کرکے پیش کی تو اوسنے چاہا کہ مجھکو گنج رستاق پڑاک کا داروغہ کرے وہان فرعون بن ابو الغوی
حاکم تھا اور یہ شخص بہت [illegible] تھا مین جو وہان گیا تو اپنے کام پر مصروف رہا اوسنے چاہا کہ مین بھی خیانت
کرون مین نے جو انکار کیا اور میری وضع سے نا امید ہوا تو چاہا کہ کسی آفت یا بلا مین مجھکو پھنساوے
اور فرزندان سلطان کو میری برائی پر بہکایا جب یہان کچھ کام نہ چلا تو وزیر شمس الکفاۃ کو بہکانا
شروع کیا اور کہا کہ جو لوگ تم سے مخالفت رکھتے ہین وہ اونسے موافقت رکھتا ہے یہ امر وزیر کے
ذہن نشین ہوگیا اور مجھکو موقوف کردیا آخر میری کار راست ہوئی پھر دوسرے دشمن بہت غمازی کرتے
رہے مگر کچھ کارگر نہوئی اس تاریخ کی عربیت و دقائق غریبہ و لطائف ادبیہ کا کیا کہنا ہے جو ادیب ہے
وہ اسکی قدر جانتا ہے یہ تاریخ جامع ہے تواریخ فاضل شیخ مجد الدین کرمانی و تاریخ فاضل قاسم بن حسین
اصفہانی کو علامہ تاج الدین عیسی نے اسکا انتخاب کیا اور اوسکا نام بستان الفضلا و ریاحین العقلا
رکھا علامہ ابی الفضل بیہقی نے موٹی موٹی چھ جلدونمین ایک تاریخ لکھی جسے تاریخ یمینی کی شرح
کہہ سکتے ہین بعضے نامی علما نے یمینی کا ترجمہ بھی کیا لیکن ہمارے ترجمے کا کچھ اور ہی رنگ ہے اسکا
عجیب سمان ہے نرالا ڈھنگ ہے ناظرین جب ملاحظہ فرمائین گے لطف اوٹھائین گے
اس ترجمے مین چند امور کا لحاظ کیا گیا پہلا امر۔ جو جملے کہ صرف بنظر رعایت

قافیہ اور عبارت آرائی کے لانے گئے ہین وہ ترک کیے گئے اس لیے کہ مطلب جملۂ اول سے حاصل ہو چکا ہی
دوسرا امر۔ اشعار جو صرف مدائح یا ذمائم مین ہین اور اونمین سوای مبالغہ شاعرانہ کے اور کچھ مقصود
نہین ہی ترک کیے گئے مگر اول شعر کا ترجمہ کیا گیا ہی اور اسیطرح عبارت نثر جو صرف مدائح مین بہت
دراز لکھی گئی ہی ترک کی گئی **تیسرا امر**۔ جو امر کہ صرف دین اور مذہب سے متعلق تھے مجمل یا مفصل وہ سب
ترک کیے گئے اور اسی بنا پر جو لفظ اور جملہ بہ نسبت اہل ہند اور اہل چین کے خلاف اخلاق لکھا ہوا تھا
اوسکو ترک کیا یا دوسری لفظ سے بدلا اور ان سب مین یہ ضرور لحاظ ہوا کہ حالات تاریخی فوت نہو وین
چوتھا امر۔ لفظی ترجمہ کیا گیا بلکہ رعایت محاورہ ملحوظ رہی **پانچوان امر**۔ صرف برعایت
محاورہ غلام کا غلام ترجمہ کیا گیا اگرچہ عربی مین غلام اوس لڑکے کو کہتے ہین کہ قریب جوانی کے ہو
چھٹا امر۔ اگرچہ اختلاف عبارت اکثر نسخون مین ہوتا ہی لیکن مینے ایک نسخے کو جو نہایت
پرانا و معتمد علیہ ہی اصل قرار دیا اور اوسی کے موافق ترجمہ کیا **ساتوان امر**۔ سال عیسوی بمقابلہ
سال ہجری کے حاشیے پر لکھا گیا اور چونکہ جنتری مفصل میرے پاس نہین ہی اس لیے تاریخ اور روز اور
مہینے کی تطبیق نہوسکی **آٹھوان امر**۔ نظم کا نظم ترجمہ ہی **نوان امر**۔ اس کتاب مین
صرف ۴۰۹ھ ہجری تک کا ذکر ہی اوس سے زیادہ حال محمود غزنوی کا اسمین نہین ہی اور ہندستان پر
صرف نو حملون کا ذکر ہی اس ترجمے سے جسطرح تاریخی حال معلوم ہوتے ہین اسیطرح اصل تاریخ یمینی کے مطالعے
آدمی قادر ہوتا ہی بشرطیکہ زبان عربی سے اوسکو کچھ مناسبت اور لگاؤ ہو چونکہ اس زمانے مین عالیجناب
مستطاب بندگان عالی متعالی حضور پرنور **نواب میر محبوب علیخان بہادر رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ**
فرمانروای ملک دکن کو اشاعت علم کیطرف ایک خاص توجہ ہی مجھے امید ہی کہ یہ ناچیز ترجمہ جسکا نام
آئینۂ حبیبی ترجمۂ تاریخ یمینی ہی منظور نظر قبول ہو۔ **ترجمۂ کتاب**۔ دین اور بادشاہ
دونون ہمزاد ہین دین بنیاد ہی اور بادشاہ نگہبان جس چیز کا کوئی نگہبان نہووے وہ برباد ہوگی اور جو چیز
کہ بے بنیاد ہوگی خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خدا کا سایہ ہی اور اوسکی مخلوقات پر اوسکا قایم مقام ہی اور
اوسکی طرف سے اوسکے حق کی رعایت کیلیے ایک معتمد ہی کہ اوس سے انتظام کامل ہوتا ہی اور خاص و عام
سب کے کام درست ہوتے ہین اور سب آفتین اور فتنے اوسکی دہشت سے زائل ہوتے ہین اور سب ڈر

اور مختلین جاتی رہتی ہین اور پادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص و عام برابر ہو جاتے اور
فتنہ او فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب اور شور بہت ہوتا اور لوگ موافق اپنی اپنی طبیعت کے
سرکشی اور مخالفت کرتے یہانتک کہ اصلاح معاش اور اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہو جاتے
اور اس کلام کے بھی یہی معنی ہین کہ سلطان جتنا روکتا ہی قرآن اتنا نہین روکتا ہی کیونکہ
بہت لوگ بخوف سیاست اور انتظام ظاہری اور بخوف سزا اور گرفتاری فساد سے باز رہتے
ہین اور ایسا پادشاہ کون ہی کہ قرآن کی آیتون مین فکر کرے اور غور او تامل سے اونکو دیکھے اور
اسکو بھلائی پر رہنما ہون اور برائی سے باز رکھین کہ ایسا پادشاہ خوب آراستہ و پیراستہ ہوگا
اور اس کلام کا بھی یہی مطلب ہی بیشک تمہارا ڈر زیادہ ہی اونکے دلمین اللہ کے ڈر سے اس لیے
کہ یہ لوگ سمجھتے نہین سو تادار عام کے لیے ہی یہ دونو امر اور نہی مین مشترک ہین پر عوام تو تلوار سے
ڈرتے ہین او رخواص حق ہی کی متابعت کرتے ہین ان دونو مین بہت فرق ہی یعنی عوام عمر کے
تابعدار ہین اور خواص تابع پروردگار ہین اور مجکو اس کلام کا بھی خیال آیا کہ ہمنے اپنے رسولونکو علامتین دیکر بھیجا
اور اونکے ساتھ کتاب اور ترازو اوتاری کہ لوگ انصاف پر قایم ہین اور ہمنے لوہا اوتارا کہ اوسمین سختی و
منفعت بہت ہی کہ اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اس لیے خیال مین آئے کہ کتاب اور
ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت نہین نہ ہم صورت نہ ہمجنس پھر اونکو اس کلام مین کیون جمع کیا ہے
اور بہت مفسرین اور علما سے مین نے اسکا سبب پوچھا پر اونکے جواب سے تو میری کچھ تشفی
نہوئی اور مین نے خود ہی سوچا تو معلوم ہوا کہ قرآن قانون شریعت ہی اور احکام دین کا دستور العمل ہے
جسمین راہ راست کا بیان ہی اور فرائض مجمل کی تفصیل ہی اور تن اور جانکی مصلحت ہی کہ زیادتی
اور ستمگاری اور سرکشی اور خصومت سے باز رکھتا ہی اور آسمان سے جو بارش ہوتی ہی تاکہ زمین پھٹ کر
رزق پیدا ہووے تو حکم ہی کہ وہ بقدر استحقاق اور کسب کے تقسیم ہووے تاکہ کوئی تغلب کرے اور
کوئی محروم نرہے تو اس انصاف اور برابری کے لیے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ تعالی
نے دلمین خیال ڈالا کہ ترازو بناوین اور اپنے لینے دینے مین استعمال کرین کہ آپس مین ظلم نہووے
نہین تو تباہ ہونگے اور عیش جاتا رہیگا اور اسکی دلیل یہ کلام ہی کہ اللہ تعالی نے آسمان بلند کیا اور میزان
مقرر کی کہ تم تولنے مین زیادتی نکرو اور وزن انصاف سے کرو کہ کم نہو اور برابری بے ترازو کے

انکی نہین ہی اسی لیے اللہ تعالی نے اوسکو مقرر کیا اور دو دفعہ اوسکا ذکر کیا اور یہ معلوم ہی کہ قرآن مین احکام
خداوندی درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کے لیے بنائی گئی ہی اور ان دونون کا اتباع اور
انکے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہی اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ ہی اور اوسکا امانت دار
ہی اور سب جمیع المومنین بہتر وہ ہی کہ شریف و عزت دار ہو اللہ تعالی کے نزدیک بزرگ وجاہت دار
ہو اور اوسکی توجہ خاطر مددگاری اور حمایت رعیت پر ہو اور سب مردمان دیہات اور قصبات نے
اور ساکنان شہر او صحرا نے خوب جان لیا ہی کہ جب سے صبح نے اپنے بازو پھیلائے اور پھر اونکو
بند کیا کہ افق مغرب مین گرے ایسا کوئی پادشاہ نہین ہوا کہ علم اور حلم اور صفائی اور وفا عہد اور سخاوت
اور شجاعت اور حمایت اور رغبت اور دہشت مین اور شوکت اور جاہ و جلال مین اور وسعت
سلطنت اور دولت و اقبال مین امیر سردار پادشاہ یمین الدولہ امین الملۃ ابی القاسم
محمود ابن ناصر الدین ابی منصور سبکتگین سے بہتر ہووے کہ ممالک شرقیہ اور اوسکے دونون
طرف کا درمیانہ عالم اور اوسکی دونون جانب یعنی اقلیم چہارم کا مع اوسقدر اقلیم ثالث اور
خامس کے جو اوس سے متصل ہی مالک اور پادشاہ ہوا اور ان اقالیم کے امرا اور صاحبان لقب
پادشاہی کی رجوع اوسکی حمایت مین ہوئے اور اوسکو خراج دینے لگے اور سب لوگ
اسکے سایہ ولایت مین پناہ لینے لگے اور ایسا عزت دار ہی کہ دور دور کے پادشاہ اسکے تابعدار
ہین اور اوسکی ہیبت سے ڈرتے ہین اور اگرچہ بہت دور ہین اور کوہستان اور غار حائل ہین
لیکن اوسکے یکایک دوڑ لیجانے سے سب پناہ مانگتے ہین اور اگر اوسکا ذکر ہووے تو ہند اور
روم اپنا موہنہ چھپا لیتے ہین اور اگر اوسکی سرزمین کی ہوا اون تک پہنچے تو اونکے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہین اور جب سے اوسکو ہوش آیا اور زبان سے لکنت دور ہوئی تو صرف ذکر خدا اور
تلاوت قرآن مین شاغل اور تلوار اور تیر کی درستی پر مائل ہوا اور صرف مہمات امور اور سیاست پر
متوجہ ہوا اپنے ہم عمرون مین بیہودہ کھیل نہ کھیلتا تھا بلکہ واقعی اور دشوار کھیل کھیلتا تھا اور جو امر
اوسکو معلوم نہوتا یا دشوار ہوتا تو ایسی محنت کرتا کہ اوسکو بزور طبیعت اور بتوجہ عقل دریافت کر لیتا
اور نہایت سہل کر دیتا اور امیر مرحوم یعنی ناصر الدین سبکتگین انار اللہ برہانہ دنیا کو اوسی کی آنکھ سے
دیکھتا تھا اور اوسی کے کان سے بات سنتا تھا اور اوسکی زبان سے کلام کرتا تھا یعنی اپنی زندگی کی

حلاوت اوسی سے جانتا تھا اور اوسکی ہوا سے خوشبو لیتا تھا اور اوسکے برکت سے کار دشوار آسان
جانتا تھا اور جبتک کہ محمود سن تمیز کو پہونچا اپنے باپ کے پینے سے جدا نہوا اور درجہ بدرجہ ترقی مراتب
اوسکو ہوتی گئی یہانتک کہ خراسان کا سپہ سالار ہوگیا اور یہ وہ رتبہ ہی کہ اوسکے لیے بہت سے امیر زادون
نے اور پہلوان بہادرون نے اپنی جان دی مگر سوای چند لوگونکے کہ جنکا ذکر زندگی کو اور زبان دو
ہی اور کسیکو یہ رتبہ نہ ملا اوسنے باوجود نوجوانی اور نوعمری کے پندرہ برس کی عمر مین لشکر اپنے
تابع کر لیے اور اوسکے ہم عمر ایسے شغلو نمین رہے کہ وہ اونکو لے بیٹھے اور اسکو ہمت پادشاہی اور
قوت بہادری نے اتنا بڑھایا کہ بڑھتے بڑھتے تمام خراسان اور آخر ملک زاولستان اور تمام
بلاد نیمروز اور غور کے پہاڑون کا کہ اونکے قلعے نہایت مضبوط تھے مالک ہوگیا اور سندھ
اور ملتان پر غالب آیا اور اونکی خوب بیخ کنی کی اور ہندوستان مین بار بار آیا اور اوسکا زخم ہر بار
تازہ کیا اوسکے بڑے نازو نعمت والونکو تابع کیا اور اوسکے مکانات اور منازل کو تلاش
کیا اور گڑھ اور قلعون کو فتح کیا یہانتک کہ لڑکونکو بھی اونکے کھیل مین اوسکے آنے سے
دھمکاتے تھے اور اوسکے نیزون اور جھنڈون سے ڈرلتے تھے سو راجہ جیپال اور
اوسکے پہلوانون اور بہادرون کا حال موافق شعر اشجع سلمی کے ہوگیا **شعر**

تیرے دشمنون کا یہ اب حال ہی
اگر جاگتے ہین ڈراتا ہی تو
کہ اونپر عتاب ہی شام و سحر
جو سوتے ہین آتی ہی دہشت نظر

اور اوسکے نام اور صورت مین ہیبت تھی اور ایسی لڑائیونمین اوسکو فتح ہوئی کہ اونکے سبب کم ہوتا ہی
اور زمین ہلنے لگتے ہی اور اوسکو علم اور حلم مین دسترس کامل تھی ایسی فتوحات اوسکو ہوئین کہ کسی
اور کو کبھی میسر نہوئین پر صرف کہانیونمین سنتے تھے کہ اونمین اظہار کسی امر واقعی کا نہین ہوتا ہی کہ
جس پر مشاہدہ یا برہان موجود ہو صرف قصہ خوانی مراد ہوتی ہی اگر اسلام کے سب پادشاہونکا
حال اور تاریخ ظاہر کیجاوے تو بیشک اوسکی سلطنت سب سلطنتونکی زینت ہووے اپنی
عادتین اور اتنی فخر کی باتین جو کہ اسنے بذات خود اور اوسکے باپنے حاصل کین اورکو حاصل نہین ہوئین
اور اوسکی سیاست اور سلطنت ایسی تھی کہ آردشیر اور منصور پر غلبہ لیگیا اور اوسکی ہیبت اور عدل
ایسا تھا کہ آگ اور پانی ہم ہوگئے اور بھیڑیون اور بکریون مین الفت ہوگئی اور درندونکے ذات

اور سینگ والون کے سینگ بیکار ہو گئے اور درس تدریس سے فارغ ہو کر صرف سیاست مین
مشغول ہوا اللہ نے اوسکو اولاد بھی ایسی دی کہ مثل ستارون کے روشن ہین اور مانند شیرون کے
زور آور ہین بزرگی اور جلال اور خوبی اور جمال مین اور سعادت اور اقبال مین اور علم و ادب مین اور
لکھنے پڑھنے مین اور یادداشت اور حساب مین اور سختی اور نرمی مین اور قطعاً کارروائی مین اور شجاعت
اور غیرت مین اور سرداری اور بلندی مرتبت مین اور نجابت اور ریاست مین اور زیرکی اور نفاست
مین اور دلیری اور سیاست مین اور خوبی اور نگہبانی اور دانائی اور گھوڑے پر سوار ہونے مین انکے
برابر کوئی نہین دیکھا محمود نے اونکو نہایت شفقت سے پالا اور خوب تربیت کیا اور بہت ادب
سکھایا اور ایسے ہو گئے کہ اپنے زمانے کے آفتاب ہین اور اندھیرے کے ماہتاب ہین گفتگو اور کلام
مین دلیر ہین اور میدان کے شیر ہین اور لڑیون کے موتی ہین اور اپنے زمانے کے جواہر ہین خلقت
اونکی امیدوار رہنے لگی دوات اور قلم کو بھی انسے فخر ہونے لگا اور تمام اسباب سعادت اور سامان
سرداری اوسکے یہان جمع ہو گیا چنانچہ شیخ جلیل شمس الکفاۃ ابی القاسم احمد ابن الحسین کو اوسکی وزارت
اور تدبیر مملکت کے لیے اللہ تعالی نے بچا رکھا تھا کہ اب وہ اسکا وزیر ہوا یہ شخص ایسا صاحب سخاوت
ہے کہ دنیا کو منجملہ اون ذرون کے کہ روشندان ہوا سے دھوپ مین منتشر دکھائی دیتے ہین ایک
ذرہ جانتا ہے بلکہ ایک نقطہ منجملہ نقاط موہومہ دائرہ کے سمجھتا ہے اور اوسکی دہلیز فضل اور اہل فضل کا اور
ادب اور اہل ادب کا ٹھکانا ہے سرمایۂ نظم و نثر ہر طرف سے وہان چلا آتا ہے اور بہت اہل ادب اور منشیون
نے بہت کتابین اس زمانے کے ذکر مین موافق اپنی قوت بیان اور تقریر اور طاقت بلاغت اور
تحریر کے لکھی ہین چنانچہ ابو اسحاق ابراہیم ابن ہلال نے جو کتاب مسمی تاجی دیلم کے بیان مین
لکھی ہے بہت خوب ہے اور بسبب کمال بلاغت اور جمال فصاحت کے نہایت مرغوب ہے اور اگر کوئی
سلطنت ایسی ہے کہ اوسکی خوبیان ہمیشہ کے لیے لکھی چاہیین اور اونکے احوال دوام کے لیے ضبط
کرنے چاہیین تو وہ یہی سلطنت ہے کہ ہر منشی پر اوسکی خوبیونکا لکھنا واجب ہے کہ اپنے کلام کو اوسکے
ذکر سے زینت دے اور اپنے قلم کو عزت دے اور اگر اگلے مصنف اس سلطنت کو دیکھتے تو آرزو کرتے
کہ کلام اونکا کاش اور سلطنت کے ذکر مین نہوتا اور صرف اس ہی سلطنت کی خوبیونکا ذکر کرتے
اور بیشک اپنے دلمین ایسا عذر کرتے کہ جیسا ابو نواس نے عذر کیا تھا اور مین جانچتا ہون

کہ ایک خوبی اس سلطنت کی یہ ہی کہ جو کوئی کچھ بھی قدرت تحریر کی رکھتا ہی اور بلاغت اور فصاحت اوسکی
تقریر مین ہی وہ اسی سلطنت کے احوال و اخبار اوس وقت سے لکھنے شروع کرتا ہی کہ امیر مرحوم حاکم ہوا
اور ابو علی محمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور کو خراسان سے شکست دیکر نکال دیا اور پھر اوسکو اپنے یہان
قید رکھا اور خراسان کا والی ہوا مع اوس فکر کے کہ اوس نے اپنے ایام سلطنت مین امیر رضی ابی القاسم
نوح ابن منصور کی فریاد رسی کی اور اوسکے دشمن کو اوسکی مملکت سے نکالا اور ترک جو مال چھوڑ گئے تھے وہ سلطنے لگا
اور کچھ دھمکی اور کچھ رغبت دیکر اونکو روکا اور نوح کا جو کچھ کہ مال و دولت تھا وہ اوسکو واپس کر دیا کہ اوسکے
بزرگون کے حقوق بہت ہین کہ وہ حرمت والونکی قدر اور عزت والونکی عزت کی حفاظت اور اہل حاجت
کی ادای حاجت کرتے تھے اور پھر پادشاہ **یمین الدولہ امین الملۃ** اوسکا وارث ہوا اور وہ ہی ترتیب
اور تدبیر اور وہ ہی محبت اور الفت اپنے بھائیون اور اقارب سے کی اور اوسی طرح مال و دولت خرچ کیا
کہ اب مستقل سردار ہوگیا اور امرا اطراف نے جھٹ پٹ اوس سے بیعت کی اور اوسکی تعریف مین شاعرون نے
ایسے عمدہ قصیدے کہے ہین کہ جس سے دیباچہ فرکی اور صنعت خسروی اور وقیقے سب گرد ہو گئے اور
مجکو قسم ہی اپنی عمر کی کہ یہ اشعار بہت خوب ہین مگر اس ہی دیار خراسان مین مشہور اور معروف ہین اور
یہانسے باہر جانا اونکو ناپسند ہی پس حق خدمت قدیم اس خاندان کا مجھپر ہی اور وہ حق و احسان جو امیر
مرحوم نے مجھپر کیا اور وہ حق نعمت جو امیر ابو احمد ابن یمین الدولہ امین الملۃ نے میرے لیے مقرر کیا
اسکا باعث ہوا کہ ایک کتاب اس باب مین زبان عربی لکھون کہ اہل عراق اوسکو اپنی بیداری مین
قصہ بناوین اور اپنے ساتھ حضر اور سفر مین رکھین اور اوسکے شروع مین حال امیر مرحوم کا ہی جب سے
کہ پودہا اوسکا لگا اور باغ اوسکا پھیلا اور جبتک کہ امیر مرحوم سے ابو القاسم نوح ابن منصور نے اپنی
سلطنت کے استحکام مین اور ابی علی ابن سیمجور سے انتقام لینے مین مدد لی کہ ابی علی اور اون ترکون کو
کہ ابو علی کے ساتھ بطمع یا بسفارش متفق ہوکر نوح کے ملک مین گھسے تھے دفع کرے اور سوای
اوسکے اور فتوحات بھی جو امیر مرحوم نے کین آور اوسکے بعد احوال سلطان اجل یمین الدولہ امین الملۃ
کے جو ہندوستان اور ترک اور خلج مین گزرے مع اوسکے فتوحات کے مذکور رہینگے اور جو کچھ کہ اسکے
اور اسکے سرداران اطراف کے حالات اوسکی صحبت مین گزرے وہ بھی ذکر ہونگے آور
اللہ تعالی مطلب کے حصول پر اور غرض و مقصود کے وصول پر مدد دیتا ہی

ذکر امیر مرحوم ابی منصور سبکتگین رحمۃ اللہ علیہ کا

یہ امیر اپنی ذات سے نہایت غیرت اور عزت والا تھا اور دل کا بہادر اور سخت گیر اور بزرگ اصل اور پسندیدہ تدبیر اور بلند ہمت اور صاحب حکمت کہ یہ سب باتین اوسکی خصلتون اور عادتون سے ظاہر تھین اور یہ سب امور اوسکے احوال اور ارادون سے روشن تھے ابو الحسین جعفر ابن محمد خازن نے مجھسے کہا کہ سبکتگین امیر منصور ابن نوح کے عہد مین ابو اسحاق ابن الپتگین سپہ سالار خراسان کا داروغہ امور خانگی و معتمد الخدمت ہوکر بخارا آیا اور سوا اوسی پلہیز کے اوسکو کارخانہ سپہ سالاری مین ایسا اختیار تھا کہ سب کام کا اوسی پر مدار تھا اور اوسکے پیادونکا سردار تھا اور ارکان سلطنت بخارا نے جو اوسکی دلیری اور کارگذاری اور ذہن کی رسائی دیکھی تو معلوم کیا کہ اوسکو ترقی بہت ہوگی اور جب ابو اسحاق بخارا سے بجای اپنے باپ کے غزنہ کا والی ہوکر آیا تو سبکتگین بھی اوسکے ساتھ آیا اور ابو اسحاق یہان آتے ہی کچھ رہکر مر گیا اور اوسکے خاندان مین کوئی ایسا نہ رہا کہ اوسکی جگہہ سلطنت کے لائق ہو تو اوسکے اور اوسکے باپ کے غلامونکو یہ تردد ہوا کہ کسکو اپنا سردار بناوین کہ جسمین امارت اونکے خواص اور عوام کا ذمہ دار ہووے اور چونکہ اسکی تدبیر سبکو پسند آئی اور اسپر سبکا اتفاق ہوا تو سب نے باتھین ہاتھ اپنا سردار بنالیا اور اوسکی بیعت پر اپنے ایمان کی قسم کھائی سبکتگین اپنی عقل درست اور احتیاط پسندیدہ اور اہتمام کامل اور حسن آمادگی سے اونکے مصالح امور پر مالک ہو گیا اور اونکو اطراف ہندوستان تک لڑائی کے لیے لے چڑھا اور اوسکے نکالنے پر جب سب ہندوستان اکٹھا ہوا تو بہت سخت لڑائیان ہوئین اور آتش جنگ خوب بھڑکی تلوارین دشمنون پر ایسی پڑین جیسے مینہ برستا ہے اور ایسی سختی کیوقت خوب صبر کیا اور اپنے بدن کو فرش خواب سے دور رکھا اور بھوک پر قناعت کی اور حمیت کے گھوڑے پر سوار رہا اور اپنے ہمراہیون اور رفیقون کو لذت آرزو یا آسایش ہونے پر آمادہ کرتا رہا عمر ابن اطنابہ انصاری نے جو شعر کہے ہین گویا وہ اسی کے لیے ہین ؎

مری ہمت مرے میدان کی سختی
خریداری ثنا کی کر رہی ہے

تقاضاے تعلّی کر رہی ہے
یہ میری جان اوٹھاتی ہے جو سختی

زر خالص کے بدلے میری خاطر
طلب قتل عدو کی کر رہی ہے

اور مجھسے امیر سبکتگین نے منجملہ اپنے واقعات کے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ ہم نے مع اپنے ان رفقا کے دشمنون سے مقابلہ کیا اور ہم نہایت تھوڑے تھے اور وہ بہت اور نوبت بنوبت لڑتے تھے اس لیے

لڑائی بہت دراز ہوئی اور نہایت تکلیف ہوئی یہانتک کہ خوراک نبڑ گئی اور کھانے سے تنگ ہوگئے
اور ہمارے آگے سوای تلوارون کے اور ہمارے پیچھے سوای میدان اور جنگل کے کچھ نہ تھا سو میرے
سب رفیق اس تکلیف سے چلا اوٹھے اور حیلہ قیام مجھسے پوچھنے لگے مین نے کہا کہ مین نے اپنے لیے کچھ
ستو بچا رکھے ہین سو وہ اب ہم سب برابر بانٹ لین جبتک کہ اللہ تعالی ہمیں رزق کی کشایش کرے
اور یہ تنگی اور تکلیف دفع ہووے سو مین انکے لیے پہلے ستو بناتا اور اپنے لیے پیچھے ایک چھوٹے پیالے
مین بناتا اور اسیطرح صبح و شام کئی دن گزرے اور ہم ایسی سختی اور تکلیف مین مبتلا تھے اور تلوارین اور
تیر چھوٹے اور سینے پر سہتے یہانتک کہ اللہ تعالی نے مدد کی اور ہوا فتح کی چلی سو کوئی تو بھاگا اور
کوئی کشتہ گرد آلودہ تھا اور کوئی زخمی پٹی باندھے ہوے اور کوئی قریب بمرگ اور کوئی قیدی مشکین بندھی
ہوئی اور سبکتگین یہہ بھی کہتا تھا کہ جب سلطنت مجکو ملی تو زر کی قلت اور مصارف کی کثرت تھی اور میری اور
میرے رفیقوں کی حیثیت یکسان تھی یہانتک حاجت ہوئی کہ اپنے روزمرہ خرچ کے لیے بالعوض کار
سلطنت کے اجرت لیتا تھا اور اوسمین سے کچھ بچا رکھتا تھا تاکہ ہفتے مین ایکبار دو بار ہمراہیوں کی ضیافت
کرتا رہون اور یہ حال چند دن رہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے فراغت دی تو بقدر اسی زیادتی کے رفیقوں کو
بھی زیادہ دیتا رہا اور پھر سرداری کامل ہوگئی اور مثل اسکے یہ شعر ہین اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ بارہ ولایت
اوسکا پھیلنے لگا اور تنہ درخت اوسکا بڑھنے لگا اور خزانے اوسکے بھرنے لگے اور لوگ اوسکی ہیبت سے
ڈرنے لگے اور اوسکے ساتھ بطمع لگ لیے اور منجملہ اوسکے فتوحات کے ایک ملک بست ہے یہ ملک طغان کا
تھا جو بائی تو زنے اوس سے چھین لیا اور اوسکو مار کر نکالدیا طغان امیر مرحوم کے پاس مدد کے لیے آیا
اور وعدہ کیا کہ مین اسقدر مال دونگا اور اوسکے اول مین میرا فرزند گرو رہیگا اور ہمیشہ خدمت اور
طاعت جان و مال سے کرتا رہونگا امیر نے یہ درخواست قبول کی اور اوسکے دشمن پر چڑھ گیا کہ
بست کے دروازے پر جا پہنچا اور بائی تو ز بھی بمقابلہ آیا سو ایسی لڑائی ہوئی کہ تلوارون سے
لہو نکا کود انکلتا تھا اور سر مین تیرون کی کنگھی ہوتی تھی اور جب دونو لشکر کھچ میچ ہوگئے امیر مرحوم
نے لشکر کے بیچ مین سے ایک ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے ہٹا دیا اور بڑی دور پڑا اونپر حملے ہر طرف سے کیے
کہ بائی تو ز شکست کھا کر بھاگ نکلا اور اوسکی جمعیت پہاڑون اور جنگلون اور گھاٹیون مین منتشر ہوگئی اور
طغان وہانکا جاگیردار ہوگیا اور بیان کیا کہ جو کچھ میرے ذمے ہے اور مین اوسکا ضامن ہون سو جب الادا

اور باطن مین اوسکا یہ ارادہ تھا کہ وعدہ خلافی کرکے کچھ نہ دیجیے اور وعدہ کرکے یونہین ٹالے یہانتک کہ
جب وقت وادہ آیا اور امیر نے اوس پر سخت تقاضا کیا اور ثابت ہوا کہ سوای انکار کے اور کچھ اوسکو غرض
نہین ہے اتفاقاً یہ دونون مع اپنے غلامون اور نوکرون کے ایک میدان جنگل مین موجود تھے اوّل تو
اوسکے دلمین یہ آیا کہ انکار صاف کردے لیکن اس پر اسکو اکتفا نہوا تو اوس نے امیر مرحوم کے ہاتھ پر
تلوار ماری کہ اوس سے زخم کاری پونہچا اب بیوفائی طغان کی ظاہر ہوئی تو امیر نے بھی اوپنے زخمی
ہاتھ سے اوسکی تلوار چھین کر اوسکے کندھے پر ماری کہ اپنا بدلہ لے لیا اور جب چاہا کہ اور مارے تو
بسبب اختلاط فریقین کے باز رہا اور اپنے ان رفیقون اور غلامون کو جمع کرکے کہا کہ بدعہد لوگ
یہانسے نکالے جاوین اور یہ سرزمین انکے خون زعفرانی سے سرخ کیجاوے تاکہ ان لوگونکے
ظلم سے جو تاریکی ہے دور ہووے اور رفاہیت اور آبادی سے روشن ہووے سو کچھ دن بھی
نہ چڑھا تھا کہ شکست مین امیر مرحوم پونہچا اور بدعہد لوگون سے خالی ہوکر اوسکے ملک خالصہ ہوگیا اور
اوسکے حلم اور دولت کے ساتھ آراستہ ہوا اور بائی توز اور طغان اطراف کرمان اور سجستان مین
پونہچے اور خواب مین بھی انکو یہ تصور نہ تھا کہ امیر مرحوم کے پیچھے چل سکین اور سامنا کرینگے تو کیا معنی
اور منجملہ اون عمدہ چیزون کے جو امیر کو اس جنگ مین ہاتھ لگین منشی ابو الفتح علی ابن محمد بستی
صاحب تجنیس ہاتھ لگا کہ یہ بائی توز کا منشی تھا جب بائی توز کو شکست ہوئی تو ابو الفتح کو اوسکے ساتھ رہنا دشوار ہوا
اس لیے اوس سے جدا ہوا اور امیر مرحوم کو اوسکی خبر ہوئی تو اوسکو بلاکر اپنا معتمد بنایا اوسکی آرزو پوری
کی کیونکہ ابو الفتح منشی و معتمد بائی توز کا تھا اور امیر مرحوم کو ایسے لوگونکی حاجت تھی کہ اوسکی مدد اور
کفایت اور رہنمائی اور معرفت اور دانائی مین بکار آمد ہووین اور ابو الفتح نے مجھ سے کہا کہ جب
مین امیر مرحوم کے یہان نوکر ہوا اور مجکو اپنا معتمد اور امین اپنے کار سلطنت اور رازہای خاص کا
کیا اور بائی توز ابھی زندہ ہی تو میرے دشمن باتین بنانے لگے اور امیر کو میری طرف سے برائیان لگانے
لگے مین ڈرا کہ مین نیا نوکر ہون شاید کسی کا کہنا اونکے دلمین اثر کرے اور کسی کے کہنے سے میری
برائی سچ مان لیوین تو مین ایکدن اونکے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ہم پیشہ بلند ہمت
اور عالی حوصلہ نہین ہین حضور نے تو مجکو قابل اپنے اختصاص اور اخلاص اور تقریب مراتب اور ترتیب
مناصب کے دیکھکر اپنے رازہای خاص کے لیے پسند کیا ہی پر چونکہ مین نیا نوکر ہون اور مین اب تک بائی توز کے

نوکرون مین نامزد ہون اور حضور کو بھی اہتمام اسکا درپیش ہی کہ بابی تورس کس شغل در کام مین ہی تو اقتضا
ان دونون باتونکا یہ ہی کہ آپ مجکو اجازت دیوین کہ مین آپکی سلطنت مین کہین گوشہ گزین ہو کر تنہا بیٹھ
رہون جبتک کہ میرزا بابی تورز اپنے حد کو نہ پونہچ لیوے تو اوسوقت میرا یہ عہدہ خدمت تہمت سے
اور دشمنون کے مکر سے محفوظ ہوگا امیر مرحوم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مین نے جو اوسکی ستایش کی تھی ویسا ہی
وہ بھی سمجھا اور مجکو حکم کیا کہ اطراف برنج مین جہان چاہے گھر بناوے جبتک کہ پھر بلایا جاوے سو
مین خوش ہو کر رات کے وقت روانہ ہوا اور قصد یہ تھا کہ اگلی منزل پر صبحکو ٹھہرونگا پس جب صبح ہوئی
تو مین نے اتر کر نماز پڑھی اور تسبیح پڑھکر دعا مانگی اور پھر اٹھا کہ سوار ہون تو مین نے ایک گانون اپنے داہنے
طرف دیکھا کہ سبزہ زار اوسکے گرداگرد تھا اور پھول اور شگوفے طرح طرح کے تھے اور اوسکے روبرو ایک
سرزمین تھی کہ گویا زبرجد کا فرش تھا اور موتی اور مونگے سے آراستہ تھی اور عقیق اور سونے سے جڑاو
اور اوسمین نہرین ایسی پیچیدہ جاری تھین کہ گویا سانپون کے نشان ہین اور پانی اونکا صاف مثل آب حیات کے
ہی وہانکی ہوا ہی نسیم نے مشک خالص کی لپٹ اور عنبر خاص کی بو سے مجکو خوش کردیا پس یہ مکان
پسند آیا کہ گویا اس سے جنت کا تصور ہوتا تھا جو کتاب ادب کی میرے ساتھ تھی اوسمین فال لی کہ یہین
رہون یا آگے جاؤن تو اوس کی اول سطر مین یہ شعر نکلا **شعر**

پونہچ جاوی گر تو بسوی سلامت	تو غایت یہی ہی یہانسے نہ جانا

مین نے کہا قسم خدا کی یہ حق ناطق اور قول صادق ہی اپنے عیال کو بھی اس گانون مین بلالیا اور چھ مہینے تک
بہت خوشی اور فراغت سے وہان رہا پھر امیر مرحوم کا فرمان میری طلب مین پونہچا کہ فورا مین حاضر خدمت ہوا
اور جو لطف کہ اس گانون مین مین نے اوٹھایا اب تک خوب یاد ہی اور ابو الفتح کو یہ عہدہ ملا کہ سب حالات اور
واقعات امیر کے لکھا کرے اور زمانہ سلطان یمین الدولہ امین الملتہ تک اسکا یہی عہدہ رہا چنانچہ چند فتوحات
اسکے بھی لکھے کہ قضا کار اوسکی خدمت سے جدا ہوگیا اور ترکستان مین جا کر مرگیا اور کچہ بہبودی اور رفعت اوسکو حاصل نہوئی
اور امیر مذکور جب اس نواح کا حاکم ہوگیا اور اعلی و ادنی سب اوسکے تابعدار ہوگئے تو اپنا ایک خواص معتمد وہان
مقرر کردیا اور چونکہ ولایت قصدار نہایت ہموار ہی اور اوسکے رستے بہت دشوار گزار وہانکے حاکم کو خیال ہوا
کہ امیر یہانتک نہ پونہچ سکیگا تو اوس نے سرکشی اختیار کی سو امیر اپنا لشکر لیکر بیخبر اوسکے گھر پر جا چڑھا اور اوسکو ایسا پکڑ لیا
جیسے کوئی اپنے مہمان کے لیے بہت جلد کھانا پکانے کو بکری پکڑتا ہی اور اس جنگ کی دہشت سے ایسا حال ہو گیا کہ گھوڑے

گھوڑیون سے گر نگے ہو گئے اور کتنے چلانے لگے اور لڑکے چیخنے لگے پھر امیر نے کچھ مال اوسی لیکر
زر سالانہ مقرر کر کے پھر اوسکو ملک دیدیا اب امیر کے نام کے خطبے پڑھے جانے لگے اور ہر وارد و صادر
کو اوسکے حال سے علم ہونے لگا اور ایسے ہی غائب و حاضر کو بھی پھر اوسنے حملے اطراف ہند پر شروع
کیے کہ بلند پہاڑون پر جو قلعے تھے اور اونمین مال و دولت بہت تھا فتح کر لیے اور سب خزانے اپنی
مملکت مین لے آیا اور حدود ہندوستان پر فتح کرنے لگا کہ اونمین سوا ہندوون کے اور کوئی نہین تھا
اور اب تک اوسمین کوئی بادشاہ اسلام بھی نہ آیا تھا اور راجہ جیپال کو جو یہ خبر ہوئی کہ ایک شخص اوسکی مملکت
قبضہ کرتا چلا آتا ہے اوسکو ایسا قلق اور رنج ہوا کہ بیقرار ہو گیا اور زمین جیسی فراخ تھی ویسی ہی اوسپر
تنگ ہو گئی اوسنے اپنے کنبے اور سردار اور ٹھاکر اور تیر ہاتھیونکو اکھٹا کیا اور آمادہ ہوا کہ امیر سے
انتقام لیوے اور لمغان سے ہوتا ہوا بلاد امیر کے قریب جا پونہچا اور اوسکو بھی طاقت اور قوت
پر بہت بھروسا تھا اور اپنے ذہن مین ایسے ایسے گمان کرتا تھا جو نہو سکین آخر امیر نے جو سنا تو اوسکے
مقابلے کی تیاری کی اور اپنے دوستونکو اکھٹا کیا اور مردان آزمودہ کار سے لشکر درست کر کے غزنین سے
نکلا اور دیکھا کہ درمیان غزنین اور لمغان کے ایک ایسا انبوہ ہے کہ گویا شب تاریک ہے اور امیر کے ساتھ اوس وقت
سلطان یمین الدولہ امین الملۃ بھی تھا اور جنگ شروع ہوئی اور چند دن تک متواتر جاری رہی
نیزہ بازی اور شمشیر زنی ایسی ہوئی کہ طرفین کے لوگ بیہوش ہو گئے اور قریب میدان جنگ کی جانب
اہل ہند ایک پہاڑ ہی غوزک نام نہایت بلند تھی اور اوسکے گرد ابر محیط رہتا تھا اور اوسکے پاس پانی کا
ایک چشمہ نہایت صاف و پاک تھا کہ اوسمین نہ کچھ خس خاشاک تھا اور نہ کچھ ناپاکی تھی اگر اتفاقا اوسمین کچھ
ناپاکی گر جاوے تو ابر اوسپر گھر جاوے اور ہوائین اوسپر چلین اور اندھیرا ہو جاوے اور ہوا سرد
اوسکے گرد بھر جاوے اور ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ گویا موت دکھائی دیتی ہے حکم ہوا کہ اونمین کچھ
ناپاکی ڈالین تو اوسکے ڈالتے ہی اہل ہند پر قیامت برپا ہو گئی اور آسمان سے متواتر آگ برسنے
لگی اور ابر سے کڑک ہونے لگی اور بہت سخت آندھی چلنے لگی خیمے سردی اور برف کے اوپر تر گئے
اور راستے گم ہو گئے اور گھاٹی بند ہو گئی اب لاچار فرمانبردار ہو گئے راجہ جیپال نے صلح کے لئے امیر کے
پاس قاصد بھیجا کہ کچھ مال لیوے اور جنگ موقوف کرے اور اپنا حکم ہمارے لشکر اور ہماری مملکت مین
جاری کرے امیر نے بھی چاہا کہ اوسکی یہ درخواست قبول کرے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ نے

ان قاصدونکو روکا اور صلح سے انکار کیا کہ بے لڑے اور کچھ فیصلہ نہوگا قاصد یہ حال دیکھکر لاچار چلے گئے اور راجہ جیپال نے پھر قاصدونکو نہایت عجز اور انکسار کے ساتھ بھیجا اور اوسکا خلاصہ کلام تھا کہ تمکو ہنود کا حال خوب معلوم ہوگیا کہ موت سے کسقدر ڈرتے ہین تمنے جو بطمع غنیمت اور ہاتھیون اور قیدیون کے صلح سے انکار کیا ہی تو میرا ارادہ مصمم یہ ہی کہ مال ہلاک کردونگا اور ہاتھیونکو اندھا کردونگا اور لڑکون کو آگ مین ڈال دونگا اور آپسمین ایک دوسریکو قتل کرڈالیگا تو پھر سوای پتھر اور ریت اور مردون اور جورو ہدیونکے تمھارے ہاتھ اور کچھ نہ آوے گا امیر نے جب یہ سنا اور جانا کہ ناامید ہوکر جو کہتا ہی شاید سچ ہی کر بیٹھے مناسب جانا کہ صلح کرے اور مال اور اسباب لیکر اوسکو چھوڑ دے اب یمین الدولہ امین الملۃ بھی صلح سے راضی ہوگیا اور اسپر صلح ہوئی کہ دس لاکھ درم سکہ شاہی اور پچاس ہاتھی اور چند قلعہ اور شہر کہ اوسکے بیچ سلطنت مین واقع ہون امیر کو دیوے ایک معتمد امیر کا اوسپر مقرر رہے اور جبتک کہ زر صلح وغیرہ ادا کرے تب تک چند آدمی اوسکے خاندان کے امیر کے یہان بطور اول رہین گے اور امیر نے تو زر صلح وغیرہ لے لیا اور یہ ٹھہری کہ شہرون اور قلعون پر چند دن بعد قبضہ دیگا امیر نے جیپال کو دو رہبرون کے ساتھ اوسکے وطن بھیجا کہ سیدھی سیدھی راہ بتاوین اور کجراہی اور گمرہی سے بچاوین اور چند معتمد بھی اوسکے ساتھ کر دیے کہ شہرون پر قبضہ کرین سو جب دور نکل آیا اور جانا کہ تقاضا کچھ ہلکا ہوگیا اور گلے کی رسی ڈھیلی ہوگئی تو اوسنے ارادہ کیا کہ وعدہ خلافی کرکے دوبارہ جنگ کرے اور امیر کے لوگونکو جو اوسکے ہمراہ تھے بدلے اون لوگونکے کہ امیر کے یہان بطور اول کے تھے قید کرلیا اور امیر کو جو یہ خبر پہونچی تو اوسنے گمان کیا کہ یہ امر جھوٹ اور غلط ہی پر جب یہ خبر دوڑ گئی تو اوسکو یقین ہوا اب اوسنے اپنی تلوار پھر تیز کی اور چند غلام اور مددگار اپنے رفیق لیکر اٹھا اور حملہ کر دیا ہندوستان مین گھس آیا سو کوئی لڑنیوالا اوسکے سامنے نہ آیا نہ جیپال کا لشکر اور نہ اسکا کوئی مددگار سبکو پیستا کچلتا دلتا چلا آیا اور قصبۂ لمغان کو جو حفاظت اور کثرت مال مین بہت مشہور ہی فتح کرلیا اور اوسکے ایکطرف آگ لگادی اور فتح کرتا ہوا اور لوگونکو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اور قتل و خونریزی بہت ہوئی اوسکا اور اوسکے رفیقونکا بہت مال ہاتھ لگا تو اب وہانسے فتح کرکے اولٹا پھرا اور اطراف و اکناف مین خطوط فتح جاری ہوے اور سب لوگ خاص و عام بہت خوش ہوے اور جیپال نے جو اپنی عہدشکنی کی سزا پائی اور دیکھا کہ اچھے اچھے سردار مارے گئے اور بے یار و مددگار رہگیا تو اوسکو بہت ندامت ہوئی اور رنج و غم

ایک قیامت ہوئی او رچند روز حیران رہا کہ کیا تدبیر کرے اور اوس بار کیونکر دور کرے اور اقبال دوبارہ کہانسے لاوے اور اوسکو غیرت ہوئی کہ اپنا انتقام لیوے تو بہت سوچا اور انجام مین خوب غور کی اور جنگ کا عزم مصمم کیا اور سپاہ کو بلایا اور اکٹھا کیا اور ایک لاکھ پیادہ آدمی تیار کیے اور امیر کو جو یہ خبر ہوئی تو جھٹ اوسکا استقبال کیا اور مسلمانون کو پھر جنگ پر آمادہ کیا اور نہایت اطمینان سے چلا کہ دونو لشکر قریب ہو گئے امیر کو ایک بلند گھاٹی پر چڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ لشکر ہنود مثل چیونٹیون یا ٹڈیونکے پھیلا ہوا ہے یہانتک امیر کو کچھ ڈر لگا جیسے بھیڑیا بکریون کے ریوڑ سے یا بھوکا شیر پراگندہ چوپایون سے کبھی ڈر جاتا ہے اور پھر اپنی فوج کو اوبھارا تو وہ اپنے پادشاہ کی حمایت پر موجود ہوئی اور یہ حکم دیا کہ پانچ پانچ سو آدمی جو خوب تیر انداز ہون حملہ کرین کہ جب یہ جنگ اچھی طرح کر چکین تو لشکر گاہ سے ایک اور پانسو مرد جنگگاہ مین آوین او روہ آرام کرین اور یہ اونکی جگہہ کام کرین اور جب انھون نے خوب کام کیا تو پھر دوسرا گروہ پانسو مرد کا خوب کھلتا پیستا دلتا ہوا آیا اور یہی حال رہا یہانتک کہ لشکر ہند چیخ اٹھا اور پھر مسلمانون نے یہ ارادہ کیا کہ سب اکٹھے ہوکر ایکبارگی حملہ کرین اس سے لشکر ہند کے قدم اوکھڑ جاوینگے سو اسوقت آتش جنگ خوب بھڑکی اور سردار اور سپاہ سب متفق ہو گئے صفین جگہہ پر نرہین اور سوا ہی تلوار کے سب ہتھیار بیکار ہو گئے اور اسقدر مختلف زد و ضرب ہوئی کہ کسیکی کھوپری کہین ہے اور کسیکی آنکھ کہین لگی اور ایسا غبار اوٹھا کہ آدمیونکی شناخت اور دکھائی دینا دشوار ہوگیا اور کچھ تمیز تلوار اور نیزے مین اور آدمی اور ہاتھی مین اور مسلمان اور ہندو مین نرہی جب یہ غبار ہٹا تو معلوم ہوا کہ ہندو کو شکست ہوئی اونکا سب اسباب ہاتھی گھوڑے برتن ہتھیار لباس وغیرہ رہگیا اور جنگل کشتون سے بھر گئے اہل ہند بہت تو تلوارون سے مارے گئے اور بہت تیرون سے اور بہت تلوار اور تیر سے زخمی ہوے اور بہت صرف خوف اور دہشت سے مر کرہ گئے یہ ایک دستور قدیم سے جاری ہے اسمین کبھی خلاف نہین ہوا یعنی ایک قوم کی ترقی دوسری قوم کی تباہی پر موقوف ہے اور ہنود نے اپنے سر کی چوٹیان ہلائین کہ اب امان ہووے اب یہ ملک خاص امیر مرحوم کی ملک خاص ہوگیا اور دولت برس پڑی اور خزانے اوسکے لیے کھل گئے اور دو سو ہاتھی جنگی ہاتھ لگے کہ اونسے اوسکے لشکر کی رونق ہوگئی اور قوم افغان اور خلج سب اسکے تابع ہوے کہ اونمین سے ہزارونکو اپنی خدمت مین رکھا اور جب جاہ بالا ہوا اور اوسوقت امیر ابوالقاسم نوح ابن منصور والی خراسان کی اعانت او سپر واجب ہوئی اور جن ترکون نے کہ امیر نوح کو نکالدیا تھا اونکو اس نے تارکر

پراگندہ کردیا اور اونکو سوای ہزیمت کے اور کچھ نہ بن آیا یہ اللہ کا ایک احسان ہے کہ سوای سبکتگین کے
اور کسی بادشاہ اسلام کو میسر نہین ہوا بیشک اللہ تعالی نے سب خوبیان اوسکو عنایت فرمائین اور اوسکی محنت
اور جانفشانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ بادشاہت اوسکے بیٹے کو ہوئے اور یہ عزت اوسکے خاندان مین باقی رہے

ترکونکا چڑھ آنا امیر ابوالقاسم نوح ابن منصور پر اور اونکا نکالا جانا

امیر ابوالقاسم نوح ۳۶۵ سنہ ہجری مین سلطنت سامانیہ کا وراثتاً تخت نشین ہوا سب ارکان اور سنہ ۹۷۵ع
امرای دولت اوسکی اطاعت پر متفق ہوگئے اور وہ مال کہ وزراء سامانیہ ابوالفضل بلعمی اور ابی جعفر
عتبی وغیرہ یعنی وزیران سابق نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا تھا سب خرچ کیا گیا اور
ابوالحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور سپہ سالار نیشاپور سے درخواست کی گئی کہ ابوالقاسم نوح کی
پادشاہی پر راضی ہو کر اوس سے بیعت کرے اور بہ نسبت اور ارکان دولت کے اوسکا وظیفہ دو چند
کیا گیا کہ اوسکی طبیعت اوسپر نرم ہوئی اور اوسنے بیعت کی چونکہ ابھی پادشاہ کم عمر ہے اس لیے
ابوالحسین عتبی وزیر مقرر ہوا کہ یہ شخص نہایت شفقت سے کفیل کار اور مددگار رہیگا اور یہ توفیق
خداوندی اوسنے ایسی تدبیر کی کہ سب کام درست ہوگئے اور سب لوگ خوش ہوئے اور سب حدود اور اطراف
مملکت کا انتظام کیا گیا اور ہیبت سلطنت کی شرق اور غرب اور بعید اور قریب خوب ہوا بندھ گئی اور
امیر عضد الدولہ تاج الملت کہ قدر اور منزلت اوسکی مشہور و معروف تھی اور ولایت اوسکی خوب آباد اور
دار اوسکی بہت تیز کارگزار ابوالحسین عتبی کے ہر امر مین رضامندی اور دلجوئی کرتا تھا اور ہر حکم و فرمایش
کہ وہ کہ بھیجتا تھا پسند کرتا اور بجالاتا اور سرکشی اور بغاوت کا خیال اوسکو اکثر آتا تھا پر جب انجام پر غور
کرتا تھا تو لاچار نرمی قبول کرتا تھا اور احمد خوارزمی عتبی کا خواص جو اس کام پر نوکر تھا کہ ہر سال مکے اور مدینے
جایا کرے اور وہانکے ساکنین اور مستحقین کو وظیفہ تقسیم کیا کرے مجھسے کہتا ہے کہ ایک روز مین خراسان
سے آتے ہوئے عضد الدولہ کے پاس چلا گیا تو بطور رسم او تذکرے کے اوسنے مجھسے ابوالحسین کا
حال پوچھا اور اوسکی استقامت اور خوبی کفالت کا ذکر کیا پھر کہا کیا فرمایش ہے میننے فہرست اسباب
مطلوبہ کی پیش کی کہ اوسمین ایکہزار تھان بلوداز منقش قابل استعمال امیر ابوالقاسم نوح کے اور پانسو تھان
منقش ابوالحسین عتبی کے لئے اور ایسے ہی پانسو تھان ابی العباس تاش دربان کے لیے درج تھے
جب اوسکو تامل او غور سے دیکھا اور جو کچھ کہ اوسمین تھا معلوم کیا تو اوسکو نخوت پیدا ہوئی اور سبب یہ

غیرت اور عزت سے جوش آیا اور نہایت غضبناک ہوکر جواب دیا کہ اگر ابو الحسین عتبی اپنی اور اپنے والی کی سلامتی چاہتا ہی تو اوسکے اور اوسکے والی کے حقمین بہتر ہی کہ ان فرمایشون سے مجکو تکلیف نہ دیا کرے ورنہ تیرے پونہچنے سے پہلے مین دریاے جیحون پر گھوڑون کا طویلہ اور نیزون کا قیام گاہ اور لشکر کا فرودگاہ بنا دیتا ہون سو مین اوسکی سطوت اور شوکت سے ڈرتا ہوا اٹھا اور ہیبت اور دہشت کے مارے قدم گھسیٹتا چلا اور سوار ہوکر اپنی فرودگاہ پر آیا جب فرحج قریب ہوا عضد الدولہ نے مجکو بلایا مین اوسکے پاس گیا اور اچھی طرح باادب اوسکے سامنے بیٹھا اور سواے قاعدۂ مقرری کے خوب خندہ پیشانی ہوکر یہ کہا کہ ہمنے موافق فہرست کے حکم کردیا ہی ہمکو ناراض ہونا ابو الحسین کا ناپسند ہی کہ یہ دوستی کے خلاف ہی سو تم بھی کاریگرون پر تاکید کرتے جانا کہ تمھارے آنے تک تیار کردین مینے اوسکے کہنے کے موافق کیا اور پھر آیا اور اجناس مرحمہ لیکر بخارا کو روانہ ہوا اور بہت شاعرون نے شیخ ابو الحسین عتبی کے لیے قصیدے مدح کے لکھے ہین خصوصا ابو طالب مامون نے بہت قصیدے اوسکی مدح مین لکھے ہین منجملہ اونکے یہ شعر ہین شعر

مدد کرتا ہی عتبی سطرح سے
نہین تیزی رہی سیف و سنان مین
اجازت اونکو گر ملجاے فورا
خوا فت ہوگئی روشن جہان مین

نہین کرتا کوئی ایسا جہان مین
مدد کرتا ہی جس لشکر کی اوسکی
تو گھس جائین وہ باغ دشمنان مین

یہ اوسکے عقل کی تیزی ہی مشہور
نہین ہوتی ہین تلوارین میان مین
بنی عتبہ کی تلوارونکی برکت

اور ابو العباس نے بان کو بڑی بحالی ملی اور اوسکو سب کام ملنے لگے اور سرداری باونکی اور درمیان بادشاہ اور امراے سلطنت کے پیغام رسانی اوسکو سپرد ہوئی کہ اونکی حاجات ادا ہوتی رہین لوگون کے دلمین اوسکی محبت جمگئی اور اوسکی سرداری سے سب خوش ہوے اور ابو الحسین نے اوسپر دروازے بخشش کے کھولدیے کہ اوسکے پاس مال بہت ہوگیا اور اوسکو خوب تقویت اور قوت حاصل ہوئی اور ابو العباس تاش ابی جعفر عتبی کا غلام تھا اور چونکہ وہ بہت ہوشیار اور عقلمند تھا اور عادتین اوسکی بہت پسندیدہ تھین اس لیے عتبی نے اوسکو امیر ابو صالح منصور ابن نوح کی خدمت مین بصورت سوغات بھیجدیا تھا سو اسکی قوت بازو اور یاوری سے ابو الحسین نے اوسکو اپنا مددگار بناکر سب کام درست کرلیے اور درجہ بدرجہ اوسکو اوس درجے پر پونہچایا کہ جسکا نام قوت اور غلبہ تھا اور سب کام آستانۂ دولت کے اوسکی مددگاری اور اعانت سے بہت اچھی طرح خوبی و جمال سلطنت اور جلال اور استقامت اور اعتدال سے جاری ہوے اور ابو الحسین فائق کو بحق قدیم خدمت خاص کے

مقرر کیا کہ سواری منصور ابن نوح کے ساتھ متعین رہے اور اوسکے سب امور کا نگران و راوسکے احکام مین شریک رہے سو یہ بھی تدبیر مملکت اور حفاظت ہیبت سلطنت مین اونکا شریک ہوگیا اور خراسانکی سپاہ سالاری فقط ابو الحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور کو دیگئی سو یہ ہر شخص تنہا تنہا حمایت ملک و حدود اور سیاست خلق مین مصروف ہوا یہانتک کہ دشمنونکی شرارت جڑسے اوکھاڑ دیگئی اور اونکی اینٹین اور کڑیان سب پارہ پارہ ہوگئے پھر یہ سلطنت مثل سلطنت سجستان کے تباہ ہوئی اور قصہ اسکا یہ ہے کہ خلف ابن احمد سنہ ۳۵۴ ہجری مین حج کرکے جو واپس آیا تو طاہر ابن الحسین کہ بجاے اوسکے منصرم سلطنت تھا اوسکی سلطنت پر بیٹھا اور رعایا اور فوجکو ملالیا پس منصور ابن نوح نے مناسب جانا کہ خلف ابن احمد کی مدد کیجاوے اور اوسکی تکلیف اور دقت دور کیجاوے اور جو فوج اوسنے مانگی وہی اوسکو دیگئی کہ اوسکو اوسکے گھر پر پھر پونہچا دین اور اوسکی مملکت اوسکو پھر دلادین جب طاہر نے یہ سنا کہ اسطرح مدد اور فوج آتی ہے وہ اسفرار کیطرف بھاگ آیا اور خلف اپنی جگہہ پر قایم ہوگیا اور اپنے ہتھیار لڑائی کے کھولڈالے اور فوجکو رخصت کیا اب پھر طاہر چڑھ آیا اور خلف کو نکالدیا اول وہ بادغیش گیا اور پھر منصور کے پاس فریاد اپنی مصیبت کی لیکر آیا امیر نے اوسکی خاطر جمع کی اور اچھی طرح اوس سے پیش آیا اور بہت فوج اور لشکر اوسکے ساتھ کر دیا کہ سجستان پر جاوین اتفاقاً طاہر اپنے بیٹے حسین کو اپنی جگہہ پر چھوڑکر مر گیا اب خلف نے اوسکو آگھیرا اور لڑنا شروع کیا حسین نے بہت کوشش اور محنت سے لڑتا رہا یہانتک کہ بہت لوگ طرفین کے مارے گئے اور مدت تک لڑائی جاری رہی تو حسین نے بخارا عرضی بھیجی کہ مین نے مخالفت سے توبہ کی اور میرا قصور معاف ہووے اور چاہتا ہون کہ اگر اس تکلیف سے مجکو رہائی ہووے اور گلے کی رسی ڈھیلی ہووے تو حاضر دربار ہوکر زمین بوسی کرون امیر نے یہ درخواست قبول کی اور دربار مین آنیکی اجازت دی اب پھر سلطنت سجستان خلف ابن احمد کو ملی اور اوسنے مدت دراز تک سلطنت اور حکمرانی کی اور بہت عزت حاصل ہوئی اور اوسکے قلعے دولت سے پر ہوگئے اور اب بخارا سے کچھ علاقہ نرہا بلکہ حقوق احسان جو اوسپر واجب تھے اونکو ٹالنے لگا اور جو احکام کہ بخارا سے اوسپر صادر ہوتے تھے اونکو حقیر جاننے لگا اب حسین ابن طاہر بسرداری فوج خراسان اوسکے مقابلے کو بھیجا گیا قلعہ ارک مین اوسکو آگھیرا اور بہت مدت تک لڑائی جاری رہی پھر کچھ فائدہ نہوا اور کوئی راہ فتح کی نملی اور ابو الحسن عتبی مدد پر مدد اور رسد پر رسد اوسکے پاس بھیجتا تھا اور منجملہ سپہ سالارون کے کہ تاش ہوا

مطابق ۹۶۵ء

التاش اور برادران حسین ابن مالک اور اور ارکان دولت اور امرای سلطنت وہان موجود تھے اور
کسیکی کوشش سے کچھ فائدہ نہوا کیونکہ قلعہ بہت سخت تھا اور فصیل بہت مضبوط تھی اور نالون اور کھاٹون مین سے
اتنے بہت دشوار تھے اور اوسکے گرد ایک خندق تھی کہ سوار کو اوسکا پھاند جانا اور پیادے کو کود جانا
بہت دشوار تھا اور خلف ابن احمد ایسے حیلون سے لڑتا تھا کہ گمان مین نہ آسکین اور جس سے شبہ شبخون کا
ہوتا تھا اور کوہ مین سانپ پھینکتا تھا اور اسی طور پر سات برس گذرے کہ مردان کار مرنے لگے اور مال تلف
ہوئے اور سرمایہ ضائع ہونے لگا اور سوار اور سواریان ہلاک ہونے لگین پس اسوقت سے سلطنت کا
زوال شروع اور سستی بندوبست کا وقوع ہوا ہر امر کی ایک مدت ہی اور ہر قوم کا ایک زمانہ ہی اور ہر سلطنت
کی انتہا ہی اللہ جسکو چاہے مٹا دے اور جسکو چاہے رکھے اوسکے پاس کتاب احکام کی موجود ہی اور معتمدین
ارکان دولت نے ذکر کیا کہ اسوقت سپاہ سالار ابو الحسن سیمجور نیشاپور مین اپنے گھر بیٹھا ہوا ہی اور اس تکلیف
و نقصان کا تدارک نہین کرتا ہی اور سلطنت کے امور مصلحت مین دخل نہین دیتا ہی اور یہ بھی کہا کہ امیر
منصور نے کسقدر احسان اوسپر کیا ہی کہ وہ اپنے مکان پر موجود ہی اور بادشاہ کی مدد نہین کرتا ہی آخر
اوسکو لکھ بھیجا کہ توقف ہوا اور یہ عہدہ سپہ سالاری کا ابو العباس تاش کو دیا گیا جب یہ پیغام اوسکو
پونہچا اور سب حاضرین کے روبرو یہ حکم بیان کیا گیا تو غیرت سے قبول نکیا اور اوسوقت غرہ سرکشی
اور آواز مخالفت ظاہر کیا خاص اپنے لیے سب امور سلطنت کا دعوی کیا کہ اوسکو اپنی قوت پر
اعتماد اور بھروسا تھا اور اپنی اولاد اور اپنے بھائیون پر اور اپنے لشکر اور سپاہ پر اوسکو گھمنڈ تھا پھر
رات بھر تدبیر سوچی اور فکر کی تو اب یہ خیال آیا کہ لوگ یہ کہین گے کہ جس سلطنت مین بوڑھا ہوا اور بہت مدت
تک نوکر رہا اوس سے نافرمانی اور سرکشی کی اور اون سختیونکا بھی جو مخالفت مین پیدا ہوتی ہین تصور آیا
کہ جان کا آرام اور آنکھونکی نیند باقی رہتی ہی اور مال جو جمع کیا گیا ہی چھن جاتا ہی تو مناسب جانا کہ اس
حکم کو قبول کرے کہ اسمین سلامتی تصور ہی اور قاصد کو بلایا اور جو کچھ کہ پہلے کہا تھا اوس قصور کی معافی
کی درخواست کی اور طاعت و اطاعت نہایت نیازمندی اور دستمندی سے ظاہر کی اور کہا کہ مین وہ
درخت ہون جو خود بادشاہ نے لگایا تھا اور اپنے آب کرم سے مجکو سیراب کیا تھا تو بادشاہ کو اختیار
ہی کہ اپنے درخت کو باقی رکھے کہ اوسمین پھل لگین یا اوسکو اکھاڑے اور سوکھا کر آگ مین جلادے یہ کہکر
نہایت طاعت اور نرم کلامی سے اوسکو رخصت کیا اور ظاہر مین بہت لطف اور نرمی کی کہ

اولاد اور احباب منصور ابن نوح کی خوشامد منظور تھی اور حقیقت مین فریب اور دھوکا تھا کہ نہایت واقف اسرار اور بہت تجربہ کار تھا اور بہت جلد قہستان چلا گیا تاکہ دیکھے کہ نیا امر کیا پیدا ہوتا ہے اور کیا تدبیر ہوتی ہے اور وہان پونہچتے ہی خلف ابن احمد پر بھیجا گیا اور اسمین اور خلف مین بہت مدت سے دوستی کامل تھی سیمجور نے خلف کو یہ رای دی کہ اپنے قلعے سے نیچے اوتر آوے اور کسی قلعہ محفوظ مین چلا جاوے کہ ظاہر مین یہ لوگ فتح حسین ابن طاہر کی سمجھکر یہانسے چلے جاوینگے اور جب میدان خالی ہوگا پھر آکر اپنے قلعہ پر قابض ہو جانا اور جو کچھ ہوسکے اپنا انتقام لینا اور حکم اپنا بدستور جاری کرنا خلف نے یہ مشورہ قبول کیا اور قلعہ طاق مین چلا گیا اور ابو الحسن سیمجور قلعہ ارک مین داخل ہوا اور خطبہ بنام امیر رضی کے پڑھا اور امیر رضی کو لکھا کہ اللہ نے یہ فتح میرے ہاتھ پر دی اور یہ امر مشکل میری کوشش اور محنت سے آسان ہوا اور حسین ابن طاہر کو اوسپر امیر مقرر کیا اور اوسکی عملداری جاری ہوگئی اور سیمجور پھر وہان سے چلا گیا اور باقی ماجرا ابو الحسن سیمجور کا ہم آگے لکھینگے

ذکر حسام الدولہ ابو العباس تاش دربان کا اور مقرر ہونا سپہ سالاری کا اوسکے لیے

ابو العباس تاش بخارا سے نیشاپور بھیجا گیا کہ لشکر و نکی سرداری اور مملکت کی درستی کرے اور اوسکی مدد کے لیے فائق خاصہ و نصر ابن طغا شرابی اور بنی مالک اوسکے ساتھ کیے گئے اور ارکان دولت اور امرای سلطنت اوسکے فرمانبردار کیے گئے اور جو کچھ کہ اوسنے مال اور ہتھیار اور اسباب اور سامان طلب کیا سب پایا گیا اور بارھوین شعبان ۳۷۱ ہجری کو خوب شوکت و سامان اور نہایت ہیبت و شان سے نیشاپور پونہچا اور اپنی عقل سے خوب تدبیر کی اور سب متفرقات کا نہایت احتیاط سے انتظام کیا اور السی می سے سیاست اور ریاست کی کہ سبکو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور اتفاقاً انھین دنون شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر اور فخر الدولہ ابی الحسین علی ابن بویہ اوس جنگ سے جو انمین و مؤید الدولہ بویہ مین واقع ہوئی تھی فارغ ہوکر نیشاپور پونہچے اور فخر الدولہ اور عضد الدولہ ابو شجاع دونو بھائی تھے انکے باپ رکن الدولہ نے وصیت نامہ لکھا تھا اور اوسپر عمل کرنیکے لیے ایک عہدنامہ ان دونوسے لکھایا تھا کہ جسکا ذکر ابو اسحاق صابی نے اپنی کتاب معروف ناجی مین کیا ہے تو فخر الدولہ نے چاہا کہ عضد الدولہ ابو شجاع کو اوسکی ولایت سے جو وصیت پدری اوسکے پاس ہے نکالدے اس لیے یہ جنگ برپا ہوئی تھی لیکن عضد الدولہ نے خفیتہً

فخر الدولہ کے لشکر کو اپنی طرف ملا کر اوسکی مخالفت پر خوب برانگیختہ کر دیا اور فخر الدولہ ابھی ہمدان مین تھا
کہ دونو لشکر کا مقابلہ ہوگیا تو جھٹ پٹ لشکر فخر الدولہ کا عضد الدولہ کے پاس امان کے لیے چلا گیا اور
فخر الدولہ سے سب بیوفا پھر گئے جب فخر الدولہ نے دیکھا کہ لشکر نمک حرام نے مجکو چھوڑ دیا اور کل کے
دن اپنے چچا کے بیٹے بختیار کا حال دیکھ چکا تھا کہ کسطرح بیرحمی سے قتل ہوا تو اونکو چھوڑا اور حیران و
پریشان دیلم کیطرف اپنی جان بچا کر چلا اور جو گھاٹیان اور راستے کہ اونمین ہر وقت یہ خوف تھا کہ شاید
کوئی جاسوس یا کردی یا اعراب پکڑ لیگا سب چھوڑ دیے اور مسافت طے کرتا ہوا جرجان پونچا
یہانتک کہ شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کے پاس ملتجی اور امن کے لیے حاضر ہوا قابوس نے اوسکو امن دیا
اور خوب عزت سے اوسکو رکھا گویا اپنا سایہ اوسکا فرش کیا اور اوسکی آرزو سے زیادہ کچھ اوسکو دیا اور
اپنے ملک مین اوسکو شریک کیا اور اپنی مملکت کہ نہایت نفیس چیز ہی اور اسکے دینے پر سبکو دریغ ہوتا ہی
اوسکو سپرد کردی کہ اوسکا مال اور اوسکی جان دشمنونکے فساد سے بچے اب عضد الدولہ اور مؤید الدولہ نے
قابوس کے پاس پیغام بھیجا کہ فخر الدولہ کو ہمارے حوالے کیدے اور اسکے بدلے اتنا مال لیوے اور اسقدر
ملک لیکر اپنی ولایت مین شامل کرلے اور علاوہ اسکے اور پیمان اور اقرار نئے سر سے کرلے کہ ہم
ہر وقت فراغت اور تکلیف مین باعانت موجود ہونگے قابوس نے انکو یہ جواب دیا کہ مہید بھی رشتہ
قرابت ہی اور اوسکا وفا کرنا لازم ہی اور امان کے لیے ہمارے یہان ایسی حرمت ہی کہ اوسکا ضایع کرنا دین
مروت اور شریعت فتوت مین ہرگز مناسب نہین اگر کوئی فخر الدولہ کا قصد کریگا تو قریب ہی کہ اوسپر
تلوارین چمکتی ہونگی اور نیزہ زرد رنگ پونچینگے یہ جواب سنتے ہی انکو غصہ آیا اور آمادہ ہوے
کہ اسسے لڑکر ملک چھین لیوین اور عضد الدولہ نے اپنے بھائی مؤید الدولہ کو لکھا کہ حاجت سے زیادہ سپاہ
اور مال لیکر قابوس پر کوچ کرے سو مؤید الدولہ دیلمی و ترکی اور عربی لشکر لیکر رے سے جرجان چلا اور
طبرستان کے شہرون پر اپنا قبضہ اور تصرف کرتا ہوا استرآباد پر پونچا اور شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر اوسکے
مقابلے پر جلد آپونچا اور دونون لشکر جمع ہوگئے اور صبح سے زوال تک لڑائی خوب ہوئی کہ فرش زمین
مردان کارزار کے خون سے سرخ ہوگیا اور لشکر جیل یعنی ترک پر ایسی تکلیف پڑی کہ اونسے صبر نہوسکا
اور قدم اکھڑ گئے اور پریشان اور متفرق ہوگئے شمس المعالی اپنے ایک قلعے مین کہ اموال کثیرہ سے
پر تھا چلا گیا اور اس مسافرت مین اوسکے سامان سے اوسکو بہت مدد ملی اور پھر نیشاپور روانہ ہوا

کہ رستہ میں سو ابن فخر الدولہ سے ملاقات ہوئی اور اس جگہہ انکے سب لوگ شکستہ حال اکٹھے ہو گئے اور یہ حال
ان دونوں کا ابو العباس تاش نے امیر ابو القاسم نوح بن منصور والی خراسان کو لکھا کہ یہ آپکی سلطنت میں آنیکا
قصد رکھتے ہیں اور آپسے مدد اور اعانت کی آرزو کرتے ہیں کہ جو ملک انکا انسے چھن گیا ہے وہ بغلبہ دولت
آپ کے دلایا جاوے پس امیر نے ان دونوں کو خط لکھا کہ جس سے اونکو سہارا معلوم ہووے اور اونکا
دل خوش اور مطمئن رہے اور ابو العباس کو لکھا کہ انکی خوب عزت کیجاوے اور اونکی تعظیم و تکریم کرے
اور ایسی جمعیت انکے ساتھ کردے کہ یہ دونوں اپنے گھر کو بخیریت جاویں سو ابو العباس یہ حکم بجالایا اور ہر طرف سے
سواروں کے پرے کے پرے آنے لگے جب اچھے اچھے مردان کار اکٹھے ہو گئے تو اوسنے ارادہ کوچ کا
کیا اور نیشاپور سے بارادۂ جرجان چلا کہ ولایت امیر شمس المعالی کی مؤید الدولہ سے چھینے پہلے تو یہ مصلحت
سوجھی کہ قومس اور رے پر فائق کو بھیجے کہ مؤید الدولہ کی رسد اور مدد اسطرف سے روکے اور ادھر کے خبر
اسکے پاس نہ آنے دے کہ ان دو وجہ سے اسکو تشویش ہوگی اور اپنا لشکر ادھر بھیجیگا پھر ہم دونوں جانب سے
اسکو گھیر لینگے سو فائق اسطرف گیا اور پھر اسکو یہ امر بہتر معلوم ہوا کہ ایک جانب سب کا اکٹھا ہونا اور ایک دوسرے
کی مدد پر رہنا اچھا ہے اس لیے فائق کو پھر اپنے پاس آزادوار پر بلا لیا اور سب نے متفق ہو کر آگے چلنے کا ارادہ
کیا اور حسام الدولہ تاش مع اس لشکر کے جرجان کو پہنچا اور انکے ساتھ شمس المعالی اور فخر الدولہ بھی تھے
یہ سب تو جرجان کے باہر رہے اور مؤید الدولہ اوسکے اندر محفوظ رہا اور اوسکے گرد ایک گہری خندق تھی اور
رستہ معلوم نہ تھا اور گھاٹوں اور دروں پر نگہبان پڑے ہوئے تھے اس لیے یہ سب رک رہے اور
یہ لڑائی اسقدر دراز ہوئی کہ دو مہینے ایسے گزرے جیسے ایکدن گزرتا ہے اور لڑائی اور کمر بندی برابر جاری
رہی اور شہر کے اندر خوراک نبڑ گئی کہ دیلمی لوگ حیران ہو گئے کہ نہ قوت ہے اور نہ قوت ہے اور یہ نوبت
پہونچی کہ جو کی بھوسی جو مٹی اور کیچڑ میں مخلوط ہوتی تھی کھانے لگے اور مجکو معلوم ہے کہ اہل دیلم جو خط رے
بھیجتے تھے اوسمیں اپنی تنگی اور لاغری کا حال لکھتے تھے اور اپنے خطوط میں ٹکڑے روٹی کے کہ مثل
روشنائی کے سیاہ تھے لپیٹتے تھے یعنی جتاتے تھے کہ ہمارا یہ حال ہے اور دونوں لشکر آپسمیں بھڑ گئے اور فخر الدولہ
لشکر کے بائیں جانب علی ابن کامتہ سپہ سالار مؤید الدولہ کے مقابلے پر تھا سو خوب داد دلاوری اور
آزمودہ کاری کی دی اور اوسپر حملہ کیا اور زخمی ہوا اور ہزیمت پا کر استرآباد کو گیا اگر فخر الدولہ کو اسوقت
کچھ بھی مدد ملتی تو بیشک فتح کر لیتا اور جنگ تمام کرتا پر سب لشکر نے حسد کیا اور اسکو تنہا چھوڑ دیا اور

سنبھالا لشکر دیلم کے ایک گروہ نے اوباش خراسان پر جو غارت اور لوٹ مین مصروف تھے حملہ کیا اونکو گھیر کر
قتل کر ڈالا اور بعد اسکے ابو سعید شیبی ابو العباس تاش پر مردان خوارزم کو جو خوب ڈلاور اور تیر انداز ہین لیکر آ پونچا
اب ان دونو مین لڑائی چھڑی اور وہ تیر انداز ہی ہوئی کہ یاد نت ٹوٹتے تھے یا آنکھین پھوٹتی تھین اور دیلم اون
کی نامردی ظاہر ہوئی پھر ایکدن تک رہے باقی ہمیشہ جنگ قایم اور جاری ہی کہ ہر شخص اپنا انتقام لینا تھا
اور ابو الفضل منجم ہروی نے مؤید الدولہ سے کہا کہ جبتک مریخ درجہ ہبوط پر پونچے انکو روکے رکھے کہ اوس وقت
پھر ایک حملے مین یا فتح ہوگی یا شکست تو مؤید الدولہ نے یہ بات اپنے ذہن مین رکھی اور منتظر اوس وقت کا
رہا رمضان اکتالیس سنہ ہجری بدہ کے دن اپنا اور اپنے بھائی کا لشکر سب اکھٹا کیا اور اہل خراسان کو یہ
گمان تھا کہ یہ ایک ابر ہی جو ابھی پراگندہ ہو جاویگا پر جب دیکھا کہ یہ تو ایک ابر ہی جو تہ بر تہ اوڈا چلا آتا ہی اور
دیلم کے لوگ خندق کے اودھر سے میدان مین آئے اور یہ سخت کارزار دیکھکر بہت بیقرار ہوئے اب
آتش جنگ بھڑکی اور ضرب نیزہ و شمشیر چلنے لگی اور لوگ آپس مین یہ کہنے لگے کہ مؤید الدولہ نے فایق اور
اور اوسکے ہمسر سردارونکو خفیۃً مال بھیجکر حیلہ و مکر سے ملا لیا ہی کہ وہ اونکی موافقت سے جنگ مین ور
سعین سہل انکاری اور سستی کرتے ہین اور بلکہ جب دیلم نے جو انبر حملہ کیا تو یہ سب بھاگ گئے اور صرف
حسام الدولہ تاش اور فخر الدولہ باقی رہگئے کہ جمعین لشکر کے تلوار اور گرز سے لڑتے تھے اور اپنی صدق
نیت اور ثبات خاطر سے اونکے حملونکو دور کرتے تھے کہ اتنے مین آفتاب غروب ہوگیا اور سب
بھاگ گئے اور پریشان ہوگئے فخر الدولہ نے تاش سے کہا کہ زیادہ ٹھہرنے سے اس جگہ خوف ہی کہ
ہر طرف سے قتال کی کثرت ہی اور ہر جانب سے اہل طمع ہمپر متوجہ ہین سو تاش نے بھی جنگگاہ سے
ارادہ کیا کہ لشکرگاہ مین چلا جاوے تو وہ ہاتھی جو لشکر کا قلعہ تھا کسی چہ اور دلدل مین دھس گیا
تو لاچار ہاتھی کو اوسی حال مین چھوڑکر اپنی جان سلامت لیگیا اور پھر لشکرگاہ کو بھی فوج سے خالی دیکھا
اور سب مال اور سب سامان جنگ اور غلامان قلعہ اور غلہ چھوڑکر اسی حال سے نیشاپور پونچا اور
راتکو وہان داخل ہوا اور یہ سب واقعہ اور اپنا چلا آنا بخارا لکھ بھیجا وہانسے جواب آیا کہ تمھاری تقویت
حال اور ایفاے آرزو کے لئے مدد کا سامان کیا گیا ہی اور عضد الدولہ کے وزیر نے خطوط فتح کے
سب طرف جاری کیے کہ اوسکا ذکر اوسکے رسالو مین ہی اور بجلی شاعر نے جو شعر مؤید الدولہ کی
مدح مین کہے ہین مجکو سناے تھے شعر بجلی کے پسند طبع ہین اور سخن اوسکا سانچے مین ڈھلا ہوا ہی

فی البدیہہ کہنے مین چست ہی اور کلام واقعہ کہنے مین درست ہی اور ابی نخیر عمر بن شمس المعالی ابن جرجان گیا
اور اوسنے اپنے خواص مین اوسکو نوکر رکھ لیا آخر وہین مرگیا اور ابی شمس المعالی کی مدح مین جو اوسنے قصیدہ
کہا تھا اور ابو الحسن جوہری جرجانی نے اوس ہاتھی کا حال نظم کیا ہی جو کیچڑ اور دلدل
مین دھس گیا تھا۔ کہ جسکا شروع قصیدہ یہ ہی مورخ کہتا ہی کہ ہرند نام نہر جرجان کی ہی جسپر یہ سب
لڑائیان واقع ہوئی تھین اور یہ نہر زمین جرجان مین ایسی پیچیدہ جاری ہی کہ جیسے بہت بڑے
پیچدار سانپ ہوتے ہین اور چشمہ اس نہر کا دینار زاویہ پہاڑ ہی چشمے پر چشمے اس سے
نکلتے ہین کہ یہ نہر بھر جاتی ہی اور پتھر ونکو لڑھکاتے ہین اب ابو الحسین عتبی نے فرمان بر فرمان حاکمان
خراسان پر بھیجے کہ سب آوین اور اپنے اپنے لشکر لاوین تا مرو پر جاوین کہ وہان سب جمع ہووین اور
وہانسے مع اس سب انبوہ لشکر کے اس خرابی کے دور کرنے پر اور اس شکستگی کی بستگی پر اور اس دھبہ کے
کے مٹانے پر متوجہ ہووین اور ملک کی پھر رونق حاصل کرین اور پھر اس کام کی درستی مین کوشش
کرنے لگا نیشاپور کو اچھے اچھے وعدے لکھکر فرمان جاری کیے اور امیر رضی نے اوسکو ایک خلعت دیا
کہ تدبیر قلم و شمشیر دونو نکی کرے اور سوائے لباس وزارت کے لباس ارباب فوج بھی اوسکو پہنایا
کہ یہ دونون عہدے اوسکو دیے گئے پر یہ خلعت اوسکی موت کا سبب ہوا قصہ اسکا یہ ہی کہ ابو الحسن سیمجور نے
فائق سے شکایت کی کہ ابو الحسین عتبی اوسوقت سے میرے قتل کے درپے ہی کہ اوسنے مجکو خدمت سے
موقوف کیا ہی اور ہمیشہ اسی گھات مین لگ رہا ہی کہ مجھپر کچھ آفت لاوے فائق نے امیر کے غلامونکو
اشارہ کر دیا جو سب بیوقوفی مین یکسان تھے اور شور و شغب اور اجرای کار صرف بزور بازو جانتے تھے
اور عقل سے کچھ اونکو بہرہ نہ تھا او خفیہ اونکو لالچ دیا اونھون نے آپسمین مشورہ کیا کہ ابو الحسین عتبی
قتل کیا جاوے اور جو حمایت عتبی کے کرتا تھا یا عتبی اوسکی حمایت کرتا تھا اوسکو بخارا سے نکال دیا
اور کسی طرح اس تدبیر کی خبر ابو الحسین عتبی کو ہو گئی اب اوسکو اپنی جان کا ڈر ہوا پھر عتبی نے اس حال
کی شکایت امیر رضی سے کی کہ لوگ میرے قتل کی فکر مین ہین امیر رضی نے یہ سنکر اپنے چند سپہ سالار
بھیجدیے کہ عتبی کو حفاظت سے اوسکے گھر پونہچا دیوین لیکن خبر جو ان لوگونکو ہوئی تو بازو اور پر
لگا کر اوسکے پیچھے دوڑے اور تلوارین اور گرز اوسپر اتنے مارے کہ آخر اوسکو مار ڈالا اور جورا جورا
کر دیا اور جو لوگ کہ عتبی کے ساتھ تھے اپنی جان بچا کر الگ ہو گئے اور اوسکا یہ حال ہو گیا اور اسکو

سٹرک پر ڈال دیا اور خون اوسکا جاری تھا اور جب ان قاتلین کو ثابت ہو گیا کہ یہ بیشک مر گیا اور کچھ جان اسمین نہین رہی وہ چھوڑکر چلے گئے اور کسی نے اوسکو باغ مین جو قریب اوسکی قتل گاہ کے تھا لیجا کر ڈالدیا کہ باغبان اوسکی نگہبانی کرے جب رات بہت گذری اور ہوای نرم سحر کی چلی تو باغبان نے سنا کہ وہ کچھ آواز کرتا ہی دوڑکر آیا تو دیکھا اوسمین جان ہی پھر جا کر بادشاہ کے محل مین خبر کی وہانسے حکم آیا کہ اوسکو تہندرمین لیگئے اور اطبا کو حکم کیا کہ اوسکا علاج کرین شاید وہ تندرست ہو جاوے مگر اوسکا زخم بہت سخت اور کاری تھا کہ اوسکی موت آپونہچی اور مر گیا سخاوت مین عدیم المثل تھا فضل مین بے بدل تھا اور پہلی کتابون مین ایسا کوئی وزیر نظر کو نہین کہ ہمت اور مروت اوسمین دونون ہم ہون اور فتوت اور بخشش اوسکی ایسی تھی کہ گویا ابر مینہ برساتا ہی اور آندھی بہت اوڑاتی ہی اور سیاست اوسکی ایسی تھی کہ آنکی آنکھی بیٹھ گئی اور ابو جعفر خافی نے شعر مرثیہ کے پڑھے اور اور شاعرون نے یہ کہا ہی یہان تو یہ بیچارہ مارا گیا اور حسام الدولہ اور شمس المعالی اور فخر الدولہ نیشاپور مین سب منتظر ہین کہ عتبی موافق اپنے وعدے کے اب مدد اور سامان بھیجتا ہی اور میرا ماموں ابو نصر عتبی جو نیشاپور مین ڈاک کا داروغہ تھا مجھ سے کہتا ہی کہ ابو العباس تاش نے مجکو کچھ دن باقی رہے بلایا مین نے جاکر دیکھا کہ آدمی اس باب مین گفتگو کر رہے ہین کہ جنگ پھر کیجاوے اور یہ امر جلدی ہووے اس مشورے مین مجکو بھی شامل کر لیا اور کہا کہ عتبی کو یہ انتظار ہمارا لکھ بھیجیے صرف مدد اور رسد بھیجنے کے منتظر ہین اور شمس المعالی نے مجھ سے کہا کہ عتبی کو لکھنا چاہیے کہ جنگ مردان کار مین ہمیشہ ڈول ہی کہ کبھی ادھر ہی اور کبھی اودھر ہی اور کبھی دشوار ہوتی ہی اور کبھی آسان ہی اور مرد وہ ہی جو اپنی کوشش سے باب ظفر کھولے اور صرف عاجزی اور تنگدلی خراب کرتی ہی اور یہ شعر متنبی کے بطور مثال لکھے جاتے ہین

شعر جو نامرد ہین وہ سمجھتے ہین یہ   کہ ہی عاجزی مین بہت احتیاط
نکر یہ خیال فرومایہ ہی   اگر ہو ارادہ بڑے کام کا
جو مردمی نسے رکھتے نہین اختلاط   تکرنا فلک سے ذری نغز اباطل
کہ مرنا برابر ہی ہر وقت مین   مگر حوصلے کا رہے ارتباط

میرے ماموں نے کہا کہ اس کلام سے مینے قابوس کی ہوشیاری اور دانائی جانی اتنے مین ابو الحسین وزیر کے مرنے کی خبر پونہچی سبکو نہایت غم ہوا اور سب بندوبست جاتا رہا سب انتظام درہم برہم ہو گیا اور بادشاہ کا حکم ابو العباس تاش کی طلب مین پونہچا کہ یہان آکر تدارک نقصان اور انتظام کرے ابو العباس فوراً روانہ ہوا بخارا مین پونہچکر سب کاروبار اور جملہ متفرقات کا بندوبست کیا

اور قاتلان ابوالحسین وزیر کی تلاش کی کسیکو قتل کیا کسیکو تباہ کیا کسیکو جلاوطن کیا اور اب ابوالحسن مزنی وزیر ہوکر نہایت حیران ہوا کہ کیونکر انتظام کرے کہ کارخانہ بالکل خراب ہوا ہی اور ہر شخص اپنے اپنے کام پر کامیاب ہی اور ابوالحسن سیمجور بے اجازت سجستان سے خراسان کو روانہ ہوا کہ فتنے جو پھیل رہے ہین اونکو دیکھے اور یہ بھی معلوم کرے کہ اپنا بازار کسقدر رونق پر ہی پس ابوالحسن وزیر نے سیمجور کو لکھا کہ یہ کام تیرا بہت برا ہی اور عقل تیری بہت ناقص ہی اور حکم دیا کہ قہستان سلامتی سے پھر چلا جاوے اور کارخانۂ سلطنت مین اختلاط نکرے اور فرزندان شاہی کہ تیرے تابع اور زیر حکم ہین اپنے فرزند ابوعلی کو سپرد کردے کہ وہ اونکو لیکر سجستان جاوے اور وہانکے امور کا بندوبست اور سب متفرقات کی درستی اور اصلاح کرے اور پرگنۂ بادغیش اور گنج رستاق کی آمدنی اوسکی تنخواہ مقرر کردے اور جب اوسکی صدق اطاعت اور خلوص نیت اور خوش سلیقگی معلوم ہوویگی تو اوسکے علاقے و تنخواہ کا اضافہ ہوگا اور ابوالعباس تاش کا بخارا مین رہنا ابوعلی کو غنیمت ہوا کہ خراسان اوس سے اور ساکنان قدیم سے خالی ہوا اب ابوعلی مذکور نے فائق کو یہ کہلا بھیجا کہ تاش سے مخالفت اور لڑائی کا ارادہ کیا جاوے اور اوسکی اطاعت ترک کیجاوے اور فائق بھی تاش کی مخالفت اور عناد پر مستعد اور آمادہ پایا گیا یہ دونون نیشاپور مین متفق ہوے کہ انہین عہد و پیمان مقرر کرلین پہلے ابوعلی نے ابوالعباس تاش کے نوکرون پر جو نیشاپور مین متعین تھے ظلم شروع کیا اور جو کارخانۂ سلطنت ملکی و مالی اونکے قبضے مین تھا سبکا مطالبہ کیا پھر ابوعلی اور فائق دونون ملکر مرو کو چلے کہ ابوالعباس کی حکومت روکین اور اموال اور محاصل آپ لیوین اب ابوالعباس تاش متردد ہوا اور انسے لڑنے پر مستعد ہوا اور خزانہ اور ہتھیار اور سامان جنگ لیکر بخارا سے آمل شط کو چلا اور ریگستان پر خیمہ لگایا اب طرفین سے نامہ و پیغام الفت اور دوستی کے جاری ہو کہ رشتۂ الفت بدستور رہے اور سلطنت کی رونق قائم رہے اور آتش فتنہ فرو کیجاوے آخر اتفاق اسپر ٹھہرا کہ نیشاپور تاش کی حکومت مین رہے اور بلخ پر فائق قابض ہووے اور ہرات ابوعلی کے قبضے مین جاوے اور سب اپنی اپنی عملداری مین چلے گئے ورخوارزمی شاعر نے ابوعلی کے لیے شعر اوسوقت کہے ہین کہ جب وہ ہرات مین داخل ہوا اشعار

مبارک ای ہرات آیا ہی تجھ مین	امیر ایسا کہ تو کمتر ہی اوس سے
مبارکباد ہم دنیا کو دینگے	کہ اوسکی ایک طرف بہتر ہی اوس سے

آخر ابوالعباس تاش مرو کو چلا اور ابھی بخارا سے نکلا بھی تھا کہ مزنی نے وزارت لیکر ابی محمد عبدالرحمن فارسی

مستوفی کو دگئی کہ یہ شخص ابو العباس تاش کا دیوان ریاست تھا اور مزنی بدین گمان موقوف ہوا کہ اوسکا
میل آل ابی علی اور فائق سے کے ساتھ معلوم ہوا تھا اور جب ابو العباس تاش مرو مین جا پونہچا تب عبد الرحمن
سے وزارت لیکر عبد اللہ بن عزیز کو دگئی اور اوسکی دشمنی اور عداوت آل عتبہ سے مشہور ہی اور یہ ہر وقت
اس خیال مین ہی کہ کسی مکر و حیلے سے اوپر کچھ آفت لاوے اسنے پہلے ہی ابو العباس تاش کو سپہ سالاری سے
موقوف کیا اور چونکہ اوسکو ابو الحسین عتبی سے ضد تھی اور بدین خیال کہ وہ تو مر گیا اس لیے سب اوسکے امور سست
اور بیکار ہو گئے یہ سپہ سالاری ابو الحسن ابن سیمجور کو دگئی اور پادشاہی فرمان ابو العباس تاش پر جاری کیا
کہ سپہ سالاری تمسے لے لیگئی اور اوسکے بدلے تمکو دو قصبے نسا اور ابیورد دیے گئے اور تمکو حکم ہی کہ تم وہان
جا کر مدت ان دونون پر اپنا گزارہ اوقات مقرر کرو اور لقب امیر زعیم جو تمکو ملا تھا وہ اپنے سے دور کرو
اور صرف وہ بات جو تمھارا قدیم لقب ہی وہی اپنے اوپر جاری رکھو جب یہ فرمان تاش پر پونہچا شرارت
اور فریب عبد اللہ کا معلوم ہوا اور جانا کہ عبد اللہ نے یہ پہلے ہی وار میرے اوپر کیا ہی کہ میری قدر گھٹے
اور میرے رتبے اور جاہ مین نقصان پڑے پھر تاش نے سب سرداران فوج کو بلایا اور یہ فرمان اپنی
معزولی کا مفصل اونکو سنایا اور بیان کیا کہ تم خوب جانتے ہو جو میری عادت اور طریق ہی کہ سلطان کی
طاعت اور اوسکے لیے خیر خواہی اور خلوص اور اوسکی مملکت سے دشمنون کے دفع کرنے مین اور اوسکی نعمت قدیم
اور تازہ کے ادای شکر مین میں کیسا ہون اور سبب سے کہ تم لوگ میری صحبت مین ہو تمسے مین کیونکر پیش
آتا ہون سبکی حاجات ادا کرتا ہون اور سبکی کوشش کی خوبیان بیان کرتا ہون اور سبکا غمگسار موافق اپنے
مقدور کے رہتا ہون اور لوگ آج خاص میری جان کا قصد کرتے ہین اور پادشاہ کے در دولت سے
مین مردود کیا گیا ہون سو تم صاحبونکو اختیار ہی کچھ کسیکو میری طرف سے ممانعت نہین ہی جہان جاہو
جاؤ اور جسکے جی مین آوے بخارا جاوے یا جہان جاہے جاوے ان سب سرداران فوج نے تاش
سے مہلت مانگی کہ جلدی نکیجیے کہ یہ سب حال ہم اپنے لشکر اور سپاہ پر ظاہر کرین اور اونکی رای لیوین کہ مقام
کرنے مین کی پاجاتے ہین اور اوسکے بعد وہ سب کبھی بار مل ملکر بیٹھے اور کبھی بار الگ الگ فکر کیا تو سب
سمجھ مین یہی آیا کہ تاش کی موافقت اور اوسکی رفاقت و اوسکی طاعت کرنی چاہیے اور اسکو چھوڑ دینا
یا اس سے مخالفت کرنی نچاہیے کہ اوسکے ساتھ ایک زمانہ نرمی اور سختی اور صلح اور جنگ اور خوشی اور غم
مین گزرا ہی اس سب لشکر اور سرداران لشکر نے بخارا اپنی درخواست بھیجی کہ ابو العباس تاش کو سرداری

لشکر پھر ملے کہ اسمین ہماری خدمتگذاری کی رعایت ہو اور صرف کرم شاہی کا مقتضا ہو کہ درخواست ہماری قبول ہووے اور ہماری طاعت اور خدمت کی آبرو رہے سو ابن عزیز نے انکار کیا اور سب ارکان دولت مین صلاح اور مشورہ جاری رہا اور اہل فوجکو ایسا خط لکھا کہ جس سے اونکو بظاہر امیدوار کیا اور حکم دیا کہ سب اہل فوج یہان آوین کہ اونکو انعام و خلعت وغیرہ دیا جاوے جب سب اہل فوج نے یہ پیغام سنا تو ابو العباس تاش کی اطاعت و رفاقت اور بھی اونکو بہت ضرور معلوم ہوئی

فخر الدولہ کا اپنی ولایت جانا اور اسمین اور حسام الدولہ ابو العباس تاش مین بغرض مددگاری ایک دوسرے کے خطوط جاری ہونا

مؤید الدولہ اور تاش مین جو لڑائی جاری تھی ختم نہونے پائی تھی کہ عضد الدولہ کے مرنے کی خبر مؤید الدولہ کو آئی اب ارکان دولت نے آپسمین مشورہ کیا کہ مؤید الدولہ کی ولایت کسکو دیجاوے اور اسنے یہ خبر چھپائی کہ یہ لڑائی جو بہت دنسے جاری ہو ختم ہو گی تو یہ خبر ظاہر کیجاویگی پر یہ بھی نہوا کہ ابو العباس تاش جب بخارا پونہچا تو مؤید الدولہ بھی مرگیا تو صاحب اسمعیل ابن عباد نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ اس خاندان مین کوئی ایسا نہین ہو کہ سزاوار ریاست اور باعتبار عمر اور استقلال مزاج کے لائق امارت و سیاست ہو تو فخر الدولہ ہر طور مستحق اس جاے کا ہو اوسکو یہ ریاست دیجاوے پس فورًا فخر الدولہ کے پاس قاصد دوڑائے کہ بہت جلد یہان آوے کہ اللہ تعالی نے اوسکو یہ ملک نفیس اور اوسکا ذخیرہ مال نہایت سہل و رائگان دیدیا کہ اس باب مین نہ احسان ہو اور نہ کچھ منت کسی کا شکر تم پر واجب ہووے اور اتنے دنون کہ فخر الدولہ یہان آوے اوسکے بھائی ابو العباس خسرو فیروز ابن رکن الدولہ کو متفرقات اور ضروریات کے انتظام اور درستی کے لیے قایم مقام کردیا کہ وہ آنکے بذات خود اسکا مالک اور متولی ہوجاویگا پس جیسے برق ایک جانب سے دوسری جانب چمک جاتی ہے اسطرح فخر الدولہ نیشاپور سے اوڑکر جرجان آپونہچا پھر سب لشکر بخوشی خاطر اوسکے استقبال کو حاضر ہوا اور اوسکی تولیت اور ریاست پر بیعت کی اب اسنے سب ملک جو اسکے باپ نے اوسکو وصیت کی تھی اور جو اوسکے بھائی کا ملک تھا سب اپنے تخت شاہی سے متعلق کیا اللہ جسکو چاہتا ہی اسیطرح دیدیتا ہی اور جس سے چاہتا ہی لے لیتا ہی اور ابو بکر خوارزمی شاعر نے قصیدہ فخر الدولہ کی تہنیت اور اوسکے بھائی مؤید الدولہ کی تعزیت مین لکھا ہی

	شعر ترا بھائی ایسا بڑا ہی بزرگ		کہ ایسا بزرگ اور کوئی نہین	

اب ابو العباس تاش کو فخر الدولہ نے یہ سب ذکر لکھا کہ اللہ تعالی نے مجکو عالم بھر کردیا اور سب علاقہ میرے قبضے مین آگیا ہے یہ سب آپکی شرکت اور آپکے ارادے پر موقوف ہی اور مجکو اوسکی اسقدر خوشی نہین ہوتی ہی یعنی اپنے زمانے کی صلاح اور اپنی دولت کی رجوع سے اتنا خوش نہین ہون کہ تمہاری مددگاری اور اعانت سے مجکو خوشی ہوئی یہ سب تحریر اوسکی گویا تاش کے احسان کا شکریہ ہی اسپر تاش نے اوسکو جواب تہنیت کا لکھا خدا کا شکر ہی اوسنے یہ احسان کیا کہ تمہارا ملک تمکو ملا ابن عزیر کی شکایت لکھی اوسنے مجکو سپہ سالاری سے موقوف کیا اسپر فخر الدولہ نے لکھا کہ آپ میری ولایت اور اوس مال مین کہ میرے قبضے مین ہی شریک اور حصہ دار رہین اور مین آپ کے جملہ احکام اور امور مین فرمانبردار رہون لازم ہی جو امر کہ مجھ سے ہو سکے اوسکی بنا آپ ڈالین اور اوسکو شروع کرین کہ مین ملک اور مال اور فوج سے حاضر ہون تاش نے ابو سعید شیبی کو کہ اوسکو شیخ الدولتین بھی کہتے ہین فخر الدولہ کے پاس بھیجا اوسنے اسیوقت کچھ مال اور قریب ایکہزار سوار عرب اور ترکی اوسکے ساتھ کردیے تاش یہ جمعیت ایکر نیشاپور گیا اور ابو محمد عبد اللہ ابن عبد الرزاق اسکی مدد پر مقابلہ ابو الحسن ابن سیمجور کے پونہچا آپسمین ایک دوسرے کی مدد و حفاظت پر اتفاق کرلیا اور تاش بھی نیشاپور پونہچا کہ ابو الحسن وہان پہلے سے اوسکے انتظار مین موجود تھا سب اپنی اپنی جمعیت پر متفق ہوگئے اور سبکے دل دوستی اور خلوص پر جم گئے اور تاش نے ارادہ کیا کہ نیشاپور مین جاوے پر اوسکی جانب غرب باہر ہی خیمے ڈالدیے اور ابو الحسن نے جنگ شروع کی کہ وہ قلعہ شہر مین تھا کہ اوسکے دروازے اور ناکے سب محفوظ اور بہت تنگ تھے اور پھر ابو العباس تاش کے پاس قریب دو ہزار مرد دیلمی اور اشراف اتراک بسپہ سالاری ابو العباس فرزان ابن حسن کی کمک کے لیے پونہچے اور اونکے سردار ایسے تھے کہ لوہے کو بھی چبا ڈالین اور سوئی کے ناکے مین بھی گھس جاوین جب ابو الحسن سیمجور نے دیکھا کہ اس فوج نے اپنا نیزۂ قوت بارادہ جنگ یہان گاڑ دیا اور اتکو اپنا شتر سواری تصور کرکے یعنی رات کے وقت پوشیدہ بھاگ گیا اور عیب ہزیمت کو بلباس تاریکی شب کے ڈھانکے ہوئے قہستان پونہچا پھر یہ خبر ابو العباس تاش کے لشکر کو ہوئی تو اونکا پیچھا کیا اور بہت سامان اور بہت اسباب غنیمت ہاتھ لگا اور ابو العباس تاش شہر مین گیا اور اور جانب شرق فرودگاہ لشکر پر جا نکلا اس واقعہ مین ابو منصور ثعالبی نے شعر کہے ہین شعر

اوسے کہدو کہ اوسکے عشق مین ڈر ہی	کہ اوسکی زلف دل میرا نہ لیجاوے

اب تاش نے باظہار اطاعت و بامید معافی قصور بجا آوری خط بھیجنے شروع کیے غرض ابن عزیر نے

کہ آل عتبہ کا دشمن تھا سوای اوس عداوت اور عناد کے کہ تاش کے ساتھ رکھتا تھا اس باب مین بہت سختی اور درشتی کی اور امیر رضی اور اوسکی ماکو جو کار پرداز سلطنت تھی یہ خوب سمجھا دیا کہ تاش دیلم کے ساتھ متفق ہی اور ہمیشہ سلطنت کی تباہی کے درپی ہی اگر اوسکو بعفو قصور کچھ اجازت دیجاوے اوسیوقت اس سلطنت پر ماتم کرنا ضرور ہوگا اور یہ نصیحت امیر رضی اور اوسکی ماکے دل مین خوب جم گئی کہ اونکو یہ سب یقین ہوگیا اور جملہ کاروبار اور سب نیک و بد ابن عزیز وزیر کو سونپدیا اور مین نے جو ابن معتز کے دو شعر اپنی جوانی مین سنے تھے وہ اس معاملے مین ایک دوست سے بیان کیے شعر اوّل شعر

	میری آنکھین اگر روین بجا ہی		جوانی اور محبوبونکی جدائی

تو اوسنے کہا کہ اسوقت اور اس حال کے موافق یہ بیت ہی جو حسین بن مروزی نے کہی ہی شعر

	ریاست مین خلل واجب سے آ کر		ریاست طفل کی عورت کی تدبیر

اب ابو العباس تاش نے یہ فکر کیا کہ ابو الحسن سیمجور سے کیا مقابلہ کیا جاوے اور بخارا کے حکام اور اہل انتظام سے کیونکر خوشامد اور مدارات کرکے رسائی پیدا کرے اور کیا علاج کرے کہ زخم مین پیپ نہ پڑ سکے یعنی دشمنی زیادہ نہو اور ابو الحسن اور اوسکا بیٹا اور اوسکے سب ارکان دولت اسوقت اور اس فرصت کو غنیمت جانکر لشکر کی درستی اور فوجکی فراہمی پر آمادہ ہوے اور ابو الحسن سیمجور نے ابو الفوارس ابن عضد الدولہ کو لکھا اوسنے دو ہزار سوار اوسکی مدد کو بھیجدیے اور فائق بھی اپنے خواص غلام اور جسقدر کہ اوسکو اطراف خراسان سے لشکر بہم پہونچا لیکر موجود ہوا ان سب نے ملکر ابو العباس تاش پر حملہ کیا اور انکا لشکر اتنا بہت تھا کہ زمین گھر گئی اور اطراف شمال و جنوب سب بھر گئے اور جب نیشاپور کے قریب گئے تو تاش کی لشکرگاہ سے جدا پڑے کہ تاش اس شہر پر قابض تھا اور وہ اپنی قوت اور اقتدار اور شجاعت اور مردانگی سے جنگ پر آمادہ تھا کہ اپنے انبوہ اور عبد اللہ ابن عبد الرزاق ابی سعید شیبی اور اوسکے خواص غلامونکو لیکر جا لڑا اور طلوع سے غروب تک جنگ قایم رہی اور تاش ہر حملے مین اونکو ایسی شکست دیتا تھا کہ اونکے سب اعضا ٹوٹتے تھے اور سب ارکان ڈھیے جاتے تھے اور سنرمس سے اونکے مقام فرودگاہ تک ایسی فاقون اور بھوک کی شدت ہوئی کہ اونکے کلیجے نکلے پڑتے تھے اور سب نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاوین اور میدان تکلیف سے نکل چلین کہ نجات پاوین اب آخر دن مین ابو العباس تاش نے ایک حملہ کیا کہ گویا وہ جنگ کا خاتمہ تھا اس حملے مین اسکا ابو الحسن سیمجور اور اوسکے بیٹے ابو علی سے مقابلہ ہوگیا کہ اونکو قوت استحکام اور ثبات اقدام بدستور تھا اور وہ تاش کیطرف متوجہ ہوے اور اپنے نیزے سنبھالے اور اوسکے انبوہ کثیر پر اپنی تلوارین سونت کر آ پڑے پھر تاش اپنے مقام پر جب واپس آیا اور اوسکی سب جمعیت

اس حملے سے منتشر ہوگئی اور نیزہ بردار اسکے سب پراگندہ ہوگئے تو سیمجور اور اسکے بیٹے نے ایک اور سخت حملہ کیا کہ جس سے تاش کو بھاگنا اور مقام چھوڑنا پڑا اور ایسے ہی فائق نے بھی دیلم پر پدر پے حملے کرنے شروع کیے کہ اونکی جمعیت منتشر اور مضطر ہوگئی تو لاچار اب انھون نے امان مانگی اور جو بھاگ گئے تھے وہ بھاگ کر بچے اور اور لوگ ذلیل و خوار قید مین گئے پھر اونکو اونٹون پر سوار کرکے بخارا بھیجا تاکہ فخر الدولہ کو بہت رنج ہووے کہ اوس نے یہ فوج بھیجی تھی اور ان قیدیون کے استقبال کو ہیجڑے گاتے بجاتے آئے اور حکم ہوا کہ اونکو جیلخانہ کہنہ یعنی قہندز مین ڈال دین کہ اپنی قسمت سے مرین یا جیین +

ابو العباس تاش کا جانا جرجان مین اور ابو الحسن ابن سیمجور کا سپہ سالاری نیشاپور مین ٹھہرجانا

ابو العباس تاش جرجان کو روانہ ہوا اور فخر الدولہ جرجان چھوڑکر ری کو چلا گیا کہ جرجان ابو العباس تاش اور اوسکے لشکر کے لیے خالی کردیا اور جتنا سامان اسمین تھا وہ سب انکے لیے رہنے دیا یہانتک کہ باورچی خانے مین برتن تانبے اور چاندی اور سونے کے بھی چھوڑ دیے کہ انکو کسی چیز کی حاجت نہووے اور حکم کیا کہ پچاس ہزار دینار اور بیس لاکھ درہم اور پانسو تھان کپڑون کے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اور اور سواریان خچر وغیرہ کی اور ہتھیار اور نیزے اور گھوڑونکا سامان اور خود اور زرہ اور جوشن اور ڈھالین سب تاش کو سپرد کیے جاوین اور سوا اسکے کہ جو تعمیر قلعون اور خاص محافظین کی تنخواہ مین خرچ ہووے سب آمدنی جرجان اور دہستان اور ابسکون اور استرآباد کی انکے لیے مقرر کردی گئی تاش نے یہ سب زر و مال اپنے سپہ سالارون اور سپاہ مین تقسیم کردیا کہ اونکی حالت درست ہووے اونکا نقصان رفع ہووے اور اونکو تقویت ہووے اور اونکی تنخواہ مقرر کردی کہ پدر پے ملی جاوے سو بہ نسبت خراسان کے انکی حالت اور انکی گزران بہت اچھی ہوگئی اور فخر الدولہ پدر پے طبرستان سے پرے کے پرے سوارونکے بھیجنے لگا کہ اونکو استحکام زیادہ ہووے اور اونکے لشکر کا انتظام بڑھے کہ گویا اپنے بھائی سے نفیس چیزونکا سلوک کرتا ہو اور فخر الدولہ کے وزیر ابن عباد کو یہ احسانات جو فخر الدولہ تاش کے ساتھ کرتا تھا بہت ناگوار تھے اور بمقدمہ تباہی خراسان کے فخر الدولہ کو اوسکے وزیر صاحب ابن عباد نے پہلے یہ نصیحت کی کہ تمھارے بزرگون نے خراسان سے صلح کی تھی اور اپنی سلامتی جان غنیمت جانی تھی تو فخر الدولہ نے کہا کہ ابو العباس تاش کے مجھپر اتنے حق ہین کہ اگر یہ سب جو اللہ تعالی نے مجکو دیا ہے یہانتک کہ یہ پادشاہی بھی اوسکو دیدون تو اوسکے حق واجب کے لیے

ایک آدمی درجہ مکافات اور پاداش کا ہوگا اور منجملہ حقوق تاش ایک یہ بیان کیا کہ جن دنونمین مین اپنی جان بچاکر
ابو العباس تاش کے پاس گیا تو نہایت محبت اور لطف سے اوس نے اوس حالت غربت مین مجھکو کہا مین
جو اوسکے ساتھ محبت کرتا ہون تو سبب یہ ہی کہ میرے بھائی عضد الدولہ اور مؤید الدولہ نے مجھکو اوس سے مانگا ہو
اور اقرار کیا کہ ہر سال مال کثیر دیتے رہین گے اور بہت عمدہ اسباب اور سامان لباس وغیرہ عراق کے اور اچھے
اچھے گھوڑون کے دینے کا اقرار کیا اور ایسے ایسے لالچ دیے کہ کوئی صورت اوسکے انکار کی نظر نہ تھی
اور مجھکو بھی یہ خبر ہوگئی تو دنکو اندھیرا چھا گیا اور صورت فرار دشوار ہوگئی اور زندگی سے مایوس ہوگیا اور جانا
کہ اب بھاگنے مین کوئی فائدہ نہین اور کہان امید مین کچھ کشش نہین اور رات بھر ایسا سویا کہ جیسا خارپشت
جانور سوتا ہی اور دیکھا کہ اب بری قسمت آن پہونچی اور جب صبح ہوئی تو تمام قوت میری زائل تھی اور سب
اعضا میرے اس مرض لاعلاج اور مصیبت سخت کے خوف سے گرے پڑتے تھے کہ تاش کا دربان میرے پاس
اجازت لیکر کھانیکے لیے بلانے آیا اور مین حیران تھا کہ کھانیکو بلاتا ہی یا میری خبر مرگ دیتا ہی یا کھانے کو
بلاتا ہی یا مجھے سپرد کرنے آیا ہی یا ضیافت کا پیغام لایا ہی یا کوئی آفت آئی ہی مین نے اوسوقت کھانے کا
پیغام تخمینہ کرکے خوف اور امر تقدیری کو دلمین چھپایا اور سوار ہوکر چلا اور باگ میرے ہاتھ کو اسقدر قوت سے
تھامے ہوئے تھی کہ میرے ہاتھ مین اتنی قوت نہ تھی جب تاش کی مجلس مین پہونچا تو مین نے اوسکو دیکھا
کہ تعظیم اور تکریم بہت کی اور کلمات تسلی و دلاسا کے اتنے کچھ کیے کہ پہلے کسی صحبت مین نہ کیے تھے اور آخر مجلس تک
ایسا سحر مہربانی وجادو کرم کا پڑھتا رہا کہ میرا دل کچھ ٹھہرا اور خوف کچھ دور ہوا اور غم کچھ منتشر ہوا اور بدگمانی
رفع ہوئی پھر تاش نے مجھکو وہ خط دیدیے مین نے اونکو پڑھا اور تاش نے مجھ سے کہا کہ مین نہ چاہا تھا
کہ یہ سب صورت حال آپ سے چھپاؤن کہ آپ وہم اور بدگمانی سے محفوظ رہین پر مین نے جو موافق اوسوقت کے
کہ مین اور آپ ایک حال مین متفق ہین فکر کیا تو مناسب یہ معلوم ہوا کہ مین آپکو حقیقت سے آگاہ کرون کہ
ان خطومین کیا لکھا ہی اور کیا مطلوب ہی کہ آپکی تسلی کے لیے بہتر ہی اور آپکے دلکا تردد اور خلجان خاطر رفع ہو
اور مین قسم کھاکر کہتا ہون کہ تمام محاصل خراسان جو نہایت عمدہ ہی آپ کے ایک بال کے برابر نہین
نہ آپ کے کپڑے کے دھاگے کے برابر ہی اور جو کچھ کہ میرا مال ہی منقول وغیر منقول یہانتک کہ اس انگوٹھی کا
نگینہ اور اس کرتے کا تکمہ آپکی جان کے لیے وقف ہی اور آپ کی مصلحت کے لیے موجود ہی اور آپکے حوادث
کے لیے کار آمدنی ہی اور جو لوگ کہ آپ سے حسد کرتے ہین اونسے انتقام لینے مین صرف کیا جاوے

دیا تاکہ اللہ تعالی آپکو سلطنت نصیب کرے کہ آپ اپنے دشمنون پر فرمان روائی کرین جو کوئی اسطرح پر
مہربانی صرف اپنی خوشی اور طبیعت سے کرے اور کچھ رغبت مال یا کوئی خواہش نہووے تو کیا لائق ہے کہ اوسکی مددگاری
مین غفلت کیجاوے اور جسطرف کہ اوسکی مراد برائی ہو اوس سے تجاہل کیا جاوے اور خدا کی قسم اور اپنے باپ
رکن الدولہ کی قسم کہ مین یہ حق فراموش نکرونگا تاکہ لوگ میرے حقمین فراموشی سے واقف ہووین اور بیشک
اب مکافات کرنا اور خدا کی مدد سے مجھکو بدلا دینا میسر ہوا اگرچہ مینے اس نکوئی اور احسان کے مقابلے مین
خوب کوشش کی مگر حقیقت مین خوبی تاش کی ہے کہ اوس نے ابتداءً بے وجہ سابقہ احسان کیا تھا سب
حاضرین نے یہ سنکر بہت تعجب کیا کہ اسطرح کا کرم اگلے زمانے مین سنا گیا تھا جو اب مفقود ہے اب بدین لحاظ
کہ یہ احسان اور مدد جو فخر الدولہ کرتا ہے اوسپر حق ہے اور اوسکے حقمین خیر خواہی ہے صاحب ابن عباد وزیر بھی اپنے
بادشاہ کے لحاظ سے ابو العباس تاش کی مدد اور مصالح کار پر مستعد ہوا اور ابو العباس تاش تین برس تک
جرجان مین رہا نہ اوسکو کسی کروٹ قرار تھا اور نہ اوسکو کسی طرح نیند تھی اس شوق مین ہوتا تھا کہ اپنے
سلطان کی خدمت مین پونہچے اور اوسکے حق احسانات کے ادا کرے اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ اس دیر کو دشمن
یہ بیان کرینگے کہ اوس نے حق سلطنت کا انکار کیا اور طوق فرمانبرداری اپنی گردن سے نکال ڈالا اور
بڑا مقصود اوسکا یہ تھا کہ بخارا جاوے اور پھر خدمتمین رہے اور مذمت سے بچے پھر ابو سعید شیبی کو فخر الدولہ
کے پاس بھیجا کہ خراسان کے جانے پر مدد مانگے فخر الدولہ نے اسفار بن کردویہ اور چند سپہ سالار
مع قریب دو ہزار سوار دیلمی کے اوسکے پاس بھیجدیے اور فخر الدولہ نے نصر بن حسن بن فیروزان کو
قومس مین حکم بھیجا کہ یہ جمعیت جو تاش کے پاس گئی ہے تم بھی اوسکے پاس جاؤ اور اس جمعیت کے سردار ہو
اور سب امور کہین اوتارنا کہین سے لیجانا اور کہین صلح اور کہین جنگ وغیرہ سب مین بموجب
حکم حسام الدولہ تاش کے عمل مین لانا اور ابو سعید کو اوسکے ساتھ کیا اور تاش جرجان سے چلتے وقت
جتنا مال چھوڑ گیا تھا اوس سے دو چند ابو سعید کے ساتھ کر دیا کہ فوجکی تنخواہ اسمین سے دیجاویگی
پس ابو سعید قومس کو روانہ ہوا اور نصر نے اوسکی اور اوسکے ہمراہیون کی ایسی مہمانداری کی کہ بنی
تمیم نے علاء بن حضرمی کی کی تھی اور اسکا قصہ یہ ہے کہ نصر نے ابو سعید کو اپنے مکان کے صحن مین
لیجاکر قتل کا حکم دیا کہ اوسپر ہر طرف سے تلوارین پڑین اور مارا گیا اور اوسکے ہمراہیون کو تہ خانے
مین قید کیا اور اوسمین آگ سلگا دی اور روشندان سب بند کر دیے کہ دھوان باہر نہ جا سکے

سب وہان گرمی کے مارے سانس گھٹ کر مر گئے اور جسقدر مال و اسباب اور گھوڑے وغیرہ اونکے ساتھ تھے سب لے لیے اور اپنے اوپر رسوائی تمام عمر کی پسند کی اور ابو سعید کے ہمراہیون مین سے جو باقی رہے وہ اپنی جان لیکر ہی کو اسطرح بھاگے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی وہان پونہچکر سارا حال اور سب ماجرا خوب مفصل بیان کیا فخر الدولہ کو اوسپر غصہ آیا اور ابو العباس تاش کو بھی اس حال سے ایسا رنج و قلق ہوا کہ وہ بیمار ہوگیا اور تمام کاروبار سے اوسکا دل سرد اور اوسکا ہاتھ سست ہوگیا اب فخر الدولہ نے تاش کو لکھا کہ مین نصر پر لشکر تیار کرتا ہون اور تم استرآباد اپنی جمعیت لیکر آؤ کہ نصر کو دونون طرف سے دونون لشکر گھیر لینگے یہانتک کہ اوسپر قتل بحکم خدا جاری ہو یا تو مُلک سے اور طرف نکالا جاوے ابو العباس تاش استرآباد مین پونہچا اور رہزار ربان پر ڈیرہ ڈالا اب نصر کو اپنی ان سب حرکتون پر ندامت ہوئی اور دیکھا کہ موت اپنا مونہہ کھولے ہوئے ہے اور تلوارین اوسکے آگے اور پیچھے تلاش مین ہین تو اب اطاعت کے ساتھ پناہ لی اور بیتاب ہوکر نہایت فروتنی کے ساتھ رحم کی درخواست کی اور دونون طرف عذر لکھکر بھیجے لگا کہ مین اپنی اوس حرکت سے شرمندہ ہون جیسے عورت حیض والی اپنے حیض سے شرم کرتی ہے اور حسام الدولہ سے اپنے گناہ کی معافی کے لیے سفارش کروائی حسام الدولہ نے اوسکی گلوخلاصی کے لیے سفارش کی فخر الدولہ نے رعایت اوسکے بڑھاپے اور قرابت کے یہ درخواست تاش کی قبول کی اب ابو العباس تاش جرجان کو پھر آیا کہ خراسان کی تدبیر نئے سر سے شروع کرے اور فخر الدولہ اپنے بھتیجے بہاء الدولہ سے اس لیے ناخوش ہوا کہ اوس نے اوسکی تعظیم و تکریم مین قصور کیا تھا تو اپنا لشکر لیکر اوس سے لڑنے خوزستان گیا اور بدر بن حسنویہ بہادر اور دلاور لشکر دیلم کا لیکر اوسکے ساتھ ہوگیا اور خوزستان پر فخر الدولہ غالب ہوا اور ابو العباس نے فیروزان بن حسین کو بصرے بھیجا کہ اوسکو صاف کرکے اور دیار کے ساتھ شامل کرلے جب نصر نہر موسیٰ سے گزرا تو ساکنان لشکر بہاء الدولہ نے اہل بصرہ کو اپنے ساتھ شامل کرکے بمقابلہ نصر کے لشکر بنایا سو نتیجہ اس لشکر کے بہت لیے اون رستون کا قصد کیا جو انمین اور نصر مین واقع تھے اور نہر اہواز کے سب بند کھولدیے کہ رستے اور گزرگاہ سب گم اور بے نشان ہوگیا اور نصر اور اوسکے ہمراہی انمین دھنس گئے اور کیچڑ مین پھنس گئے اور اتفاقاً ایک لشکر موصل سے باوجود کم ہونے رستون کے ساکنان بصرہ کی مدد پر پونہچا سو ابو العباس فیروزان کے لشکر نے جو انکو دیکھا اور اونکی شوکت اور کثرت نظر آئی تو اوسیوقت اولٹے پانون بھاگا اور بدر بن حسنویہ نے جو دیکھا کہ یہ بھاگے جاتے ہین اونکو منع کرنے آیا کہ نہ بھاگین ورنہ آپ اوس مین

ثابت قایم بمقابلہ دشمنون کے۔ ہاں گریہ خلل اور خلل اندازی کے روکنے سے عاجز ہوگیا اور بھاگتے بھاگتے
فخرالدولہ کے پاس پونہچے کہ وہ اوسوقت بازار اہواز مین تھا اور اپنی تنگی حال اور تکلیف کی شکایت کی
اور تنخواہ طلب کی فخرالدولہ کو ان باتون سے کہ اول تو وہانسے نامردی کر کے بھاگ آے اور پھر اونکا
یہ تقاضا سے زر غصہ آیا پر بظاہر آشتی اور صلح کے ساتھ اونکو لیکر ہمدان گیا اور وہانسے ری کو روانہ ہوا
اور یہ واقعہ سنہ ۳۷۹ ہجری کا ہے اب ایک وبا مرگ زمین جرجان مین واقع ہوئی کہ حسام الدولہ — مطابق ۹۸۹ء
ابی العباس کے اکثر یار اور لشکر کے سردار اور اوسکے منشی اور عامل اور نوکر اور غلام مرنے لگے اور اوسکو
ایک سخت مرض پیدا ہوا کہ وہ بھی مرگیا اور یاران تاش نے اہل جرجان پر ایسے قواعد اور رسوم مقرر کیے
تھے اور ایسے طریقے ستم اور ظلم کے ایجاد کیے تھے کہ وہ انسے بہت تنگ تھے ابوالعباس تاش کا مرنا
سنتے ہی سب اہل جرجان متفق ہوگئے اور ہمراہیان تاش پر سب نے باتفاق حملہ کیا اور شبخون مارا اور
ایسا قتل عام کیا کہ کوئی نہ بچا جہان جو کوئی ملا وہ وہین مارا گیا اور سرداران لشکر کو اس مصیبت قتل عام سے
اتنی فرصت نہ ملی کہ جرجانوالون کا استیصال کرسکین اور خلقت کو اونکے ہاتھ سے بچا دین اور
اہل جرجان کو ضرورت ہوئی کہ شہر کے باہر جاکر انتظام کرین اور یہ تدبیر کرین کہ کون لیاقت امارت
کی رکھتا ہے کہ اوسکو اپنا امیر بنا دین سب نے جمع ہوکر اتفاق کیا کہ ابی احمد تاش کا بھانجا سردار ہووے
اوسکو بلایا اور اوس سے مال بیعت طلب کیا اسنے تاش کا خزانہ اور جو کچھ کہ اوسکے پاس تھا سب اونپر
تقسیم کردیا کہ اوس سے اونکی آگ ٹھنڈی ہوئی اور جرجان سے خراسان پر چڑھائی ہوئی اور اہل جرجان
نے خراسان کی عورتون پر دست درازی شروع کی اہل خراسان کو اسپر غیرت آئی کہ ان اشقیا
بدمعاش اور خانہ بدوش اوباش سے انتقام لیا جاوے اور جرجان پر بکرآباد کیجانب سے لڑنیکو
چڑھ آے اور یہ اشقیای جرجانی بھی اونسے لڑنے پر اوٹھے گویا اپنی ہلاکت پر ایسے گرے کہ جیسے
پروانہ شمع پر گرتا ہے اب اہل خراسان نے انپر جو حملہ کیا تو انکے سر بے گردن اور ہاتھ بے پونہچا
اور جان بے حفاظت ہوگئی اور لاشہاے خون آلودہ سے اوس میدان پر فرش کیا گیا اور گھرون
اور دکانون مین آگ لگائی گئی اور خوب لوٹ ہوئی اور یہ حال ہوا کہ یزید بن المہلب کے بعد پھر ایسا حال نہوا
تھا اب مشایخ اور صلحاء جرجان نے امان مانگی اور خدا کی قسم دی تو وہ لوگ قتال سے باز آئے اور کوچ کا
قصد کیا اور فتنہ اور شور رفع ہوا اب لشکر مین اختلاف ہوا سرداران لشکر اور غلامان خاص نے تو خراسان کا

قصد کیا اور قلعے والے فخر الدولہ پاس جانیکو آمادہ ہوئے مگر وزیر صاحب نے ان سبکو یہ کہا کہ کہین بجا و
جبتک ابو علی استاد آنکر تمکو انعامات نہ دیوے اور تمھاری آرزو پوری نکرے پر اونکو توقف بہت خراسان
اور اپنے وطن کے دشوار ہوا اور ٹھہر نسکے اب روغد پر ہوتے ہوئے نیشاپور کو چلے کہ ابو علی بن سیمجور سے
ملینگے کہ وہ اپنے باپکی جا سپہ سالار ہے اور باقی قلعے والے وہین موجود تھے کہ ابو علی استاد وہان آیا اور اونکی
اسامیان پھر مقرر کین اور اونکے مال اونکو دیئے اور رے کو روانہ کیا پس فخر الدولہ نے حکم دیا کہ یہ لوگ
دار السلطنت مین ہین اور اونکی تنخواہ بمزد اکرام جاری ہووے کہ انھون نے میری حمایت سے ابو العباس
تاش کے حقوق کی حفاظت کی اور اوسکے لوگونکی مدد کی اور جرجان والے کہ انھون نے خراسانیون کو
قتل اور ہلاک کیا تھا اب تھرتھر کانپتے تھے کہ ابو علی استاد نے اونکے واسطے جاسوس اور نگہبان
مقرر کیے اور جو ان قاتلین میں سے ہاتھ آیا کسیکو سولی دی کسیکو قید کیا کسیکو تباہ کیا اب فخر الدولہ کی سیاست
کامل ہوئی اور ہیبت اوسکی ظاہر ہوئی اور سب امور درست ہوگئے اور جرجان بعد
ابو علی استاد کے اہل فساد سے صاف ہوگیا

ابو الحسن ابن سیمجور کا مرنا اور اوسکی جگہ اوسکے فرزند ابو علی کا مقرر ہونا

سب امور خراسان کے سیمجور کے نیشاپور مین رہنے سے درست ہوگئے ابو العباس تاش جرجان
چلا گیا اور لشکر ابو الفوارس کا کرمان اور فائق بلخ اور ابو علی ہرات مین قرار پذیر ہوا اور ابن عزیز ابو الحسن
کو ہمیشہ جرجان کے جانے پر برانگیختہ کرتا تھا اور بیٹھے رہنے پر ملامت کرتا تھا پر ابو الحسن ٹالتا تھا
اس لیے کہ صلح اور سلامت روی امر پسندیدہ ہے اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ کوئی خطا ایسی نہو جائے کہ
جس سے ندامت ہووے جیسا کہ ابو العباس تاش کو جرجان مین ندامت ہوئی تھی کہ ہزیمت بھی ہوئی
اور بدنامی بھی ہوئی اب ۳۷۸ھ ہجری مین ابو علی محمد بن عیسی دامغانی وزیر ہوا اور ابن عزیز وزارت سے | مطابق ۹۸۸ء
معزول ہوا اور خوارزم بھیجا گیا اب ابو علی وزیر نے درستی عمال اور حفاظت سلطنت مین کوشش
شروع کی چونکہ سلطنت مین رونق نہ تھی اور حدود مین امن نہ تھا اور آمدنی سب کم تھی اور فوج وزیرون
پر ناز کرتی تھی اور اپنے مطلب کے لیے اونپر حکم کرتے تھے اور کسی کا حکم نہ مانتے تھے نہایت تنگ ہوگیا
تو لاچار ابو علی موقوف ہوا اور ابو نصر احمد بن محمد ابی زید وزیر مقرر ہوا یہ ایسا ہوشیار تھا اپنی دانائی
اور کارگزاری سے کارپردازان سلطنت پر غالب آیا اب ان کارپردازون کو بہت تردد ہوا اور ابو علی مذکور

معزول کو بھرتا نے اور صدر دیوان مقرر کیا اور اسی اثنا مین ابوالحسن سیمجور کو اتفاق ہوا کہ وہ اپنی ایک لونڈی کو لیکر خرمک کہ وہ اوسکا سیرگاہ تھا گیا اور اوس لونڈی کے ساتھ صحبت مین مصروف تھا کہ اسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی اور لونڈی کے سینے پر سے مردہ گر پڑا اور جبتک کہ مکان پر لا کر اوسکی لاش تیار کی گئی خبر مرگ مخفی رہی اور ابوعلی اوسکا بیٹا اوسکا وارث ہوا اور گھر اور ریاست اور بھائیون اور لشکر کا نہایت خوبی اور رعایت اور حسن سیاست سے انتظام و بندوبست کیا اور ابوالقاسم وغیرہ سب اوسکے بھائی بہت خوش ہوے اور خوب اوسکی اطاعت کی اور ابوعلی نے سنکر کہ ہرات فائق کو دیگئی فائق کو لکھا کہ یہ تو میرے لیے مقرر ہوئی ہی تمنے کیون اسپر درخواست کی پر اسمین اسپر اتفاق ہوگیا کہ ہرات تو فائق کے قبضے مین رہے اور نیشاپور مع سپہ سالاری کے ابوعلی کو ملے اور ان دونون کے عامل اور گماشتے انکے پرگنون پر مقرر کیے گئے اور موافق رسم قدیم کے خلعت بخارا سے روانہ ہوا اور ابوعلی کو یہ گمان تھا کہ خاص میرے لیے خلعت آتا ہی مگر جب قاصد شاہی خلعت لیے ہوے راستے سے فائق کیطرف مڑا تب اسنے جانا کہ صلح کر کے مجھسے مکر اور فریب کیا ہی ورنہ حقیقت مین ابھی اندیشہ باقی ہی اور یہ فریب ان لوگونکا ہمیشہ رہے گا اور میرے خاندان کے لیے رفعت نہوگی اسنے جو سنا کہ فائق ہرات سے چلا تو یہ بھی جیسا تیر جاتا ہی یا جیسا آسمانکا تارہ چھوٹتا ہی یہانسے چلا کہ ہرات اور قوشنج کے درمیان فائق سے جا ملا اور خوب جنگ کی اور لشکر کو خوب لڑایا کہ اونکا ناک مین دم کیا تو سب اسکا لشکر بھاگ کر فائق کے پاس مرو رود چلا گیا اور ابوعلی انکے پیچھے چند اپنے سوار لیکر دوڑا کہ اونکو پراگندہ کردے کہ آپسمین متفق نہونے پاوین سو مرو رود کے پل پر سب متفق ہوگئے اور ابوعلی کے روکنے پر آمادہ ہوے پر ابوعلی نے اونکو خوب مارا اور چند آدمی پکڑ کر بخارا بھیجدیے اور چونکہ اپنے حق خدمت پر اور اپنے بھائی اور اقارب پر اوسکو بھروسا تھا اس لیے اپنے باپ کی خدمت لینے مرو کو چلا امیر رضی نے اوسکی حاجت پوری کی اور اوسکی درخواست کے موافق اپنا قاصد روانہ کیا اور سپہ سالاری اسی کے لیے مقرر کی اور سب مصالح امور اوسکو سپرد کیے اور اوسکو ہرات اور قہستان اور نیشاپور دیا اور عماد الدولہ اسکا لقب ہوا اب ابوعلی نے نیشاپور جاکر اپنا ارادہ پورا کیا اور سب کام درست کیے اور خلقت کا انتظام کیا اور اب اسکا امر دن بدن رونق پکڑتا تھا اور قوت اور ترقی پاتا گیا یہانتک کہ امیر الامرا مؤید من السما لقب ہوا اور اوسکی مدح مین

ابوبکر خوارزمی نے قصیدہ لکھا ہی شعر اوّل شعر

جو عورتین کہ پردہ نشین اور پاک ہین ۔ دلمین وہی ہین اور ہین سینہ مین بھی وہی

اور ابو الفضل بدیع بھی اوسکے پاس مرو مین یہ قصیدہ مدح لایا شعر اول شعر

نہ آرام دن اونٹ و بالان کو ۔ اندھیرے مین جاؤن بیابان کو

اب بلاد خراسان پر ابو علی مستولی ہوگیا اور اوسکے تمام محاصل اوسکو آنے لگے امیر رضی نے ابو علی کو لکھا کہ کچھ زر محاصل واسطے اخراجات خاص اور تنخواہ لشکر کی ہمارے پاس بھیجدے اوسنے حیلہ لکھ بھیجا کہ جملہ محاصل ملک تنخواہ لشکر کو بھی کافی نہین ہی اسکے سوای اور مال کی حاجت رہتی ہی اس سے غرض یہ تھی کہ اس سب محاصل سالانہ کو صرف اپنی تنخواہ سالانہ کے لیے مقرر رکھے ابو علی کہ در پردہ مخالفت اور عداوت کرتا تھا اور بظاہر دوست اور مطیع و فرمانبردار تھا اسنے خاص اپنی ذات کا دیوان ابو علی نسفی کو مقرر کیا اور مصادرات اور خراج لینے مین خوب دست درازی کی یہان تک کہ خراسان کو اسقدر سوتا کہ دودھ کے تھنون مین سے آخر خون آنے لگا اور پیٹ پیٹھ سے لگ گیا اور پھر ابو علی نسفی سے بھی مطالبہ کیا کہ جسقدر مال تو نے لیا ہی واپس دے اور اوسکو شکنجہ کیا کہ اوس نے کچھ مال بھی دیا اور آخرکار اوسی حالت مین مر بھی گیا اور خفیہ ابو علی نے شہاب الدولہ ظہیر الدعوۃ ہارون ابن ایلک بغراخانکو کہ وہ بلاد ترک مین تھا لکھا کہ خراسان و ماوراء النہر پر آوے اور امیر رضی پر بخارا مین حملہ کرے اور شرط یہ لکھی کہ آدھا ملک مجکو تقسیم کردے پس ابو علی کا حال یہ حال ہی شعر

محمد کی خدمت مین تھے استوار ۔ کیا قتل پھر اونکی اولاد کو

لیکن تاکہ یہ عیب ظاہر نہووے اور رعیت مین بدنامی نہووے خطبہ جمعہ بنام سلطان پڑھتا رہا اور منجملہ دہقانان ماوراء النہر کے ایک قوم ان واقعات دولت سامانیہ سے تنگ ہو گئے اور تمنائی کہ اب سلطنت کسی اور کی ہوجاوے پدر پہ خطوط بغراخانکو بھیجنے لگے اور اپنا عزم مصمم اوسکو جتانے لگے کہ وہ یہان آوے پس بغراخان کی مثل باز کے آنکھ کھلی کہ خوب اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور حدود اور اطراف خراسان لینے شروع کیے یہانتک کہ ایک ہی بار سیلاب پر آن پڑا اب آنج دربان شاہی بخارا سے چلا کہ بغراخانکو پکڑے ان دونون مین ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ اوسکی دہشت سے سر کے بال سفید ہو گئے اور دنکو تارے دکھائی دے گئے اور

آنج دربان کو قید کرلیا اور اب تمام بلاد خراسان کے لینے پر اوسکا ارادہ مستحکم ہوگیا ؛

فائق کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو اوسکا انجام ہوا

فائق نے مرورود پر اپنی شکستہ حالی و بدحالی کی اصلاح کے لیے اقامت اختیار کی اور اپنا سامان اور حال درست کرکے بے طلب اور بے اجازت بخارا کا ارادہ کیا امیر کو یہ سنکر شبہہ ہوا امیر شہانہ گانون پرکہ قریب بخارا کے ہے آن پونچا اور اوسکے مقابلے مین آنج اور بکتوزون دربانونکو مع اپنے اور اپنے باپ کے غلامون کے سوم ربیع الاول سنہ ۳۸۱ ہجری کو بھیجا اور مقابلہ ہوا تو فائق بھاگا اور اوسکی جمعیت مین بھی ہزیمت ہوئی کوئی مارا گیا کوئی گرفتار ہوا اور بھاگ کر کنارہ جیحون پر پونچا اور ناگاہ کشتی ناقص پائی اوسپر سوار ہوکر عبور کرگیا اور بلخ پونچا کہ یہان چند دن اقامت کرکے ترمذ گیا اور بدربی خطوط بغراخانکو بھیجے کہ بہت جلد یہان آوے اور بخارا سے والی جوزجان ابوالحارث احمد بن محمد فریغونی کو فرمان گیا کہ فائق کو پکڑے یا اوسکو قتل کرے اور ابوالحارث مذکور ایک جمعیت کثیرہ لیکر اوسپر چلا اور فائق کا غلام ارسلان نام پانسو آدمی ترک وغیرہ لیکر اوسکے مقابل آیا تو لشکر ابوالحارث ان پر ایسا آن پڑا گویا باز چڑیون پر پڑتا ہی اور انکو مار کر بالکل تتر بتر اور پریشان کردیا اور میدان مین لاشونکا فرش ہوگیا اور مال بیشمار و بے حساب ہاتھ آیا اور یہ فتح کرکے بلخ کو چلے اور جب طاہر ابن الفضل ابوالمظفر محمد ابن احمد کو کہ نہایت جلیل القدر اور مستحکم الرای اور صاحب متانت تھا شکست دیکر صغان کا مالک ہوگیا تو ابوالمظفر فائق کے پاس گیا کہ اوس سے مدد لیوے فائق نے اوسکی مدد کی اور ایسے لوگ اوسکے ساتھ کردیے کہ اوسکو اوسکی جگہ پر بٹھلا دیوین اور طاہر ابن الفضل کو ہمراہیان فائق کا بلخ مین موجود ہونا غنیمت ہوا سو یہ موقع دیکھکر بلخ پر آیا کہ وہان غالب ہووے لیکن اہل بلخ اوسکے مقابلے مین سرگرم ہوکر آمادہ جنگ ہوے اور لڑائی واقع ہوئی اور بہت نیزہ و شمشیر چلی ایک عرب نے طاہر ابن الفضل کے جو نیزہ مارا تو وہ گھوڑے سے گرگیا عرب نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جب طاہر کا مرنا مشہور ہوا تو اوسکے ہمراہی حیران ہوکے بھاگے کوئی گھر مین چھپتا تھا اور کوئی تھر کے نیچے دبکتا تھا اور جب آنج حاجب ترک مین قید ہوگیا سلطنت ماوراءالنہر مین ضعف شروع ہوا اور ارکان اور بنیادہای سلطنت گرنے لگین اور امیر رضی

اور اوسکے ارکان دولت ڈرے کہ تباہی ہووے اور شرارت بڑھے اور یہ حادثہ سخت ہووے اور رہا سہا بھی جاتا رہے اس لیے فایق کو فرمان تسلی گیا اور اوسکا قصور معاف ہو کر اجازت دیگئی کہ بخارا مین آوے تا سلطنت کی مدد کرے اور جسقدر رخنہ اور فتور ہو رہا ہی اسکو بند کرے فایق حاضر ہوا اور بعد حسن قبول و اقبال کے اور دور کرنے نقصان مال کے سمرقند بھیجا گیا اور اوسکو سوای بغراخان کے اور کچھ ڈر نتھا اور بغراخان شہباز کے باز و لگا کر فایق پر دوڑا فایق وہانسی ایسا بے تحاشا بھاگا کہ پیچھے مڑکر بھی ندیکھا کہ حقیقت حال کیا ہی اور اوسنے فوج شاہی کو جو فایق کے ساتھ تھی بے دریغ قتل کر ڈالا اور یہان گواہیان گذرین کہ یہ بھاگنا فایق کا صرف اس سبب سے تھا کہ وہ بغراخان سے موافقت رکھتا ہی اور پادشاہی آل سامان سے مخالفت نہ اوسکو وفا عہد ہی کہ روکے اور نہ اوسکو حیا ہی کہ باز رہے اور نہ اوسکو نعمت شاہی کا خیال اور نہ حرمت پر نظر اور فایق میدان بخارا مین پھر آیا کہ پادشاہ کو اس سے خوف پیدا ہوا کہ یہ آسمانی بلا ہی تو پادشاہ کو لاچار مکان چھوڑنا پڑا اور روپوشی اختیار کی

آنا بغراخانکا بخارا مین اور امیر رضی کا بھاگنا بخارا سے اور پھر آنا امیر کا اوسکے جانیکے بعد

بغراخان بخارا مین چلا آیا اور فایق نے اوسکا استقبال کیا کہ گویا اوسکا خاص یار ہی اور اوسی کے لوگونمین شمار ہی اور اوسکی رونق کو بڑھاتا ہی اور اوسکے فرمان کا نہایت فرمانبردار کہ گویا اپنے عہد قدیم اور صحبت و اتحاد سابق پر دونو متفق اور بہم ہوے یہان بغراخانکی سلطنت جم گئی تو فایق نے اوس سے اجازت مانگی کہ مین بلخ کو جاؤن اور تمھاری سلطنت مین اوسکو شامل کرون اور وہان کے اموال اور خزانے بھی لاؤن بغراخان نے اوسکو اجازت دی وہ یہانسے ترمذ گیا اور ایک انبوہ فوج بلخ بھیجا کہ اوسکا احاطہ کرین اور عامل متعین کیا کہ بندوبست پرگنون کا کر کے محصل حاصل کرے اور اسوقت امیر رضی نے فرصت پائی کہ جیسے بنے دریا ہو ہو کے اوتر کر آمل پہنچ گیا اور اوس سے پہلے اوسکے چند خواص یاران و غلام حیران و پریشان ہو چکے تھے ان لوگون نے اپنے پادشاہ کا آنا عید جانا اور ایسی خوشی ہوئی کہ گویا دوبارہ زندہ ہوے اور یہ سب جمع ہوے اور کچھ سامان اور انبوہ ہوا اور امیر رضی نے ابو علی بلعمی کو اپنا وزیر معتمد بنایا کہ اسقدر امارت کا بندوبست کرے تو یہ بیچارہ لاچار ہوا کہ نہ عامل

ہین اور نہ مال ہی نہایت تنگ حال ہی اور لوگونکی کثرت ہوتی جاتی ہی اور پہلے عبد اللہ بن عزیز کو
وزارت سے موقوف کر کے خوارزم بھیجا گیا تھا اب پادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو فرمان جاری ہووے
کہ وہ پھر حاضر ہو کر وزارت اور امور مہمات کا بند و بست کرے ابن عزیز نے یہ غنیمت جانا اور
بہت جلد آیا اور خوشنودی پادشاہ مین حیلہ ڈھونڈھنے لگا اور پادشاہ نے شروع فساد اور شورش
اتراک سے پی در پی فرمان عماد الدولہ ابو علی محمد ابن محمد ابن سیمجور پر جاری کرنے شروع کیے کہ وہ حفاظت
ولایت اور کار جنگ اور مدد رسانی مین معتمد ہی اور پادشاہ ابو علی کو یہ لکھتا تھا کہ اہل بغی و فساد پر جہاد
کرنا چاہیے کہ ملک انسے صاف ہووے اور مال بھی اوسکو دیا اور محاصل خراسان جو
اوسنے دبائے تھے سب سے چشم پوشی کی تا کہ ابو علی کچھ خوشنود ہووے اور مدد اور کمک شاہی مین
مصروف ہووے اور ابو علی نے چند ماہ تک وعدے کیے کہ مین فراہمی و آمادگی کر کے کوچ
کرونگا اور اتنی مدت مین نیشاپور سے نہ سر کا اور وہانسے مرو گیا اور یہ ابو علی صرف اسکا منتظر تھا
کہ بغراخان اس ملک مین آوے اور مین اوس سے تقسیم کرون کہ جیحون کا ادہر کا ملک تو میرا
اور ادھر کا ملک یعنی ماوراء النہر اوسکا ہی اور ابو علی کے ہمراہی اوسکی اس تمنا کو بہت جلو دیتے
تھے اور کہتے تھے کہ اب اسکا وقت آپہنچا اور قریب ہی کہ دولت ہاتھ آوے کیونکہ ہر طرف سے
اور ہر وجہ سے سلطنت مین نقصان اور فتور ہی اور جو کوئی کہ اس سلطنت کی مدد پر تکلیف کریگا
اوسکو بجز خذلان اور رسوائی کے اور کچھ نہوگا کہ اب زمانہ اوسکے ادبار کا ہی اور اوسکی بنیادین سب
سست ہین جب سلطان نے امل خط پر قرار پکڑا تو لکھا کہ اب پوشیدگی نہ اٹھی ہوئی اور اب
یہ وقت ہی کہ جو اچھی بات ہی وہ قبول کرو اور اپنے بزرگون کا اقتدار کرو کہ وہ اس سلطنت کے
ساختہ ہین اور باعتبار مدد اور کمک کے اسکے بزرگ ہین اور سوای تمھارے ہمنے سب سے امید قطع
کی ہی اور قبل آنے بغراخان کے بخارا پر پادشاہ نے ابو علی کو بہت خط لکھے اور نہایت فریاد
اور زاری مدد اور کمک کے لیے کی منجملہ انشاء ابو علی دامغانی کے ان خطوط کی ایک فصل ہی
اور وہ یہ فصل ہی سلطنت اپنے ستونکی محتاج ہوتی ہی جب کہ کوئی اوسکی میخین ہلا دیوے
خدا سے ڈر یہ سلطنت تیرے پاس فریادی آئی ہی تجھ سے پناہ لیتی ہی اس خط کی تاثیر ابو علی پر
اتنی ہوئی کہ جتنی ہوا کی دم سے بھاری پتھر کو ہوتی ہوگی کہ نہ اپنی جگہ سے ہلے اور نہ اوسپر سے

کچھ چھلے اور نہ وہ مٹے نہ وہ چرے نہ وہ بجھے اب ابوعلی کو اور بھی ناز ہوا اور زیادت رتبے اور خطاب مین اور بھی پانون پھیلائے کہ جسقدر اسکے باپ اور اور سپہ سالارونکو بھی وہ خطاب اور رتبہ نہوا تھا پھر امیر بھی راضی نہوا تھا کہ عنوان نامہ پر لقب اور کنیت منسوب بخطاب والا ہووے یعنی عمادالدولہ ابوعلی مولی امیرالمومنین اور سب غلام آزاد کردہ دولت سامانیہ کے ہین اب امیر رضی نے یہ بھی قبول کیا اور جو خطاب کہ اوسکی درخواست تھی پورا کیا اور جو درخواست کہ ابوعلی نے بادشاہ سے کی تھی اوسکے نوکر کے پاس تھی اور اوس نوکر کے پاس ایک قاصد ارسطاطالیس لقب فروکش تھا جبکہ بادشاہ آمل منتظر مقیم تھا تو اوس قاصد نے کہا کہ ای امیر بادشاہ آج اگر تجکو خطاب امیر دیوے تو ہوسکتا ہی لیکن کل بھی آنیوالی ہی تو چاہیے کہ ایسا خطاب اختیار کیا جاوے کہ آپ پر زیبا ہووے اور تمھارے ذکر مین مناسب ہووے اس وقت آنکھین رونے لگین اور دل پگھلنے لگے پر اوسکی وہ ہی سنگدلی رہی اور سوای دعاے اثر تاخیر کے اور کچھ اوس نے نکیا لیکن اللہ تعالی نے امیر رضی کی ایسی مدد کی کہ مصیبت اوسکی دور ہوئی اور اوسکی ولایت اور اوسکی جگہ پر پھر پونہچا دیا اور امیر رضی کا کام بخیر و خوبی ہوگیا اور غدر والونکو سوای اپنے فعل بد کے اور کچھ میسر نہوا اور اللہ تعالی اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا ہی

بغراخان کا نکل جانا بخارا سے اور امیر رضی کا جانا بخارا مین

بغراخان کو بخارا مین ایک مرض لاحق ہوا کہ اوسکو وہان ٹھہرنا دشوار ہوگیا اوس نے وہان سے کوچ کیا اور اوسکے باقیماندہ لشکر کو ساکنان بخارا نے اپنے دیار سے نکالدیا اور غزیہ نے کہ قوم ترک ہی بغراخان کا تعاقب کیا اور بغراخان اپنے مرض کی شدت مین گرتا پڑتا بھاگا چلا جاتا تھا آخرکار مرگیا امیر رضی کو جب یہ خبر پونہچی تو جو لوگ کہ اوسکے ساتھ تھے اونکو لیکر بخارا آن پونہچا اور اوسکے آنے سے اور بخارا پر قرار پذیر ہونے سے لوگ ایسے خوش ہوے جیسے روزہ دار عید کے جانے سے اور اہل قحط بارش سے خوش ہوتے ہین اور بخارا اور سمرقند اور سب اوسکا ملک فساد سے خالی ہوگیا اب ابوعلی کو جو یہ خبر ہوی کہ سب فتنہ جاتا رہا اور جتنی آگ کہ اوس نے لگائی تھی سب بجھ گئی اور یہ جانا تھا کہ یہ امر ایسا ہوگا کہ کسی طور نہ ٹلیگا اور یہ سنگ سخت ایسا ہی کہ کبھی نہ ہلیگا اور سوای اسکے جو شرطین برابری کی کہ آپسمین ٹھہری تھین بغراخان نے اونکی رعایت نکی بلکہ ابوعلی کو اس طور خط لکھا کہ جیسے بادشاہان بخارا اپنے سپہ سالارونکو لکھا کرتے ہین تو باز و اوسکے

ڈھیلے ہوگئے اور رونق اوسکی زائل ہوئی اور عقل وہمت اوسکی جاتی رہی کیونکہ یہ سب باتین اوسکی تدبیر کے
خلاف ہوئین اب اوسنے اپنے خیرخواہون سے مشورہ لیا ان سب نے مشورہ دیا کہ اب پادشاہ سے
تقرب کیا جاوے اور نئے سر سے تلطف چاہیے اور ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ جس سے پادشاہ
کی افروختگی مزاج اور غبار داغ معصیت دور ہووے اب اوسنے بہت مال و روپیے جمع کیے کہ
پادشاہ کی رضامندی اور میلان طبع ہووے اور فائق کو یہ معلوم ہوا کہ پادشاہ اپنی دار السلطنت مین
قرار پذیر ہوا ہی اوسکے دل مین آیا کہ اب دار السلطنت پر زبردستی آبیٹھا اور موافق دستور کے احکام جاری
کرنے لگا اور امیر رضی جیسا ابو علی سے ناخوش تھا ایسا ہی فائق سے بھی ناخوش تھا کہ ان دونون نے
اوسکی فریاد رسی اور جانثاری سے باز ہوے اور جو اونپر فرض تھا اوسکو اونھون نے ترک کیا امیر رضی نے چند
سردار اپنے دربانون اور ڈیوڑھی کے لوگون مین سے فائق پر بھیجے کہ اونھون نے فائق کے ساتھ
ایسی جنگ کی کہ لاشون کا زمین پر فرش ہوگیا فائق وہانسے بھاگا اور خستہ حال اپنی جان بچاکر آمل شط کو
چلا کہ اوسکے بچے کھچے لوگ اوس سے آن ملے اونکو لیکر ابو علی کے پاس روانہ ہوا کہ اوسکے زمرے
مین شامل ہووے اور اوسکی پناہ مین داخل ہووے اور اوسکے سایہ اطاعت مین رہے لیکن جو آرزو کہ ابو علی
کی واسطے بربادی اور تباہی فائق کے تھے اب برآئی ابو علی نے نہایت تعظیم اور تکریم اور بہت عزت اور
خندہ پیشانی اور خوشی خاطر سے اوسکا استقبال کیا فائق نے ظاہر کیا کہ اب پادشاہ کی ہمکو پروا
نی چاہیے تو جو کچھ کہ ابو علی نے پادشاہ کے لیے سامان کیا تھا وہ سب بارادہ مخالفت اور
اظہار تمرد وسرکشی کے لیا فائق اور ابو علی دونون آپسمین متفق ہوگئے اور خوب صفائی اور عہد آپسمین
ہوگیا اور واسطے فراہمی اسباب وسامان کے نیشاپور کو چلے جب پادشاہ رضی دونون سے مایوس
ہوگیا تو یہ فکر کیا کہ اب ایسے شخص سے مدد لیجیے کہ ان دونون سے زیادہ زور آور ہو اور جنگ کی تدبیر سے
خوب واقف ہو تو اوسکے خیال مین آیا کہ ابو منصور سبکتگین بیشک ایسا ہی اور بہت نیک خواہ اور خدا پرست
ہی اور جنگ وجہاد جو کرتا ہی صرف رفع فساد کے لیے کرتا ہی ابو نصر احمد ابن محمد فارسی کو کہ وکیل سبکتگین
جو امیر رضی کے پاس متعین تھا اوسکے ہاتھ خط دیکر روانہ کیا اور لکھا کہ مین اپنے غلام ابی علی اور فائق
کے ہاتھ سے تنگ ہون کہ نہ اونکو حق نعمت ہی اور نہ پاس نمک ہی اب اونھون نے ارادہ مقابلہ
سلطنت کا کیا ہی اور کوئی صورت نجات کی انکے ہاتھ سے سوا ہی تمھاری اعانت اور مدد کے

نہین ہی یہ سب بہت نرمی سے مدد کی درخواست کی اور رفقا اور ہمراہیان سبکتگین کو مال کی طمع
دی سبکتگین نے اس خط اور قاصد کو نہایت خوشی اور اشتیاق سے قبول کیا اور بہت جلد یلا کیا ورا النہر
سے اوترکر امیر رضی سے ملے اور جو اوسکا مقصود ہے وہ سنے اور امیر رضی نے ناحیہ کش پر اوسکے
استقبال کے لیے خیمہ لگایا اور امیر سبکتگین وہان پہونچا اور دونون ملے اور جیسا کہ کچھ اوسکی
اور اوسکے لشکر کی آراستگی اور درستی سنی تھی ویسا ہی دیکھا اور امیر سبکتگین نے عذر کیا کہ مین بسبب
بڑھاپے کے اپنے مقام فرودگاہ سے موافق رسم و قاعدہ سلاطین کے آداب خدمت بجا لانے کے نکلے
لیے حاضر نہین ہو سکتا امیر رضی نے جو اوسکی رعایت منظور تھی کہا کہ یہ تکلیف آپکو معاف ہے مگر جبکہ
صف آرائی ہوئی اور لشکر درست ہوے اور سبکتگین کی نظر بادشاہ امیر رضی پر پڑے
اور اوسکا جاہ و جلال اور رعب اور شان سرداری اور شوکت شاہی اوسکے چہرے سے نمایان
دیکھے تو نیچے اوترا اور آداب خدمت باقاعدہ کہ جسکی معافی ہو گئی تھی خود بخود بجا لایا اور بادشاہ
رضی نے بھی نہایت عزت سے اوس سے ملاقات کی کہ ایسی مجلس اور ملاقات تعظیم و تکریم کی
سنی نہین گئی اور امیر رضی نے حکم کیا کہ سامان ضیافت کیا جاوے امیر نے کہا کہ جو کچھ انکے
ہمراہیون کے لیے لائق ہووے وہ سب دیا جاوے اور بعد اوسکے بادشاہ نے
کہا کہ اب ابوعلی اور فائق کے مقابلے مین مصروف ہونا چاہیے کہ فساد دفع ہووے امیر سبکتگین نے
بحسن اطاعت اور حسب قدر استطاعت اوسکو قبول کیا اور اجازت مانگی کہ مین اپنے وطن جاؤن
اور وہانسے سب سامان درست کرکے بکوشش کامل اور سامان تازہ کے اس امر پر متوجہ ہونگا
امیر رضی نے اوسکو رخصت کیا اور خلعت فاخرہ اور اموال کثیرہ جو کچھ کہ شایان قدر شاہی تھا
اوسکو عنایت کیا اور دونون اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوے اور امیر سبکتگین یہان آکر
سامان اور فوجکی تیاری مین اور تیر اور تلوار کی درستی مین مصروف ہوا اب ابوعلی کو اس تدبیر شاہی کی خبر ہوئی اور سب
اوسکے اسباب اور طریقے تدبیر کے گم ہو گئے اپنے ہمراہیون سے مشورہ شروع کیا کہ اب اس تدبیر بادشاہی کی کیا تدبیر کیجاوے
تو یہ صلاح ٹھہری کہ فخر الدولہ کو اپنی طرف رجوع کیجیے اور اوس سے عہد و پیمان مضبوط کیجیے کہ روز بدبختی اور مصیبت مین کام آوے
اور ابو جعفر ابن ذوالقرنین کو فخر الدولہ کے پاس بہت ہدیہ دیکر بھیجا اور اسی قدر ہدایا اور مال اوسکے وزیر صاحب اسمٰعیل
ابن عباد کے لیے الگ بھیجے کہ وہ انکی مدد پر ساعی رہے اور مجھ سے ابو جعفر نے کہا کہ مین

صاحب ابن عبدک کے پاس گیا اور تحفہ دیکر اپنے آقا ابو علی کیطرف سے یہ کہا کہ یہ تحفہ حقیر اور کم قیمت
آپ کے لیے لانا ایسا ہی کہ ہجر مین خرما لیجاوین یعنی آپکے یہان ایسے ایسے تحفے بہت اور بقدر
ہین تب صاحب مذکور نے کہا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجر مین خرما صرف تبرک کے
لیے لیجاتے ہین نہ تحفے کے لیے یعنی تحفہ جو تم لائے ہو بطور تبرک ہی اوسکی تعظیم اور تکریم واجب ہی
سو صاحب مذکور نے اس کام مین بہت کوشش کی اور دوستی اور الفت طرفین سے خوب مستحکم و
منضبط ہوگئی اور خطوط اتحاد و دوستی کے جاری ہونے لگے اور امیر رضی جب آمل شط مین چلا گیا
تھا اوسوقت مامون ابن محمد حاکم جرجان اور ابو عبد اللہ خوارزم شاہ نے بہت کام تقرب اور خدمت کے
کیے تھے مال اور آدمیون سے حاضر خدمت رہے تھے یہ احسان اونکا پادشاہ کو یاد رہا اور چاہا
کہ اونکے حسن خدمت اور حسن طاعت کا بدلا دیوے تو قصبہ نسا مامون ابن محمد کو اور قصبہ ابی ورد
خوارزم شاہ کو جاگیر دیا اور اونکا عمل اونکو سپرد کر دیا ان دونون نے اپنے اپنے پرگنہ جاگیر کی
درستی اور تدبیر کر لی لیکن چونکہ ابو علی اور مامون مین دوستی قدیم تھی اس لیے ابو علی نے اوسکو تو قصبہ
نسا پر قبضہ دیا اور خوارزم شاہ کو ابی ورد پر قبضہ نہ دیا کہ اس سے دوستی نہ تھی اور کہا کہ قصبہ ابی ورد
میرے بھائی ابی ابراہیم کی جاگیر ہی جبتک کہ اسکا بدلا اوسکو نہ ملیگا تب تک کوئی اور اسپر قبضہ
نہ کر سکیگا اور ابو علی نے خوارزم شاہ کے ہمراہیون کو اوس سے نکال دیا اور حکم دیا کہ اوسمین
گھسنے نہ پاوین خوارزم شاہ نے اس امر کو اپنے دلمین رکھا اور منتظر فرصت اور وقت کا ہوا کہ
پھر بدلہ لیا جاویگا اسکی شرح ہم آگے بیان کرتے ہین اب موافق وعدے کے امیر سبکتگین خوب
سامان اور مدد لیکر غزنہ سے چلا اور ہندوستان سے جو ہاتھی ہاتھ آئے تھے اونکو آگے
روانہ کیا اور جوزجان پر امیر رضی آ پہونچا اور اوسکے والی امیر ابی الحارث فریغونی کے پاس رہا
کہ اتنے مین امیر سبکتگین بھی وہان جا پہونچا اور اوسکے ساتھ شار پادشاہ ملک غور اور اوسکے
صوبہ وغیرہ سرداران بلاد بھی اپنی اپنی فوج لیکر آن جمع ہوئے اسقدر انبوہ اکٹھا ہو گیا کہ
راستے پر ہو گئے اور چراگاہ اور پانی کے گھاٹ سوکھ گئے اور ابو علی اور فائق بھی نیشاپور سے
ہرات کو چلے کہ اس جانب ابو علی کا سپہ سالار اور غلام ایلمنکو نام موجود تھا ابو علی نے ہرات پر خیمے
لگائے کہ دشمنون کو دفع کرے اور یہان سے تیر اندازی کرے اور جو خلقت کہ مرو رود

اور بادغیش مین تھی سب ابوعلی کی حفاظت اور احتیاط کے لیے ان موجود ہوئی اور امیر رضی اور سبکتگین بھی جسلکر بلخ پر پونہچے اب ابوعلی نے سبکتگین کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ مین اور میرے باپ مین دوستی قدیم اور اختلاط دایمی تھا اب آپ میرے اور پادشاہ رضی کے درمیان وسیلہ ہوکر خونبار کہ ہماری طرف سے اونکے دلمین ہی دور کرا دیجیے اور اونکی آتش غضب کو بجھا دیجیے کہ پادشاہ اپنا وقار پھر قایم کرے اور بدستور پھر حکومت کرے امیر سبکتگین نے ابوعلی کی یہ درخواست قبول کی اور اوسکی درخواست کے موافق صلح کے لیے کوشش کی اور موافق اپنی عادت کے کہ فتنہ وفساد سے بہت ناراض تھا لڑائی موقوف کردی اور امیر رضی سے یہ پیغام صلح مشافہۃ اور تحریرًا چند بار کہا کہ اللہ تعالی جیسا عفو اور مغفرت اور احسان اور بخشش کرتا ہی تمکو بھی ایسا ہی لازم ہی کہ معافی اور درگذر اور صلح بہت خوب ہی اور دنیا وعقبی مین نہایت پسند امیر رضی نے باوجودیکہ اوسکا شعلہ غضب برافروختگی تھا اور اوسکو نہایت نفرت تھی یہ صلح اور معافی اس شرط پر قبول کی کہ اپنے عصیان کی سزا مین ایک کروڑ پچاس لاکھ درہم تین قسط کرکے دلوے کہ یہ رقم صلح کی ہی امیر سبکتگین نے یہ صلحنامہ لکھا کہ میرے ہاتھ پر میری کوشش اور تدبیر سے یہ صلح اس طور پر مقرر ہوئی اور ہمراہیان ابوعلی نے اس زر تاوان کو اپنے اوپر تقسیم کرلیا جن پر اوسکی مدد واجب تھی اور اونکو غنیمت ہوا کہ ابوعلی سلامت رہا مگر ابوعلی کے چند جوانون اور نوعمرون کو یہ صلح کہ جسمین مصلحت ساری خلقت کی تھی ناپسند آئی اور چند کردی اور ترک اور چند مفلس تہیدست لشکرگاہ امیر سبکتگین پر چڑھ گئے اور اوسکے غلام کو کہ فیلخانے کا داروغہ تھا پکڑکر مار ڈالا اور جسکو غافل پایا مار دیا اور سوا اسکے یہ ہوا کہ ابوالفضل زیادی ابوعلی کا پیادہ جو گھاٹ پر متعین تھا دامن کوہ مین امیر سبکتگین کے وکیل سے ملا اور کہا کہ تمھاری سعی بیفائدہ ہی اور تمھارا امیر ایسے امر مین سعی کرتا ہی جو شدنی نہین ہی اور جبتک کہ ہماری آنکھین اپنی سپاہی کی نگہبان ہین اور ہمارے کندھے پر تلے تلوارون کے لیے ہوے ہین ہم اس صلح کے خواہان اور مددگار نہین **شعر**

قسم ہے کعبے کی مجکو جب تلک تلوار قائم ہی
نہوگا کام یہ ثابت نہوگی صلح یہ قائم

اس سب واقعے کی خبر امیر سبکتگین کو پونہچی نہایت غضبناک ہوا ابوعلی کی قوم کی بدفعالی سے تعجب کیا اور جنگ پر آمادہ ہوا اللہ تعالی سے اپنی صدق کوشش مین خیر اور برکت مانگی

اور ابو علی کو لکھا کہ اپنے تیر اور تلوار درست کر رکھیے ہین اب آتا ہون کہ سوای تلوار اور کارزار کے اور کچھ کام نہ آویگا اور کوچ کیا اور فروزنہ کے میدان مین جا پہنچا بدھ کے دن پندرھوین رمضان ۳۸۴ ہجری کو مطابق ۹۹۴ء اپنا لشکر درست کیا اور داہنے اور بائین صف آرائی کی اور ہاتھیونکی صفین باندھین کہ گویا پہاڑ یا ابر سیاہ معلوم ہوتے تھے اور امیر رضی محمود سبکتگین کے پاس لشکر کے بیچ مین کھڑے ہوے کہ اونکے

شعر

گرد مردان کارزار اور پہلوانان دلاور موجود تھے ۔۔۔ ایسے تھے خوفناک کہ ڈرتی تھی موت بھی

ہمت بلند اور بہادر ہین جنگ مین ۔۔۔ اب یہ لشکر آگے چلا گویا زمین چلی آتی ہے یا پہاڑ

اوٹھتے آتے ہین سارے مکدر ہوگئے آسمان پھٹا جاتا ہے گویا قیامت ہوگئی اور گھوڑون کی ٹاپون سے یہ گرد اوٹھی کہ گویا آفتاب کو گہن ہوگیا اندھیری رات اولٹی آگئی اور ابو علی نے بھی اسیطرح لشکر کی ترتیب دی فائق لشکر کے داہنے طرف اور ابو القاسم ابن سیمجور اوسکے بائین طرف اور آپ قلب لشکر مین کھڑا ہوا یہ لشکر تلوارون کی چمک سے اور سرخ و سفید ہتھیارونکی دمک سے لشکر طاؤس معلوم ہوتا تھا اور آفتاب جو روشن ہوا تو آنکھونکو چکا چوندی لگنے لگی اور ایک جہان روشن ہوگیا جب دونون لشکر قریب ہوے تو فائق نے اپنی جمعیت کے ساتھ سلطان کے بائین طرف لشکر پر حملہ کیا کہ اونکو منتشر کر دیا اور اونکے قدم اوکھڑ گئے اور پھر ابو القاسم نے اپنی جمعیت کے ساتھ اپنے مقابلے کے لشکر پر حملہ کیا اور خوب لڑا کہ متفرق کر دیا پھر دارا ابن قابوس شمس المعالی ابن وشمگیر نے قلب گاہ لشکر ابو علی مین سے حملہ کیا اور انکو یہ گمان ہوا کہ یہ شاید اپنے حقوق انعام سابق اور پیمان وعہد کے لیے کوشش کرتا ہی تا شرف خدمت حاصل کرے یہانتک کہ دونون صفون کے درمیان آیا تو اپنی پشت ڈھال سے چھپائی اور امیر رضی سے امان لیکر اوسکے ساتھ ہوگیا ہم آہنگ ابو علی نے جو دیکھا کہ اوسنے نقض عہد کیا اور ابو علی سے قطع کیا تو اوس سے اولٹے پھرے کہ اور لوگ بھی ایسا نہ کرین اب محمود نے ایسا لشکر لیا کہ زمین پر بھی بھاری ہووے اور ابو علی کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ایک غبار اوٹھا کہ آسمان چھپ گیا اور ابو علی والو مین کوئی نہ ٹھہر سکا کہ لڑے یا دفعہ کرے بلکہ سب ایسے بکھر گئے کہ جیسے لڑی ٹوٹ کر دانے بکھر جاتے ہین اور ایسی ہزیمت ہوئی کہ سب ہتھیار نیزے تیر تلوار لٹے اور اوندھے ہوگئے اور ٹیلے اور جنگل اور گھاٹیان سب اونسے بھر گئے پھر امیر محمود نے ایک حملہ اور کیا کہ کمو بریون کو چیرتا تھا اور جانون کو زہر ہلاہل دیتا تھا یہانتک کہ کوئی بھی

نہ بچا سوای اوسکے کہ بھاگ نکلا بلکہ سے ہتھیار جوشن زرہ کھولدیے اور امیر کے لشکر کو وہ مال ہاتھ لگا کہ اگر
اسقدر رفا یہ دیتے تو مقدار صلح ادا ہوکر بہت بچ رہتا اور اونکی آبرو اور جانین بچ جاتین اور یہ جنگ بھی نہوتی
اب ابوعلی بھاگا اور نیشاپور پہونچا اور لشکر ہزیمت خوردہ بھی اوس سے جا ملا اور وہان جاکر اپنا سامان اور
شکستہ حالی درست کی کہ آگے کا سفر کرے کہ کوئی اہل فوج یہان آ جاوے اور پھر لڑائی شروع ہووے
اب امیر رضی اور امیر سبکتگین اور امیر محمود نے ہرات پر خیمے ڈالے کہ کچھ آرام لیا اور ہرات کا مال فراہم کیا اور
امیر رضی نے امیر سبکتگین کو تو ناصر الدین والملۃ اور اوسکے وارث محمود کو سیف الدولہ لقب دیا اور سپہ سالار
بجای ابوعلی کے کیا اب سیف الدولہ ایک لشکر لیکر نیشاپور چلا اور لوگون کے دل اوسکی ہیبت سے اور دشمنون
کے دل اندوہ سے بھر گئے اور اس معاملے مین ابوالفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

کہ سیف الدولہ نے ایسا کیا نظم	کہ سارے کام فارغ نظم سے ہین

اب اوسکا ذکر بلقب سیف الدولہ ہوگا جبتک کہ اوسکا استحقاق ثابت ہوکر اوسکو سلطنت سے ملے اور
لقب یمین مشہور ہووے اس واقعے مین ابوعامر تجدی نے یہ شعر کہا ہی شعر

حوادث کو کہو چھپ جائین ناکام	کہ سیف الدولہ نے روشن کیا ملک

اب یہ سب نیشاپور چلے اور ابوعلی وہان سے بھاگا کہ جرجان پہونچا اور وہان ٹھہر کر بہ بنا وعدہ
مددگاری کہ فخر الدولہ نے کیا تھا اوسکو اپنا حال لکھا کہ مین بیقرار ہوکر تمھاری ولایت مین آیا
ہون اور سوای تمھاری مملکت کے اور سب سے انقطاع کیا ہی اور ابونصر حاجب کو بھیجا کہ سارا حال بیان
کرکے درخواست کرے کہ بذات خود مدد کرے اور مال سے بھی مدد دیوے فخر الدولہ نے اپنے وزیر
صاحب کو حکم دیا کہ جو ہمنے وعدہ کیا تھا اور جسقدر مال کہ ہمنے اوسکے لیے جمع کیا تھا وہ ہر روز ابوعلی کے
وکیل کو دیتا رہے اور دو لاکھ درہم آمدنی خراسان سے اوسکے لشکر کے لیے بھیجے اور ابوعلی اور
فائق آخر موسم سرما تک اوس سرزمین مین رہے اور جسوقت امیر سبکتگین اور سیف الدولہ نیشاپور
گئے تو امیر رضی کو یہ ڈر ہوا کہ یہ دونو ابن عزیز کے درپے ایذا رسانی کے ہین تو امیر رضی اوسکو
طوس لیگیا کیونکہ ابن عزیز نے امیر رضی کے ذہن نشین کیا تھا کہ مینے جو آپکو نصیحت کی ہی اونسے اون دونو
سے مناقشہ نکھیچے اس لیے یہ مجھپر ایذا رسانی کا وقت دیکھتے ہین سیف الدولہ محمود اس امر سے
برارت کے لیے اور اپنی اطاعت جتلانے کے لیے روانہ ہوا اور عبداللہ کو جو اس تہمت اور

جنگلوں ہی سے اپنی جان کا ڈر ہوا تو رات کے وقت بھاگ گیا اور امیر رضی نہایت اقبال اور مہربانی سے سیف الدولہ کے خیمے مین آکر اوس سے ملا اور نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ اوسکو واپس رخصت کیا اور خود مرو کو چلا کہ ابن عزیز کو ساتھ لیوے اور وہانسے بخارا آنکر اپنے تخت پر جلوس کیا اور امیر سبکتگین اور محمود سیف الدولہ نے نیشاپور مین عدل گستری اور امان بخشی کی اور وہ رسوم خوفناک کہ پہلے سے جاری تھین سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر موقوف کیا اور مصلحت عام کے درپے ہوئے لوگونکے دل خوش ہوے اور سب کام درست ہوگئے اور رستون مین امن ہوگیا اور قافلہ اور رفقا آنے جانے لگے اب امیر سبکتگین ہرات گیا کہ وہانکے رسوم دیکھے اور سیف الدولہ بعہدہ سپہ سالاری اور سرداری کے نیشاپور مین رہا اور ابو علی منتظر تھا کہ یہ سال آوے تو اپنا حال اور اپنا لشکر درست کرے سو ابو نصر دربان نے اوسکو لکھا کہ مین نے سب حال اور پیغام فخر الدولہ کو خوب کہہ سنایا مگر جواب فخر الدولہ یہ ہے کہ مثل بادشاہون کی مثل بڑے دریاؤنکے ہے کہ اوسکے پانی موج مارتے ہین اونکی نہرین خوب جاری ہین لوگ اونکی کثرت پانی کی اور اونکی موجونکی دیکھتے ہین پر اونکو خبر نہین غافل ہین کہ کتنی نہرین ہمسے جدا ہوتی ہین اور کس قدر نالے ہمسے نکلتے ہین اور اگر ہمکو آمدنی خراسان پر قدرت ہوتی تو اوسکا بیشک ہم اپنی ولایت مین ملا لیتے کہ ناف زمین اور خلاصۂ اقالیم ہے مگر ہمنے جو کچھ کہ دیا ہے وہ اپر وانکی اور عذر ظاہری نہین ہوسکتا ہے ابو علی اس جواب سے پریشان ہوا اور فائق اور اپنے سب سرداران فوج سے صلاح لی کہ اب کیا تدبیر ہے اب ان سبکی رائے مین اختلاف ہوا کسی کی یہ رائے ہوئی کہ جرجان مین ٹھیرین اور بنام امیر رضی کے خطبہ پڑھین اور فخر الدولہ کے آدمی جرجان سے نکال دین اور امیر رضی کو ایک عرضی مضمون اطاعت اور ذمہ داری خراج رسانی کے لکھی جاوے کیونکہ اس ولایت کی طلب مین بڑے بڑے بادشاہ عاجز ہوگئے ہین باوجودیکہ جان اور مال بہت خرچ کیا اور اب جرجان امیر رضی کو مفت اور بے کھٹکے ہاتھ لگ جائیگا اور نقد مال کو بیچنا بعوض مال گم شدہ کے محال ہے اور نقد کو بعوض قرضہ کے چھوڑنا بعقلی ہے اور فائق نے یہ مشورہ دیا کہ سیف الدولہ محمود کی جمعیت اوس سے جدا ہے اور اوسکا باپ بھی یہان نہین ہے اور آب وہوا جرجان کی اوسکے لشکر کو بہت مضر ہے اور اوسکی گرمی سے بھی اونکو تکلیف ہے تو یہ فرصت کا وقت ہے سیف الدولہ سے لڑنا چاہیے سب لوگ اسپر متفق ہوگئے اسلیے کہ اسکو شتابی ہے دل کا ہے اور ابو علی کو بھی سب نے تنگ کیا کہ اونکی مدد کرے اتنے مین خبر آئی کہ صاحب ابن

عباد وزیر فخر الدولہ مر گیا اور چونکہ یہ وزیر ابو علی کا مددگار تھا اور ہر وقت فخر الدولہ کو اسکی مدد اور حمایت پر آمادہ کرتا تھا تو اب ابو علی کو اپنا یہان ٹھہرنا دشوار ہوا اور بہت جلدی کی کہ یہان سے چلے اور انتقام لیوے اور شاعرون نے صاحب ابن عباد کے مرثیے بہت کہے ہین اور ابو سعید رستمی اصفہانی کا یہ شعر اول ہی شعر

بزرگی کی تمنا بعد صاحب		کسیکو ہو گی یہ ممکن نہین ہے	

مطابق ۹۹۵ء

اور غرہ ربیع الاول ۳۸۵ہجری کو ابو علی جرجان سے سمت جوین کو چلا اور فائق سمت سفراین کو پہلے اوس سے چلا کہ جب نیشاپور سے قریب ہوے تو راستہ کترا کے فائق ابو علی سے آن ملا وہ دونون آمادۂ جنگ ہوکر سیف الدولہ پر چلے سیف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو اوس نے امیر سبکتگین کو لکھا اور کچھ فوج لیکر شہر کے باہر آیا اور بانتظار مدد خیمہ لگایا لیکن فائق اور ابو علی نے کچھ انتظار کرنے نہ دیا کہ لڑائی شروع کردی سیف الدولہ نے بھی ایسی لڑائی کی کہ خوب آتش جنگ بھڑکی اور بذات خود مصروف رہا اور طلوع شمس سے غروب تک جنگ رہی زمین خون سے سرخ ہو گئی اور ہاتھیون کے پیرون تلے بہت لوگ روندے گئے کہ وہ جنگ کے گویا ارکان تھے پہلے تو ابو علی کے لشکر نے ارادہ بھاگنے کا کیا پھر اور پکارے کہ اب وقت خلاصی نہین ہے پھر ایک سخت حملہ ہوا اور سیف الدولہ اپنا لشکر لیکر فرودگاہ پدر پر اندھیری رات کو چلا آیا کہ پھر بروز مراجعت لڑائی ہوگی اور انتقام لیا جاویگا اور ونکو اونکی تقدیر پر چھوڑا یہان سیف الدولہ محمود کو شکست ہوئی اگرچہ مورخ حرفون کو دبا گیا اور بہت اسباب اور سامان کہ جنکا لیجانا دشوار ہوا اور بڑے بڑے ہاتھی سیف الدولہ محمود سے یہان رہ گئے اور مردان ہندوستان اور بہت لشکری لوگ اوسکی صحبت اور خدمت سے جدا ہو گئے اب ابو علی کو اس حال سے اپنے استقلال اور حال قدیم کی طمع ہوئی لیکن اللہ تعالی نے یہ واقعہ اوسکے استیصال اور تباہی کا سبب کیا جب ابو علی نیشاپور پونہچا تو مشورہ یہ ہوا کہ سیف الدولہ اور امیر سبکتگین کا تعاقب کرے اور اونکو سامان کے درست کرنیکی فرصت نہ دے اور قوت اور مدد حاصل کرنیکی مہلت نہ دے اب ابو علی یہان تباہ حال اور حیران اور پریشان بیٹھا نہ کچھ تاب و توانائی اور نہ کچھ عقل و دانائی اور تہیدست مفلس اس خوف سے کہ اوسکا لشکر اوسکو چھوڑ دیگا یہ بہانہ شروع کیا کہ اونکو قتال اور جنگ کا پیغام دیتا رہے اور بخارا خط لکھنے شروع کیے کہ میرا قصور معاف ہووے اور توبہ اور عذر قبول ہووے اور ایک خط امیر سبکتگین کو لکھا جیسا کوئی سست نہایت غمگین اوسکا ہاتھ اور زبان پر کچھ قابو نہین ہے بے میری مرضی اور استمزاج کے فائق اور اوسکے لشکر نے امیر سیف الدولہ سے لڑائی کی کہ جسمین سیف الدولہ

سخت ہزیمت ہوئی اور اگر مین اپنی مراد کے لیے کچھ بھی راہ پاتا اپنی پسند اور خواہش کے موافق آرام گاہ ملتا تو ہرگز جیتے جی خراسان کو نہ آتا اور یہ خط اس لیے لکھا کہ سبکتگین کی کدورت اور ناخوشی خاطر کا دفعیہ ہووے اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھ سے درگذر کرین اور امیر رضی سے بھی قصور معاف کرا دین اور اس تحریر سے اوسکی حقیقت کھل گئی کہ اب اوسمین کچھ قوت نہین رہی خوب شکار ہو سکتا ہے اور امیر سبکتگین نے اپنے دیار اور اطراف مملکت مین فرمان جاری کیے اور سب لشکر اور سردارونکو طلب کیا اور ابو نصر بن ابی زید کو والی سجستان خلف ابن احمد کے بلانے کو بھیجا اور ابی الحارث فریغونی والی جوزجان کو بھی بلایا اور بادشاہ امیر رضی کو بھی اپنی آمادگی کی خبر دی سو وہان سے سپہ سالاران نواح خراسان پر فرمان جاری ہوے کہ امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہون اور سب طرف سے مدد آنے لگی اب اسقدر فوج امیر سبکتگین کے پاس اکٹھی ہو گئی کہ اگر ہوا مین اڑین تو سب پرند اوتر آوین اونکے لیے وہان جگہ نرہے اور اگر دریا مے اوترین تو اوسکی تہ نکل آوے اب امیر سبکتگین اپنا بدلا لینے چلا گویا ایک اندھیری رات چلی آتی ہے یا ایک ٹوہی کہ سب راستے گھر گئے ہین اور فائق نے طوس مین جاکر امیر سبکتگین کے پاس منافقانہ خط بھیجنے شروع کیے کہ مین صلح کرکے حاضر ہونا چاہتا ہون اور ایسے ہی جواب نفاق آمیز امیر نے بھی شروع کیے اور تاروذ کا امیرک طوسی بھی مثل ابو علی کے متردد تھا کہ اب اطاعت کرے یا مخالفت کرے اب ابو علی نے ابو القاسم فقیہ کو فائق اور امیرک کے پاس بھیجا کہ اونکو ہمسے مائل کرے اور اور طرف بھکنے سے روکے سو یہ اونکے پاس گیا اور اون دونون سے عہد و پیمان ابو علی کی اطاعت پر لیے اور ابو القاسم نے ابو علی کو بلایا کہ یہان جلد آوے تا اون دونونکو اپنے ساتھ شامل کرے ابو علی چلا اور اون دونون سے طایران پر ملا اور صاف دل ہوکر اتفاق کیا اور اندرخ کو خیمہ گاہ پسند کیا اور خیمہ ڈالا باوجودیکہ ابو القاسم برادر ابو علی ہر طرح اپنے بھائی کی خدمت مین حاضر تھا اور محبت اور وفاداری مین مستعد لیکن ابو علی نے ہرات اور اوسکے پرگنے کو ابو القاسم سے لیکر اپنے غلام ایلمنکو کو دیدیے اس لیے ابو القاسم اوسکا بھائی اپنے کاروبار ضروری کا بہانہ کرکے بیٹھ رہا باوجودیکہ ابو علی کو نیشاپور سے چلتے وقت اوسکی مددگاری کی بہت حاجت تھی اور چلتے وقت انتظار کیا جب وقت چلنے کا ختم ہوا تو اوسکے آنے سے مایوس ہو گیا اور اوس سے اور بھی اوسکی رسوائی اور تباہی زیادہ ہوئی امیر سبکتگین نے بمقابلہ ابو علی منسوین تاریخ جمادی الثانی روز شنبہ ۳۸۵ ہجری کو مطابق ۹۹۵ء

اپنا لشکر بھیجا سوارون اور پیادون نے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ سارا دن گذر گیا ابو علی نے اپنے
سردارون سے درباب دیر کرنے لڑائی کے مشورہ کیا تو امیرک طوسی اور اور اہل عقل نے یہ صلاح دی
کہ درہ کوہ پر پناہ لیں کہ بمقابلہ امیر سبکتگین کے ہمکو مدد ملیگی کیونکہ وہ بلند اور رکاؤ کی جگہ ہے اور وہان پانی اور
گھانس اور چارہ بہت ہے اور مردان طوس کو امیر پر برانگیختہ کرتے جاوین کہ لڑائی بہت دراز ہووے اور
شبخون اور غارت اور فساد جاری کرین یہانتک کہ امیر کو بد دلی و ملالت ہو جاوے اور اوسکی فوج
اوس سے جدا ہو جاوے اوسوقت خوب دانائی اور قوت اور استحکام کے ساتھ اوس سے لڑینگے اوسکے
نوجوان لوگون نے سنکر یہ غوغا کیا کہ ہمکو کیا ضرور ہے کہ اورون سے مدد مانگین اور دفع الوقتی کرین اور لوگ
کیا یہ نجانین گے کہ ہم جنگ سے باز رہے صرف ایام گزاری کرتے ہین اور لڑائی سے تھک گئے ہم بیشک اونکو
پیالہ موت کا پلاوینگے سو وہ تدبیر جاتی رہی اور تابع یعنی فوج گویا حاکم ہو گئی اور حاکم مامور اور تابع اب صبح کیوقت
دونون لشکر مقابل ہوے اور آمادہ بجنگ ہوے اپنی اپنی صف آرائی کی اونمین ہزارون آدمی نیزہ شمشیر سے
آراستہ تھے اور امیر نے اپنا لشکر اپنے ہاتھیون کے ساتھ آراستہ کیا اب دونون فوجین قریب ہوئین اور
ابو علی کی داہنی فوج کو کسی کا ڈر نہ تھا مگر اوس غبار کا ڈر ہوا کہ انکے داہنے طرف کے کانون سے اوٹھا تو
معلوم ہوا کہ وہ امیر سیف الدولہ ہے اور اوسکا لشکر گویا دریا ہے یا اندھیری رات ہے انکے قدم لڑکھڑا گئے اور
عقل گم ہو گئی اور یہ گمان ہوا کہ قلب لشکر ابو علی نے امیر کے تاب لشکر پر حملہ کیا تو اونھون نے گویا اوسکی مدد کی
کہ آہمین سیف الدولہ کے حملے سے بچ گئے اور امیر کے صف بندیکو متفرق کیا اور اونکو جگہ سے ہٹا دیا
امیر سبکتگین اپنے خواص غلامون کے ساتھ کھڑے رہ گئے اور اونکے حملے کو دفع کیا کہ وہ اولٹے ہٹے
اور پیچھے سے سیف الدولہ آگیا سو گھر سے رہ گئے اور دونون طرف سے تلوار پڑنے لگی اب ایک غبار
اوٹھا کہ سب مشتبہ ہو گئے اور سوای آواز تلوار کے اور کچھ نہ مین سنائی دیتا تھا اور ہاتھی سوارون کو اپنی
سونڈونمین لپیٹکر گھوڑون سے اوٹھا لیتے تھے اور قاتل کو مقتول سے ملا دیتے تھے اور سیف الدولہ
نے اوسسے لڑنے اور بدلہ لینے اور شمشیر زنی مین ایسی کوشش کی کہ اگر رستم اپنے زمانے مین سنتا تو
بیشک اوسکی سائیسی کرتا اور اوس سے طریقہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا سیکھتا اور محصورین مین اگر کچھ جان
باقی بھی تو گرد و غبار سے اور رہی سہی بھی جاتی رہی جب غبار ہٹا تو مقتول غبار آلودہ اور مجروح میدان
مین بکھرے ہوے اور باقی قید جنگ گاہ مین دیکھے اور انکے پیچھے سیف الدولہ نے انکو اوڑا دیا اور

جو لوگ کہ درہ کوہ مین بچ نسکے اور راستے گم ہوگئے اونکو پکڑ لیا یہ لوگ ابو علی ابن بغرا اور بکتگین فرغانی
اور ارسلان بیگ اور ابو علی ابن نوشتگین اور نماسار ابن سجان اور جیلی اور لشکرستان ابن ابی جعفر دیلمی تھے
کہ یہ سب سردار اور مددگار اور آبروے ابو علی کی فوج کے تھے اور ابو علی ان گھاٹیون اور پہاڑون مین گھس گیا
یہانتک کہ قلعہ کلات پر پہونچ گیا کہ ادسپر جاتے ہوے ہوا کے گھوڑے بھی سہم گھس جاتے ہین اور
گھاٹیون اور چوٹیون پر نظر چڑھتے ہوے پھسلتی ہے اور پھر امیرک طوسی بھی آیا اب معلوم ہوا کہ اسقدر سب
آگے پیچھے آتے اور لڑنے جمع ہوے اور اسقدر متفرق ہین اور جو ہاتھی کہ نیشاپور مین ابو علی کے ہاتھ
آئے تھے اونکو اپنی عیال و اتباع کے ساتھ بھیجدیا تھا ابو علی ابن بغرا وغیرہ سب قیدیون نے ابو علی کو لکھا
کہ ہمکو امیر سبکتگین نے بلایا اور آرزومند کیا اور انعام اور بخشش کی اور فرمایا کہ اگر ہاتھی واپس آجاوینگے
تو تمھاری رہائی ہوجاویگی اور درخواست کی کہ ہاتھی بھیجدے تاکہ ہم چھوٹین امیر ابو علی نے امیرک کو حکم دیا
کہ ہاتھی واپس کردین اور ابو علی اور فائق دونون جنگل مین گئے کہ اس تنگ جگہ سے نکلین اور امیرک نے
ہاتھی میر کے پاس بھیجدیے اور لکھا کہ یہ کام خاص بیٹے کیا ہے تاکہ پھر اوسکا رتبہ ہووے اور ابو علی کا
کچھ خیال نہووے اور ابو علی اور فائق دونون ابی ورد ہو کر قصبہ نسا کو چلے اور فائق کو جو ایک کام پیش ہوا
تو ابو علی کو چھوڑ کر اور اپنے غلام لیکر سرخس چلا گیا جب ابو علی کو یہ خبر ہوئی تو فائق کو کہلا بھیجا کہ مین تمکو
کس حالت مین چھوڑون گا خوشی ہو یا غم تنگی ہو یا فراغت سختی ہو یا نرمی اور یہ طریق ابتدا مین تو ہمکو بہتر
معلوم ہوا تھا اب تمکو کچھ اور تدبیر سوجھی ہے مین تمھاری رای کا تابع ہون دیکھو مین تمھارے پیچھے آتا ہون
اور چلا کہ اوس سے جا ملا اور سرخس سے گئے اور وہان سے مرو گئے جب امیر سبکتگین کو خبر ملی کہ یہ دونون ابو علی اور
فائق ابی ورد سے مرو گئے انکے پیچھے اوٹھا اور امیر سیف الدولہ کو علاقہ نیشاپور پر چھوڑا اور اوسکا ذمہ کیا
کہ ابو علی اور فائق کی خبر لیتا رہے ابو علی اور فائق اپنا کام مرو مین جب کر چکے تو آمل شط کے جنگل مین نکلے
کہ یہان کوئی نہ آسکے گا کیونکہ مسافت بہت سخت ہے اور راستے بند ہین اور چشمے خشک ہوے ہین اور
یہین قرار پذیر ہوے اور ابو علی نے اپنے وزیر ابو الحسین محمد بن کثیر کو اور فائق نے اپنے وزیر
عبد الرحمن ابن احمد فقیہ کو بخارا بھیجا کہ امیر رضی سے عفو قصور کرادین اور اوسکی رضاجوئی کرین اور اوسکے
غلامون اور اولیاء سلطنت کی خوشامد کرین سو ابو الحسین ابن کثیر کو اچھی طرح واپس بھیجدیا گیا
اور ابو علی کو لکھا گیا کہ امیدوار و آرزومند رہے اور جرجان مین جا کر ٹھہرے جبتک کہ اوسکے باب مین

تدبیر مناسب کیجاوے اور عبدالرحمن ابن احمد کو حکم ہوا کہ قید کیا جاوے سو جیسے اور قید تھے وہ بھی قید کیا گیا اور بنام والی جرجان مامون ابن محمد حکم صادر ہوا کہ کسی منشی کو پہلے بھیجدے کہ ابو علی کا حال بیان کرے اور جو کچھ اوسکے حق مین تدبیر ہوئی ہے اوسکا ذکر کرے فائق کو غصہ آیا کہ اوسکا قاصد پکڑا گیا اور ارادہ کیا کہ ماوراء النہر یعنی جیحون سے اوترکر ایلک خان کے پاس اپنی فریاد لیکر جاوے اور اپنی مصیبت اوس سے مدد مانگے اور ابو علی کو بھی مشورہ دیا کہ میری مدد کرے اور اس امر مین شامل رہے اس حکم سے کہ ابو علی جرجان مین جبتک ٹھہرے کہ اوسکے لیے تدبیر مناسب ہووے یہ مقصود تھا کہ ابو علی اور فائق مین تفرقہ ہووے کہ ایک دوسرے کا مددگار نرہے اور جو امر کہ اونھون نے بمخالفت سلطنت اپنے اختیار یا بے اختیاری سے کیا ہے نہ قابل چشم پوشی ہے اور نہ قابل فراموشی پھر ابو علی نے فائق سے جدائی اختیار کی اور منجملہ اسرار الٰہی کے ہے کہ یہ جدائی رسی کٹنے کا باعث اور کجاوہ گرنیکا سبب ہے شعر

خدا جسکو گرائے کون اوٹھائے	خدا جو بات چاہے کون ٹالے

فائق تو نہر کے اوس جانب عبور کر گیا کہ ایلک خان کے پاس پونہچکر مدد لیوے اور اوسکے پیچھے بکتوزون حاجب چلا اور حدود نسف دونونکی لڑائی ہوئی اور کچھ لڑبھڑ کے اپنی اپنی راہ لی ایلک خان نے فائق کا استقبال نہایت اچھی طرح کیا اور خوب سامان سے اوسکی مہمانی کی اور اوسکی وفاء امید کا ذمہ لیا اور اوسکے علاقے پر عمل دلانیکا اقرار کیا مگر ابو علی نے پھر خطا کی اور توفیق سے محروم ہوا اپنے گناہونکا بوجھ سر پر رکھکر چلا اوسکی آنکھون مین حیرانی اور پشیمانی کا سرمہ لگایا گیا اور تقدیر سے رستہ اوسپر گم ہوگیا جیسے رتوندیا اونٹ چلتا ہے کسی شاعر نے یہ شعر ابو محمد حنفی کے لاکر میرے روبرو پڑھے شعر اول شعر

خدا کا جو ہے حکم کرتے ہین وہ	اگرچہ وہ دانا ہی تدبیر ہون

اب ابو علی جانب جرجان موضع ہزار اسپ پر پونہچا کہ یہ جانب غرب مقابل خوارزم ہے تو خوارزم شاہ نے اپنے آدمی کو حکم دیا کہ اوسکی دعوت کرے اور عذر پیش کرے اور وعدہ کیا کہ کل ہم خود دریا پار آکر آپ سے ملاقات کرینگے اور حق مہمانی ادا کرینگے اور قریب دو ہزار اوباش بدمعاش اپنے لشکر مین سے جنگل مین چھپا دیے کہ تاریکی شب مین اوسکو مارڈالین اور ابو علی خوش نامی نے کہ ابو علی کا معتمد تھا اور اوسکو خوارزم شاہ کے پاس قاصد بھیجا تھا مجھسے کہا کہ خوارزم شاہ نے ابن معتز کے چند شعر پڑھے کہ ابو علی کے پاس بطور نصیحت کے پونہچاوے مین یہ اشعار

ابو علی کے پاس آیا اور ظاہر مین ان دونون مین ابھی تک کچھ رنجش نہ تھی ابو علی نے یہ اشعار پڑھے اور
شکریہ ادا کیا اور یہ بھول گیا کہ مجھ سے اوسکو بھی رنج ہوا تھا اور یہ اشعار اوسکے لیے کنایہ اور اشارہ ہین اور
اوس رات کو کچھ حفاظت اور نگہبانی نہ کی اور اوسکے ہمراہی سب غافل ہو گئے اور خوب سوئے یکایک
آواز طبل اور گھوڑونکی ہنہنانے کا شور اوٹھا اور جس مکان مین کہ ابو علی فروکش تھا اوسکو گھیرا اور کہا
کہ نیچے اوتر آوے تاکہ ہماری خواہش بر آوے کہ اوسکو قتل کرین اب ابو علی کے غلامونے اونکا مقابلہ
کیا پھر ابو علی خود آیا اور سردار فوج سے پوچھا کہ تو کیون آیا ہی اور کیون لڑتا ہی تو اوسنے کہا کہ خوارزم شاہ
نے تمکو بلایا ہی اوسکے پاس چلو کہ ہمین رفع فساد مقصود ہی اور آپ بکار خود نہایت ہوشیار ہین ابو علی
فوراً نیچے چلا آیا اور سردار نے اوسکو اپنے پیچھے سوار کیا اور نہر سے اوتر کر خوارزم شاہ کے پاس چلے
ہفتے کے فجر غرہ رمضان ۳۸۵ ہجری کو خوارزم شاہ کا حکم آیا کہ ابو علی کو قید کرو اور اوسکے ہمراہی مطابق ۹۹۵ء
اور سردارونکو تلاش کرو تو جو ہاتھ آئے اونکو پکڑ لیا اور بعضیکو اوسکا سپہ سالار اپنے ہمراہ ہوکے اونکے ساتھ جرجان
بھاگ گیا اور منادی کی گئی جو کوئی سوار یا سردار یا پیادہ آج بمقام ہزار اسپ ٹھہریگا وہ قتل کیا جاویگا
سو سب بھاگ گئے اور پریشان ہو گئے جیسے ملک سبا کے لوگ تتر بتر ہو گئے تھے یا جیسے اشعار و امثال کو
انتشار ہو جاتا ہی اور باقی بہت ذلت اور خواری کے ساتھ قید ہو گئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے
بذریعہ مامون ابن محمد والی جرجان کے انکی رہائی کرائی اسکا قصہ یہ ہی کہ جب ابو علی کے قید ہونیکی
خبر مامون ابن محمد کو ہوئی نہایت بیقرار ہوا اور بہت آتش غضب بھڑکی اور ساری رات تڑپتے اور
اور ستارے گنتے گزاری اور تدبیر معقول کر کے ایسا لشکر جرار خوارزم شاہ پر بھیجا کہ کار دشوار اونپر آسان تھا
اور خوف و دہشت کی جگہ بے دھڑک چلے جاتے اور پہاڑون پر صاف چڑھ جاتے اور جو
وہان محفوظ ہوتے اونکو اوتار لاتے اور بعضیکو غلام ابو علی بھی اپنے چند خواص لیے ہوے بدلہ
لینے کے لیے اونکے ساتھ ہوا یا دریای جیحون سے اوتر کر تا بدار الحکومت خوارزم شاہ کو گھیر لیا
اور ہر طرف سے جنگ شروع کی یہانتک کہ ایک ایک کو شہر سے باہر لائے اور قید کیا اور خوارزم شاہ
کے گھر مین گھسکر اوسکی مشکین باندھ لین اور ابو علی کو قید سے چھوڑا یا اور کیا جلد بدلا لیا گیا کہ اسیر ہو گیا اور
اسیر ہو گیا یہ سب باتین خدای تعالی کو آسان ہین ابو علی کو نہایت عزت اور شوکت سے اور خوارزم شاہ کو
نہایت ذلت اور رسوائی سے خالی پالان پر سوار کر کے جرجان لیچلے اور مامون بن محمد نے

استقبال کیا اور ابو علی کی بہت عزت اور تعظیم کی اور خوارزم شاہ کی بہت ذلت اور خواری کہی نہین جا سکتی
اور ابو علی کی یہ تعظیم کی کہ اوسکو آدھا مال بالتقسیم کر دیا اور اوسکے سب آدمیونکو انعام دیا کہ اونکا حال درست
ہو گیا اور اونکے لیے سامان ضیافت نہایت آراستگی کے ساتھ کیا گویا صنعا کے کاریگرون نے یہ
دستی کی ہی اور اصرار کیا گیا کہ شراب پیوے کیونکہ ابو علی نے بہت دن سے شراب چھوڑ رکھی تھی لیکن
اسوقت مامون ابن محمد کی خاطر سے پی اب یہ ہوا کہ خوارزم شاہ بلایا گیا وہ اسی حالت قید مین آیا اور
جو کچھ کہ اوس سے پوچھا گیا کچھ جواب نہ دیا بجز اسکے کہ سر جھکائے زمین کو دیکھتا تھا خلاصہ یہ حکم ہوا کہ گردن
مارا جاوے زمین پر لٹا کر قتل کیا گیا اور خوارزم اب خاص مامون ابن محمد کے قبضے مین آگیا
اور اپنا معتمد بھیجا کہ وہانکا بندوبست کرے اور خطبہ بنام مامون کے پڑھے اور سب اموال اوسکی وہان سے
لا کر حاضر کرے اور مامون نے پی در پی خطوط درباب سفارش اور عفو قصور ابو علی کے امیر رضی کو
بھیجنے شروع کیے اور درخواست کی کہ دلجوئی ابو علی کی کیجاوے کہ اوسکو جو بادشاہ کیطرف سے
ایک خوف ہی وہ رفع ہووے اور اوسکی حالت شکستہ درست کیجاوے وہانسے ان دونون کے
نام حکم آیا کہ ابو علی یہان آجاوے اور جو آرزو کہ رکھتا ہی پوری ہوگی اور ابو علی بخارا کو چلا اور اوسکو
اپنے افعال کا خیال بالکل نہ رہا تا کہ اپنی سزا کو پہنچے اور جو حکم خدا ہی وہ پورا ہووے جب بخارا
آیا تو وزیر عبد اللہ بن عزیز نے اوسکا استقبال کیا اور بہت سے سردارون اور امیرون نے
انکو تہنیت اور مبارکباد دی اور اونکے ساتھ چلا کہ ڈیوڑھی پر پہنچا اب اوتر کر زمین بوسی کرنی
شروع کی یہانتک کہ ڈیوڑھی بارگاہ پر آیا اور پردہ اوٹھایا گیا آگے آگے اوسکے دربان چلتا تھا
یہانتک کہ امیر رضی کے سامنے آیا اور آداب خدمت بجالایا اور ذلت کفران نعمت کی بہت
اوٹھائی اور اوسکے پیچھے اوسکا غلام ایلمنکو مع اپنے خواص اور سردارون کے آگیا اب امیر رضی نے
گھوڑے کو آواز دی کہ دربار مین آوے گھوڑے کے بہانے سے یہ سب ابو علی وغیرہ ایک مکان مین بند
کیے گئے تو ان سب کے طوق اور زنجیر ڈالی گئی اور دروازے پر اولیائے دولت کے پہرے لگائے
گئے اور سب اونکا سامان لے لیا گیا کہ کپڑے تک اوتار لیے گئے پس آج ابو علی کا خاتمہ ہوا
اور ایک شاعر نے خوب کہا ہی اور امیر سبکتگین جو مین تھا جو خوارزم شاہ اور ابو علی کے قصے کی اوسکو
خبر پہنچی بلخ کو گیا اور وہان بغرض فرمانبرداری اور تلاش مصلحت عام کے اقامت کی تب تک

کہ ابوعلی بخارا بلایا گیا اور اوسکے حقمین حکم ہوچکا جو کچھ کہ ذکر ہوا اسی اثنا مین فرمان امیر رضی کا امیر سبکتگین تک
پونہچا کہ ایلک خان اوتر ا چلا آتا ہی اور جو کچھ مال اور محاصل اس سلطنت کے عمال کے پاس ہی وہ سمیٹتا
آتا ہی تو درخواست یہ ہی کہ اوسکے مقابلے مین جانا چاہیے تا اوسکو روکا جاوے ہمپر کمال احسان ہوگا
کہ ہماری سلطنت زندہ باقی رہے امیر نے اپنے وزرا اور خیر خواہون سے مشورہ لیا ان سبکی رای
مین توختلاف پڑا کسی نے اچھا کہا کسی نے برا کہا انگر اوسکو پاس غرت ہوا اور سب کے خلاف ارادہ
مصمم کیا کہ خود روانہ ہوا اور درستی کرنی شروع کی اور سرداران بلاد اور حاکمان اطراف کو خط بھیجے کہ جلد
آوین اور ابھی سب اکھٹے بھی نہوے تھے کہ خود روانہ ہوا اور درمیان کش او نسف کے نیازی گانون
پر خیمہ لگایا کہ یہان سب سرداران جوزجان او ختل او صغانیان اور اطراف خراسان کے آپونہچے اور
امیر سیف الدولہ بھی نیشاپور سے اپنا سامان اور اپنا لشکر لیکر آیا کہ ایک ایک ہزار کے برابر ایک ایک آدمی تھا ایلک خان
کو خبر ہوئی کہ امیر اوس سے لڑنے آتا ہی اوسنے چند معتمد اور خواص امیر کے پاس بھیجے کہ ہم اور تم دونون جہاد
کرکے یہ ملک آپسمین تقسیم کرلیوین اور ہم دین کے اظہار مین کوشش کرتے ہین اور اللہ تعالی کی حجت قایم کرتے ہین
ہم حقدار ہین کہ خراسان اور ماوراالنہر کا محاصل لیوین نہ وہ شخص کہ اپنے گھر کا فرش ہو رہا ہی صرف
اپنی جان اور بدنکی خواہشون مین ہی نہ کبھی جا بیچ سند مین جنگ مین آتا ہی نہ کبھی تلوار کو میان سے
نکالتا ہی اور ہم جو خطر اور ضرر اوٹھاتے ہین نفع لینے کے مستحق ہین نہ یہ شخص یعنی امیر رضی کہ
دشمنان خدا پر تلوار اوٹھانا اپنے دین مین جائز نہین جانتا ہی مگر جبکہ کوئی اوسکو تنگ کرے تولاچار
اپنی جان سے دشمن کو دفع کرے گا پس اب دونون باتون مین سے جو مناسب ہو موافقت
یا مفارقت اختیار کرو کہ مین موافق تمھارے کہنے کے کرونگا اور اگر تم میرے قتل پر دست درازی
کروگے تو مین ہرگز نکرونگا کہ مین اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہون پس امیر سبکتگین نے جواب بھیجا
کہ اس عالم بیکسی مین اوسنے مجھ پر اعتماد کیا ہی اس لیے ضرور ہوا کہ مین اوسکی آرزو برلاؤن کہ بلاد مین
دولت نے امیر رضی کو اکیلا چھوڑ دیا ہی اور اوسکے پروردہ نعمت نے اوسکا کفران نعمت کیا ہی چشم پوشی
نسبت ظلم کے بہت بری ہی اور اوسکا ملک اوسکے ہاتھ سے نکلا جاتا ہی اور میرا ہلاک ہونا
مع اپنے تمام اموال کے کہ تمام عمر مین حاصل کیا ہی بہت بہتر ہی کہ داغ رسوائی اور بدنامی خفت گوارا
کرون اور نکو کاری اور احسان چھوڑون سو تمکو چاہیے کہ تم اس ملک سے قطع طمع کردیا او سنگ کے

اجازت دو کہ تلوارین اور بلند نیزے اوسمین لوٹین اور قیمت جان ارزان اور بے قیمت ہو جاوے
ایلک خان نے اس جواب سے اوسکی کوشش معلوم کرلی او رحال اوسکے سامان اور قوت کا دریافت کیا
اور وہ بھی مستعد بجنگ ہوا سبکتگین نے تیر بھیجدیے کہ یہ لڑائی پر بلانیکی علامت ہے سو سمت سمت آئے
امیر سبکتگین نے امیر رضی کو لکھ بھیجا آئیے تاکہ بر وقت مقابلہ بہت بھاری لوگون پر ہووے اور اوسکی تیزی مین
رخنہ ڈالین اور اپنے ملک مین سے اوسکو نکال دین اب ابن عزیز وزیر کو اپنی جان کا ڈر ہوا کہ وہ حرکت
نالائق کرچکا تھا کہ جسکے لیے بھاگا تھا اور اوسکی تلاش ہوئی تھی اس لیے اوسنے امیر رضی کو یہ نصیحت کی کہ
امیر سبکتگین اور سب والیان اطراف بہت بہتر سامان اور انبوہ لیکر نہر پر عبور کر گئے ہین اور اس محنت نے
کہ بہت دن سے جاری ہے آپکو بہت ضعیف کردیا ہے کہ آپ مین اوسکا تحمل نہین ہے اور آپ کے
جانے سے آپکے ملک کی نوبت جاتی رہیگی اور یہ بھی برا ہے کہ آپ اوسکے پاس جاوین کہ اوسکا حال
آپ کے حال سے بہت اچھا ہو اور اوسکے پنیادے آپ کے سوارون سے بہتر ہین تو تدبیر
یہ ہے کہ خود جانیکی امیر سے معافی ہووے اور سرداران لشکر اور لشکر اطراف بلاد سے بلا کر اوسکے
پاس بھیجدو اور سکونت درباب صلح یا جنگ امیر کی مقرر رہے کہ فیصلہ اوسکے ہاتھ پر رہے کہ
اس طرح بہت آسان ہوگا امیر رضی نے یہی امیر سبکتگین کو لکھ بھیجا امیر نے جان لیا کہ
یہ ابن عزیز کی وسوسہ اندازی اور حیلہ بازی اور کارسازی ہے تاکہ ہماری سعی عبور دریا پر اور لشکر کے
بنانے پر اور سامان لیجانے پر اور مال خرچ کرنے پر برباد جاوے اب امیر نے سیف الدولہ
اور اپنے بھائی کو بیس ہزار فوج لیکر بخارا بھیجا کہ ابن عزیز کو وہانسے نکال دین اور ابونصر احمد ابن
محمد ابن ابی زید کو اونکے ساتھ کیا کہ کار وزارت کا تدارک کرے جو ابن عزیز کے علاقے مین ہے
ابن عزیز کو جو انکا آنا معلوم ہوا تو یقین ہوا کہ موت اوسپر مونہہ کھولے ہوے آتی ہے اور
چاہا کہ زمین مین کوئی رستہ ملے کہ اوسمین اتر جائے یا آسمان پر کوئی سیڑھی ہو کہ اوسپر
چڑھ جائے جب اس سے لاچار ہوا تو کسی کے مکان مین چھپ لیا اور روپوشی اختیار کی اب امیر رضی
نے ابونصر کو یہ منصب وزارت دیا اور یہ شخص مثل کوکب کے روشن ہے اور بہت عقلمند ہے اوسکے اخلاق
بہت درست مین اسنے اپنی دانائی اور کارگزاری سے پھر بنیاد تمام کی اور نقصان دور کیا
اور ابو الفتح بستی نے انکی راستگوئی اور حق بیانی مین چند شعر کہے ہین شعر اول شعر

ابو نصر مطلوب ہی اوسکے قربان — ستم اور خرابی وہ کرتا ہی دور

اور جب اوسکو وزارت معتبر ہوئی تو یہ شعر لکھے شعر اوّل شعر

ہر اک سائل کو پونچا دو یہ پیغام — ادھر آوے کہ وہ رستہ نہ بھولے

اور امیر سبکتگین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن عزیز نے ابتک ابو علی کو زندہ رکھ چھوڑا ہی کہ کسی دن اوسکے کام آویگا اور اوسکو اپنا سامان جنگ کر کے امیر سبکتگین سے لڑے گا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ ہماری خواہش یہ ہی کہ ابن عزیز کو یہان بھیجدو سو امیر رضی نے سیف الدولہ کے پونہچنے سے پہلے اس کام کا کرنا واجب جانا اور ابن عزیز اور الپتگینکو ایک عماری پر سوار کر کے بھیجدیا کہ یہ اوسکی عمر کا خاتمہ ہی امیر نے حکم کیا کہ ابن عزیز کو ایسے محمل مین بٹھلا کر دیز لیجاوین کہ اگر اوسکو خواب مین دیکھتا تو اپنی زندگی سے استعفا دیتا اس عرصے مین کہ سیف الدولہ بخارا جاوے ایلک خان اپنا انبوہ ترک لیکر آگیا اور از سر نو صلح کی درخواست کی اور امیر نے اس لیے کہ امیر رضی نے اپنے آنے مین تقاعد کیا تھا مصلحت جانا کہ اوسکی صلح قبول کرے اور یہ شرط کی کہ ایلک خان قطوان سے پرے رہے اور قطوان پر اپنا دخل نکرے اور امیر اپنے عامل اوس پار نہ بھیجے اور چونکہ ایلک خان نے فائق کے لیے سفارش کی اور کہا کہ یہ بھی بسبب خدمتگزاری خاندان رضی کے کچھ حقدار ہی اس لیے سمرقند فائق کو دیجاوے اور یہ صلحنامہ طرفین کے سرداروں اور علما کے روبرو لکھا گیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی راہ لی امیر سبکتگین بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور اور چونکہ بسبب ترکستان کے امیر رضی کو تھاؤ سب دور ہوا ابو نصر مہمات وزارت پر متوجہ ہوا کہ ولایت تو اب کم ہوگئی محاصل مین قصور ہوا جو کچھ کہ تنخواہ وغیرہ مصارف لکھے ہوے تھے اونکو کافی نہوے اس لیے بڑا شغل اور اہتمام اوسکا واسطے زراعت کے تھا اور ایام گزاری کرتا تھا اور خون کا بدلہ خون دیتا تھا ایکدن اوسکے ایک نوکر نے اوسکی وزارت کے پانچوین مہینے کے شروع پر مار ڈالا اب امیر کو یہ خیال ہوا کہ شاید امیر سبکتگین کو یہ خیال ہوگا کہ اسکا قتل ہمارے ایما سے ہوا ہی اس لیے بہت اندوہ ظاہر کیا اور بڑی مصیبت بیان کی اور خود گھر سے باہر نکلے اور جنازے کی نماز پڑھی اور قاتلون کے ناک کان کاٹنے کا حکم جاری کیا اور مضراب قوشتجی نے یہ مرثیہ میرے سامنے پڑھا شعر اوّل شعر

بہت غمگین ہین خود جان کے دل — بزرگی خود سراسیمہ پھرے ہی

ابو القاسم ابن سیمجور ابو علی کے بھائی کا ذکر

ابو القاسم کچھ دنوں اپنے بھائی سے جدا ہو کر گوشہ نشین رہا جب امیر سبکتگین نیشاپور سے خراسان پونہچا تو یہ بھی اوسکی خدمت مین بہ نیاز حاضر ہوا امیر نے بھی اوسکی عزت کی اور اوسکو تقویت دی اور اوسکے خوش کرنیکا ذمہ کیا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ قہستان اسکو عنایت ہووے امیر رضی نے قبول کیا اور فرمان کا حکم دیا اور ایک خلعت بھی بھیجا تا کہ امیر سبکتگین کو ثابت ہووے کہ اوسکا کہنا امیر رضی نے قبول کیا اور ابو القاسم کو زمرۂ ملازمین بادشاہی مین عزت دی گئی سو ابو القاسم خوش ہو کر با سباب آراستہ سر سبز او ر سیراب جگہ قہستان مین جا رہا یہانتک کہ امیر سبکتگین کو سفر ماوراء النہر دریا پار ترک کی تدبیر کے لیے کرنا پڑا تو امیر نے اسکو بھی بلایا کہ وہ بھی ارکان دولت اور سرداران سلطنت مین شامل ہووے سو اوسکو کچھ انجام کا خیال ہوا اور کچھ بدگمانی ہوئی کہ ابھی اوسکے بھائی کے ساتھ سوا ذلت اور رسوائی کے اور کیا کیا اس لیے یہ ٹھہرا اور یہ بھی جانا کہ یہ ٹھہرنا موجب اپنی مصیبت اور رنج کا ہوگا کہ اکیلا اوسکو دفع نکر سکیگا اور خراسان کا خالی ہونا غنیمت جانکر نیشاپور چلا گیا اور اوسکے ساتھ ابو نصر ابن محمود حاجب بھی شامل ہو گیا اور مال اور لوگون کا اکھٹا کرنا شروع کیا یہ خبر امیر سبکتگین کو پونہچی تو اوسنے سیف الدولہ کو حکم دیا کہ نیشاپور جاوے اور اپنے بھائی بغراجق کو اوسکے ساتھ کیا کہ ان دونوں نے جو یہان استحکام کیا ہے اوسکو اوکھاڑ دین اور اونکو نکال دین لیکن خود بھی چلا اور ان دونون پر اکتفا نکیا اور بلخ سے انکے پیچھے ہو لیا ابو القاسم اور ابن محمود انکے لشکر دیکھکر ڈرے اور بھاگ کر اسقدر آگے پونہچے کہ شاید جان بچے اور دونون امیر انکے پیچھے چلے کہ جیسے بکریونکو بھگاتے چلتے ہین یہانتک کہ خراسان سے نکال کر حد جرجان پر پونہچا دیا اور امیر طوس کو روانہ ہوا اور وہان ٹھہرا اونکو خبر ملی کہ امیر یہان آن پونہچا سو اونھون نے اپنے بھاگنے مین بہت جلدی کی اور سیف الدولہ اور بغراجق خراسان سے ان دونونکو نکال کر امیر سبکتگین کے پاس آگئے اور فخر الدولہ ابن بویہ امیر کی خدمتمین بمقام بلخ تحفے سونے اور چاندی کے لیکر بنہایت نیاز سے حاضر ہوا امیر سبکتگین نے اوسکے بدلے چند تحفے اور تین ہاتھی دیے اور اپنا معتمد عبد اللہ منشی بھی ساتھ کر دیا تو لوگون نے کہا کہ یہ شخص امیر نے صرف جاسوس بھیجا ہے کہ تمہاری حقیقت اور لشکر کی تعداد اور ہاتھیون کی کیفیت دریافت کرے فخر الدولہ نے امیر سبکتگین کو لکھا کہ قاصد ہے شخص کا اوسکی بات ہے اور دل اوسکا

مفسر ہی اور یہ شخص یہان آیا ہی اوسکا قول ظاہری اور ہی اور ارادہ باطنی اور ہی اور خلاصہ اس خط کا یہ تھا کہ اگر امیر کو دریافت کرنا منظور ہو تو معلوم کرلے کہ یہ سریر تخت سلطنت جو ناف زمین مین ہی صرف جوانان زور مند اور شیران سیاہ رنگ سے قائم ہی اس کلام سے امیر سبکتگین کو خلجان ہوا اور فخر الدولہ نے جو دوستی کا نام لیا تھا اوسمین خدشہ معلوم ہوا اور اوسکے پیچھے ایک خط اور ابو القاسم کے ہاتھ بذکر رعایت دوستی کے بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ امیر رضی اگرچہ ہمپر رعایت رکھتے ہین اور رشتہ مندی کا بھی خیال ہی لیکن جو امر کہ بذریعہ امیر سبکتگین کے مترتب ہوئے اوسکو نہایت منتظم اور درست جانتے ہین اس لیے درخواست ہی کہ آپ مجھ سے دل سے ایسی محبت رکھے کہ عہد و پیمان محبت کے ایسی مضبوط اور مستحکم ہون کہ اونپر قسم کھانا درست ہو اور مخالفت اور کنارہ کشی دور ہو جائے سبکتگین نے یہ سب درخواست قبول کی اور اوسکو ایسا دوست بنایا کہ اپنا ہمراز کیا اب ان دونون مین بخوبی صفائی ہو گئی اور سب طرح کی کدورت زائل ہوئی اور ابو القاسم سیمجور نے خراسان سے نا امید ہو کر فخر الدولہ کے پاس امان لی فخر الدولہ نے دہستان اور قومس اور جرجان کے پاس اوسکو ٹھہرایا اور کچھ اسکے لیے مقرر کر دیا کہ اوسکے اور اوسکے نوکرون کے کام آوے باقی قصہ اسکا اسکے موقع پر ذکر ہوگا اب مونس نام خادم امیر رضی کا امیر سبکتگین کے پاس آیا کہ بعد ابی نصر کے جو منصب وزارت خالی ہی اب کسکو دیا جاوے کہ کفیل کار ہوئے امیر نے اس کام کو امیر رضی کی مرضی پر چھوڑا کہ اپنے لوگون مین سے جسکو مناسب ہو مقرر کرو اوس نے ابو المظفر محمد ابن ابراہیم برغشی کو وزیر کیا اور بدستور خلعت اور انعام دیا ابو المظفر نے خوب کام کیا جب تک کہ امیر رضی زندہ رہا نہایت انتظام اور آراستگی سے انجام دیا یہانتک کہ امیر رضی مر گیا امیر سبکتگین اب بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور جبکہ طوس پر جنگ ہوئی تو ابو الحسین ابن ابو علی ابن سیمجور تا این مین تھا اور اپنے باپکی ہزیمت سنکر ری چلا گیا فخر الدولہ نے اوسکی بہت تعظیم کی اور خلعت دیا اور وہ مسند کہ جسپر پادشاہ بیٹھتے ہین اوسکو دی اور پچاس ہزار درہم اوسکی تنخواہ ماہیانہ مقرر کی اور علاوہ اسکے اور بھی خلعت اور انعام ہمیشہ دیتا تھا کہ اور اپنے ہمسرون سے اوسکو عزت زیادہ ہووے کہ کچھ تو اوسکے باپ کا لحاظ تھا اور کچھ یہ خیال تھا کہ ایسا شخص اوسکے اولیاے دولت اور ملازمین نعمت مین ہووے اب تقدیر نے اسکو دھکہ دیا آرام اور راحت چھوڑ کر بھاگ گیا کہ اپنی خواہش کے موافق نیشاپور گیا وہان ایک عورت اسکی معشوقہ تھی اور یہ گمان کیا کہ جب تک

روپوشی ہوگی تو میرا حال پوشیدہ رہیگا کہ یہانسے نکلکر اوس عورت سے اپنی ضرورت نکالے تو بیک جاسوسونے آن پکڑا اور جہان اوسکا باپ قید تھا یہی لاکر قید کیا یہانتک کہ حکم قضا جاری ہوگیا یہ قید ایسی تھی کہ قوت اوسکی زائل اور برے طور سے اوسکی عمر تمام ہوئی اور کسی بہت اچھے شاعر نے یہ شعر کہا تھا

شعر

نہوے جبتلک پورا جو کچھ قسمت مین لکھا ہی	نہین آتا خلاف اوسکے کسی کی عقل مین ہرگز

اور امیرک طوسی سیف الدولہ کے لشکر مین شامل تھا جب امیر سیف الدولہ کو سفر عبور نہر جیحون کا درپیش ہوا تو اوسنے بنظر احتیاط و بندوبست امیرک طوسی کو بھی ابوعلی وغیرہ کے پاس حوالات مین بھجوادیا اتفاقاً وہان یہ سب مارے گئے امیر سبکتگین طوس سے پھرتا ہوا جو بلخ مین آیا تو خبر ملی کہ ابوعلی اور اوسکے ہمراہیان سب قید مین مرگئے اور اوسکے بعد پے درپے خبرین سلاطین اور سرداران خراسان و عراق کے مرنیکی آنے لگین کہ گویا موت کا تار بندھ گیا اور گویا ایک کے بعد دوسرے کی موت مقرر تھی اور صورت یہ ہی کہ ابوعلی کے مرنیکے بعد مامون ابن محمد والی جرجان کے مرنیکی خبر آئی اوسکے سپہ سالار نے اوسکی دعوت کی تھی اوس دعوت مین اوسیکے لوگونمین سے کسی نے اوسکو مار ڈالا کہ اوس عوت مین بجای سرود کے رونا اور بجای خوشی کے ماتم ہوا اوسکے بعد خبر آئی کہ امیر رضی چند دن بیمار رہکر ۱۳- رجب ۳۸۷ ہجری کو بروز جمعہ مرگیا مطابق ۹۹۷ء
اور بعد مرنیکے رضی لقب ہوا اوسکے مرنے سے سلطنت پر زلزلہ پڑگیا اور اب امیر سبکتگین بلحاظ اوسکی بہن اور اوسکے بچون اور غلامون کے پے درپے مصیبتین پڑنے لگین اب یہ بھی بیمار پڑا اور زندگی سے ناامید ہوا اور اپنے وطن غزنہ کے جانیکا مشتاق ہوا کہ وہانکی آب وہوا سے راحت پاوے اور شفا ہووے سو راستے ہی مین غزنہ تک پہونچنے نہ پایا کہ مرگیا اور جنازہ غزنہ لیگئے اور بہت تعجب ہی کہ ایکدن مین اوسکے پاس موجود تھا اور اتفاقاً بیماریون کے آنے اور جانیکا ذکر چلا تو امیر نے ابوالفتح منشی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ ای صاحب ہماری جان جو موت لیجاتی ہی اسکی ایسی مثل ہی کہ بال برنجملہ ریوڑ کے ایک بھیڑ کو پکڑتا ہی اور زمین پر ڈالکر ہاتھ پانون اوسکے باندھ دیتا ہی اور وہ خلاف عادت بخوف مرنیکے تڑپتی ہی اور ہاتھ پانون مارتی ہی پھر جب بال کتر چکتا ہی تو اوسکو چھوڑ دیتا ہی اور اوسکے ہاتھ پانون کھول دیتا ہی تو وہ

خوش ہوتی ہی گویا اوسکی جان پھر آگئی اور اوسکو نجات ہوئی پھر جب دوسرا سال آتا ہی تو بال برپھر اوسکو پکڑ پھاڑتا ہی تو اوسکو پھر آزردہ ہوتی ہی اور کچھ ڈر رہتا ہی اور گمان کرتی ہی کہ جیسے سال گذشتہ مین کیا تھا ویسا ہوگا اور پھر نجات ہوگی پھر اوسکو نجات ہوتی ہی اور خوشی خوشی چلتی پھرتی ہی اور پھر تیسری بار بال بر اوسکو قصائی کے حوالے کرتا ہی کہ وہ اوسکے گلے پر چھری پھیر دیتا ہی حالانکہ اوسکو ابکی بار بالکل اطمینان تھا کہ جیسے پہلے دو تین بار پھاڑا اور بال کتر کے چھوڑ دیا ابکی بھی چھوڑ دینگے ایسے ہی ہمبر بھی بار بار امراض اور تکلیفات آتے ہین لیکن چونکہ اچھے ہوجاتے ہین اس لیے ہر بار گمان نیک ہوتا ہی کہ ناگاہ نوحہ گر عورت پکارتی ہی کہ فلان مرگیا یہ مثل کہکر قریب چالیس دن کے زندہ رہا سو بہت تعجب ہوا کہ تقدیر نے اوسکی زبان سے گویا اوسکا مرنا بیان کروادیا اور مرنے سے پہلے سہل آباد کو خوب تعمیر کیا تھا لیکن رہنا میسر نہوا کہ مرگیا اوسکے بیٹے نے اوس عمارت کو نحس جانکر چھوڑ دیا کہ خراب ہوگئی اور ایک مرد فاضل نے جو اوس مکان پر گذرا تو یہ کہا شعر اول

شعر

تجھکو اے گھر سلام ہی میرا — تیرا گھر ہوگیا ابھی خالی

اور لعنت ہی اس دنیا پر کہ گویا سو سمار ہی جو اپنے ہی بچونکو کھاتی ہی اور نہایت ستمگار ہی کہ نہ پیمان کی رعایت ہی اور نہ حق کی حفاظت ہی اور اس زمانے کی گردشونکی اللہ سے فریاد ہی ابو الفتح بستی نے یہ مرثیہ کہا ہی شعر اول

شعر

کرامت اور بزرگی دیوے اللہ — امیر ناصر الدین مرگیا ہی

اور اور بھی شعر کہے ہین شعر اول

شعر

خدا پر بھروسا کرو یار تم — اوسی کو بناؤ مددگار تم

اور اوسکا اور فخر الدولہ علی ابن بویہ کا مرنا آگے پیچھے ہوا کہ یہ دونون شعبان ٣٨٧ ہجری مین مرے ہین — مطابق ۹۹۷ء — اور فخر الدولہ کے مرنے کا یہ حال ہی کہ اوسنے اپنی تفریح طبع کے لیے طبرک پہاڑ پر ایک قلعہ بنایا تھا وہان جاکر بیٹھا اور ایک گائے کے گوشت کے کباب ہووین تو اوسکے روبرو گائے ذبح ہوکر کباب ہوتے تھے اور وہ کھاتا تھا اور اوسپر اوسنے انگور کھائے اور شراب بہت سی پی پس تھوڑی دیر نہ گذری کہ درد شکم ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی ہونے لگی یہانتک کہ مرگیا اور ابو الفرج ساوی نے یہ مرثیہ کہا ہی شعر

شعر

کہا کرتی ہے یہ دنیا پکارے	ڈرو تم قتل و غصے سے ہمارے

مسمی علی ابن مامون ابن محمد اپنے باپکا جانشین ہوا اور لوگون نے اوس سے بہت جلد بیعت کی اور ملک اوسکی طرف رجوع ہوگیا اور امیر رضی نے اپنے فرزند ابوالحارث منصور ابن نوح کو اپنے ملک کی وصیت کردی تھی جب وہ بیمار ہوا اور مرگیا تو سب ارکان دولت نے منصور سے بیعت کی اور بادشاہ کیا اور اوسنے اموال بیشمار اور دولت بیحساب لوگون کو انعام اور بخشش کرنی شروع کی کہ سلطنت خوب جم گئی اور سب مطیع ہوگئے اور ابوالمظفر محمد ابن ابراہیم برغشی بدستور وزیر رہا اور امیر سبکتگین نے اپنے ملک کی وصیت اپنے بیٹے اسماعیل کے لیے کی تھی اور اوسکو اپنا خلیفہ کرکے وصیت کی تھی کہ ہمارے جملہ امور معمولی بدستور جاری رہین اور سب داروغون اور سردارون کو اوسکی متابعت پر وصیت کی جب امیر سبکتگین مرگیا تو سب اہالیان ملک نے اسماعیل پر اتفاق کیا اور حسب وصیت اس سے بیعت کی اور اسماعیل نے ماتم سے فارغ ہوکر تخت شاہی پر جلوس کیا اور لوگون کو انعام و بخشش دیکر خوشنود کیا اور ابوالحسن علی فخر الدولہ کے بعد لشکران دیلم نے اوسکے فرزند مجد الدولہ ابوطالب رستم کو امیر بنایا اور سب کار ریاست اور انتظام سلطنت اوسکو سونپ دیا اور اوسکو خلیفہ وقت سے مجد الدولہ کہف الملۃ لقب ملا بس ہر ایک کا بیان آگے آتا ہے ابوالحارث منصور ابن نوح کو جب سلطنت دی گئی تو اوسکی عمر نوجوانی اور شروع بلوغ پر تھی اور اصالت اور نجابت اور دانائی اوسکی ظاہر اور روشن ابوالمظفر محمد ابن ابراہیم کو بدستور وزیر رکھا اور فائق کو بھی ملک کا مدبر اور کفیل کار کیا اور سیف الدولہ جبکہ بخارا جاتا تھا تو عبداللہ ابن عزیز اوس سے بیکر ترکستان کو چڑھ گیا تھا اب کہ امیر رضی مرگیا تو اوسنے ابومنصور محمد ابن حسین اسپیجابی کو برانگیختہ کیا کہ خراسان کی سپہ سالاری لیوے اور ایلک خان کو اپنی مدد کے لیے بخارا پر لے آوے جب مقصود حاصل ہوگیا تو ان دونون کے ساتھ ایلک خان روانہ ہوکر سمرقند پر آپہنچا اور اوسکے روبرو سبزہ زار زمین پر خیمہ لگایا ابھی اوسکے غلام و خدام خیمہ وغیرہ کی درستی اور تیاری مین تھے ابومنصور اوس سے ملنے گیا تو پہلے اسکو بہانے کھانا کھانے اور حمام کرنیکے روکا اور پھر حکم دیا کہ یہ اور ابن عزیز قید رکھے جاوین سو اونکے پانوئن بیڑی ڈالی گئی اور پھر ایلک خان نے فائق کو بلایا اور اوسکی خوب عزت اور تکریم و تعظیم کی اور تین ہزار فوج اوسکو دی کہ ہمارا مقدمۃ الجیش ہو کے بخارا کو چلے سو وہ موافق حکم کے چلا ابوالحارث کو یہ خبر ہوئی تو اسکی دہشت سے مع اپنے لوگون کے

جو کچھ چھوٹے بڑے موجود تھے جلد بخارا سے نکل گیا کہ کوئی تدبیر معقول اور کوئی وجہ درست اوسکو نہ سوجھی فائق نے بخارا آکر زمین پر سر جھکایا اور دربانونکی مجلس مین بیٹھا اور ابو الحارث اور سلاطین گذشتہ کے ملک اور امور کے تہ و بالا اور درہم و برہم ہونے پر قلق و افسوس ظاہر کیا اور مشائخ بخارا کو اسپر تکلیف دی کہ ابو الحارث کو بخارا مین پھیر لاوین ابو الحارث نے اس قول پر اعتماد کیا اور ایک فرمان لکھا کہ اوسکی اطاعت و تقرب کی خوبی اسمین بیان کی شرح نامہ یہ ہی کہ جو شخص کہ خلوص و محبت کو اپنی باگ بناوے کہ وہ اوسکی رہبری کرتی ہے اور نصیحت کو اپنا پیشوا بناوے کہ وہ اسکی رہنما رہے تو اوس جا ٹھہرنا کہ خلوص و محبت اوسکو ٹھہراوے اور اوس جگہ آنا کہ نصیحت اوسکو بلاوے بہت خوب اور مبارک ہی ابو الحارث فائق کی مخالفت سے بے خوف ہوکر بہت خوش ہوا اور بے سوچے سمجھے بکتوزون حاجب داروغۂ کلان کو بعہدۂ سپہ سالاری نیشاپوری دروازے پر بخارا بھیجا اور اوسکا سنان الدولہ لقب ہوا اور پھر جیحون سے خود اوتر آیا اب فائق نے اوسکا استقبال کیا اور سب رسمین خدمت و نیاز کی بجا لایا اور حق اطاعت جو فرض تھا ادا کیا اور فائق بخارا مین امیر کو لایا اور سب کار سلطنت بدستور جاری ہوئے اور آتش فتنہ سب فرو ہوئی اور چونکہ فائق اور بکتوزون مین قدیم عداوت تھی اس لیے امیر ابو الحارث نے فائق کو قسم دی کہ جو عداوت اور کینہ تمھارے دلمین اسکی طرف سے ہی اوس سے درگزر کرو اور صاف کرو کیونکہ تم دونون باتفاق ہماری خدمت اور متابعت مین ہوگئے سو فائق نے قسم کھائی اور اطاعت ظاہر کی اب امور سپہ سالاری بکتوزون کو سپرد ہوے اور سب دولت اور اموال خراسان بے کھٹکے ابو الحارث کے پاس جمع ہوگئے اب بکتوزون کا دماغ پھرا اور شقاوت اوسکے دلمین پیدا ہوئی اور پادشاہ کی خدمتگزاری سے تجاوز کرکے ایسا امر پیش کیا کہ ملک تباہ ہوا اور زمانے مین اوسکے لیے ایک ایسی عیب کی یادگاری رہی کہ اوسکا دھبہ کسی طور نہ دھویا گیا اور اوسکی گرد چہرے سے کسی طور دور نہ ہوئی

امیر سیف الدولہ اور امیر اسماعیل اوسکے بھائی مین جو واقعہ ہوا

جب امیر سبکتگین مرا اور سلطنت اسماعیل کو سپرد ہوئی تو اوسنے دولت تقسیم کرنی شروع کی کہ اہل فوج اور ارکان سلطنت اوس سے متفق رہین لیکن اہل فوجکو معلوم ہوا کہ اسماعیل بہت سست اور ضعیف تدبیر ہی اور نوجوان اور کم عمر ہی اور یہ بھی ڈرتا ہی کہ اوسکا بھائی اوس سے ملک چھین لیگا تو سب نے طمع کی اور اتفاق کیا کہ تنخواہ معمولی سے زیادہ لیوین یہانتک کہ جو کچھ امیر سبکتگین نے

چھوڑ اتھا سب لے لیا اور خزانہ اتنا بھی نرہا کہ بروقت ضرورت کام آوے اب اسماعیل کو ضرورت ہوئی کہ اونکی تنخواہ وغیرہ دینے کے لیے وہ اسباب نکالے کہ امیر مرحوم نے صرف عزت کے لیے جمع کیا تھا اور سب اہل فوج وغیرہ اسی طرح اسماعیل پرناز کرتے رہتے تو بیشک وہ اس اسباب کو بہت جلد تباہ کر ڈالتا اور پھر یہ سب ارکان دولت تتر بتر ہوجاتے اب امیر سیف الدولہ کو اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہونچی تو رسم ماتم کر کے اسماعیل کو جھٹ خط تعزیت کا لکھا اور بھیجے اوسکے ابو الحسین جمولی کو بھیجا کہ جاکر اسماعیل سے یہ کہے کہ مجکو حق بزرگی ہے اور وجہ ہے کہ مین سب خاندان کا کفیل ہون اور تم بجاے میری آنکھ کے ہو یا بجاے دست قوت کے یا انسے بھی بہتر اور مین تمھاری سب خواہش اور رضامندی مین خوب کوشش کرتا رہونگا اور جو کچھ کہ تمکو باپ نے وصیت کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تم پاس موجود تھے اور مین اونسے دور تھا میرے لیے وصیت نکر سکے کہ وہ جلدی مر گئے اب مشورہ یہ ہے کہ حاکم ریاست تو تم رہو اور اموال ریاست جسقدر ہے آدھوں آدھ بانٹ لین اور غرنہ کہ میرے عیال اور سب خاندان کے لوگ وہان ہین اور آرامگاہ خاص و عام ہے صرف مجکو اس شرط پر دیدو کہ بلخ یا نیشاپور مع تمام علاقے کے تم لیلو اور اسماعیل نے جان لیا کہ وہ سختی اور نکبت ہے جو اللہ تعالی نے اوسکی قسمت مین لکھی ہے اور سواے انکار اور التواے جواب کے اور کچھ نہ کیا اب والی جوزجان ابو الحارث فریغونی واسطہ ہوا کہ ان دونون کا جھگڑا مٹا دیوے اور دونونکو اعتدال اور انصاف پر قایم کر دے اور یہ بھی چاہا کہ دونون میرے روبرو ملاقات کرین اور آپسمین بالمشافہ اپنی مراد کے موافق باتین کرلین کیونکہ روبرو مین جو کچھ لحاظ اور پاس ہوتا ہے وہ غیبت مین کم ہوتا ہے امیر سیف الدولہ نے یہ بات پسند کی اور چاہا کہ یہ کام ہوجاوے مگر اسماعیل نے قبول نکیا اور اوسنے اس کام مین کچھ شبہہ جانا اور ایسا خوف اوسکے دلمین بیٹھ گیا اور وہم و گمان ایسا غالب ہوا تھا کہ اوسکا آرام بھی جاتا رہا اور مناسب جانا کہ مال جو مانگا ہے اس ملاقات سے دیدینا بہتر ہے اور ایک دن سیف الدولہ ہمدانی کے شعر جو اوس نے اپنی بھائی ناصر الدولہ کے حقمین بطریق الفت پڑھے تھے مین نے اسماعیل کو سنائے شعر

بزرگی تمکو دی اللہ نے لائق تھا مین اوسکے
کہا مینے نہووے فرق مجھ مین اور بھائی مین

ان شعرون نے اوسکے دل پر کچھ اثر نکیا اور اوسکے کانون سے اوپر اوپر اوڑ گئے اب امیر سیف الدولہ

حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرے کیونکہ نرمی اور صلح سے کام نکالنا اوسکو بہت پسند تھا اور صلۂ رحم ہر وقت منظور نظر تھا اور ہر امر مین نکوکاری اختیار کرتا تھا اور پھر لاچاری کو داغ دیکر اچھا کرنا علاج جانتا تھا اور جبکہ کوئی وجہ صلح کی نہ نکلی تو اب لاچار مستعد ہوا کہ کام اپنا درست کیجیے اور جو کچھ کہ اوس سے چھین گیا ہی واپس لیجیے اور ابوالحارث کو خبر دی کہ سوای اسکے کہ اب تدارک کیا جاوے اور کچھ گنجایش نہین ہی اور جسقدر کہ ہو سکے طاقت صرف کیجاویگی اور اپنے غلامون اور تابعدارون کو لیکر ہرات کو چلا اور یہان آکر اسمعیل کو کچھ نرمی اور کچھ سختی اور کچھ وعدہ اور کچھ وعید اور کچھ آزار اور کچھ دھمکی کے خط لکھے مگر اوسکو کچھ بھی اثر نہوا اور پھر بار بار خط گئے یہانتک کہ اب امر تحقیق ہوا اور آتش جنگ بھڑکی اور اب سوای تلوار کے اور کسی طور فیصلے کی صورت نرہی اور امیر سیف الدولہ نے اپنے چچا بغراجق کو اپنی مدد اور رفاقت اور مصلحت خاندان کے لیے بلایا وہ بہت جلد آیا اور اوسکی متابعت پر اقرار کیا اور وہان سے بست گئے اور وہان ابوالمظفر نصر بن ناصرالدین سبکتگین تھا جو دوستکام اور وفادار وہ بھی بہت جلد خدمت مین حاضر ہوا اور امیر سیف الدولہ نے مع اپنے سب ہمراہیون کے غزنہ پر مقام کر دیا اور سرداران لشکر اسمعیل کو خوب جانتے تھے کہ نہایت ضعیف البدن اور سست رای ہی اس لیے خطوط اور قاصد واسطے صلح اور توقف جنگ کے انھون نے بھیجے لیکن منظور خدا یہ تھا کہ جو کچھ ہوا اور سیف الدولہ نے جنگ کا آوازہ دیا اور لشکر کو خوب مرتب اور آراستہ کیا اور اسمعیل بھی اپنا سب سامان اور سب لشکر اور ہاتھی وغیرہ لیکر سامنے آیا اور لشکر آراستہ کیا اور صف بندی کی اور لڑائی شروع ہوئی نیزہ بازی اور تیراندازی یہانتک ہوئی کہ دوپہر ہوگئی اور دھوپ تیز ہوئی تو وہ لوگ سیف الدولہ سے ملے ہوے تھے اونھون نے پناہ مانگی اور اوسکی طرف چلے آئے اور اوسکا ستارۂ اقبال روشن ہوا اور پھر سیف الدولہ نے خود حملہ کیا اور دونون لشکر مل گئے اور خوب تلوار چلی اور ایسا غبار ہوا کہ کچھ تمیز نہوئی اور دکھائی دینے سے رہگیا بہت نیزون سے مارے گئے اور بہت گھوڑون سے روندے گئے جب غبار ہٹا تو لاشون پر لاشین پڑی تھین اور بچے کھچے خوف کے مارے بھاگ گئے اور اسمعیل غزنہ کے قلعے مین جا چھپا کہ سیف الدولہ نے اوسکو نرمی سے بلایا اور امان دی اور احسان اور نکوئی کا ذمہ دار ہوا

جو کچھ کہ ابوالقاسم ابن سیمجور اور بکتوزون مین اسکے بعد واقعہ ہوا

فخرالدولہ کے مرنے کے بعد اوسکے بیٹے مجدالدولہ کے پاس ابوالقاسم گیا اور اوسکے باپ اور بھائی کے

سب لشکر اور غلامون کو جمع کیا اور سب کردی اور عرب کو بلایا بہت قوت اور جمعیت بڑہگئی اور فائق اور
بکتوزون مین جو عداوت تھی اس لیے فائق ہر وقت حیلہ دیکھتا تھا کہ اوسکو ہلاک کرے اور ابو القاسم کو
فائق نے کہلا بھیجا کہ اگر تم بکتوزونکو عاجز کرکے نکالدو تو مین سپہ سالاری تمکو دلوا دونگا اس تعلیم نے
ابو القاسم کو جرجان سے نکالا اور نقد کو قرض پر چھوڑا اور ملک کو خطرہ تھا مین ڈالا اب ابو القاسم بقصد نیشاپور اپنے
مردمان تجربہ کار کے ساتھ جرجان سے چلا اور ابو علی بن ابی القاسم فقیہ کو اپنا مقدمۃ الجیش بنا کر اسفرائین بھیجا
کہ وہان بکتوزون کا تھوڑا لشکر تھا مین لڑائی جاری ہوگئی اور ابو علی کی مدد پہنچی شروع ہوئی اور بکتوزون
کے لوگ نیشاپور بھاگ گئے کچھ زخمی اور کچھ شکستہ حال کچھ مارے گئے کچھ قید ہوے اب ابو القاسم
اوسکے پیچھے نیشاپور گیا کہ گویا ابر کو ہوا لیے جاتی ہے اور نیشاپور کے سامنے نہایت شوکت کے ساتھ
پڑا اور بکتوزون نے ابو القاسم کو کہلا بھیجا کہ جنگ مین کبھی ادھر غلبہ اور کبھی ادھر غلبہ ورادو سپاہ مین نیک
یعنی بھروسا کرنا خلاف عقل ہے اور لڑائی کا دروازہ کھولنا آفتون کا سر پر لینا ہے اور لڑائی ہی کر سکتا ہے
جسکو کوئی وجہ صلح اور اصلاح کی نہووے سو جسکی اسی مین کمال ہوشیاری ہوگی وہ اپنے کو قتال اور دہشتون
مین گھسنے سے بچائیگا اس لیے رای یہ ہے کہ اب تم قہستان جاؤ کہ وہانکا حاکم ابو الحارث تمہارے
اگلے حقوق اور حسن خدمت اور عہد و پیمان کی رعایت کریگا ابو القاسم نے اس نصیحت اور مصلحت کو
نمانا اہی اور اپنے لشکر کی مضبوطی پر ناز کیا اور اوسکو لڑائی پر لے چڑھا صبح کیوقت اونھون نے
یہ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اونکو فتح کا یقین کامل ہوگیا اور دھوکے اور فریب سے غافل تھے
اب بکتوزون نے بھی سپہ سالاران ابو الحارث سے اپنا لشکر مرتب کیا اور نیشاپور کے روبرو
شیخہ گانون پر جنگ شروع ہوئی اور ابو القاسم نے اوسکی فوجکو دیکھا کہ سب نوعمر اور گویا شہاب ثاقب
ہین پر اوسکے لوگ اونمین ایسے گھس گیے کہ جیسے کانٹون مین آگ گھس جاتی ہے اور بہت سخت لڑائی ہوئی
کہ ادھر کے لوگ اودھر ہو گئے اور گمان ہوا کہ بکتوزون کے لوگ بھاگ گئے اور اپنا مال چھوڑ گئے
پر بکتوزون نے ابو القاسم کے قلب لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے اوکھاڑ دیا اور ہزیمت
و شکست سخت ہوئی کہ ابو القاسم فقیہ جو اوسکا بہت معتمد اور بڑا رکن تھا گرفتار ہوگیا اور خود ابو القاسم
اپنی جمعیت سراسیمہ اور شکستہ کو لیکر قہستان کو بھاگا اور یہ واقعہ سنہ ۳۸۶ ہجری ربیع الاول کا ہے مطابق سنہ ۹۹۶ء
اور بکتوزون نے یہ خوشخبری فتح کی بخارا لکھ بھیجی کہ سب لوگ بہت خوش ہوے مگر فائق بہت رنجیدہ

اور اندوہگین ہوا۔ در ماتم کیا اب پھر ابوالقاسم اپنا سامان اور حال درست کرکے بوشنج پر گیا اور اوسپر اپنا دخل
کرے اور بکتوزون بھی گیا کہ بوشنج کو اوسکے قبضے سے نکالے طرفین کے قاصد نامہ و پیغام صلح کے لانے
لگے اور صلح ہوگئی اور ابوالقاسم معروف ابوسہل کو اسکی ضمانت مین سپرد کیا اور باہم اتفاق ہوا اور جھگڑا مٹ گیا
اور ابوالقاسم تو قہستان اور بکتوزون نیشاپور رجب ۳۸۵ھ ہجری مین چلے گئے اب مطابق ۹۹۵ع
فائق اور ابوالمظفر محمد ابن ابراہیم وزیر مین کسی کام اور کسی مال کی تدبیر پر عداوت ہوگئی اب فائق ابوالمظفر کے
در پی ہوا اوس نے ابوالحارث بادشاہ کے پاس پناہ لی اور بادشاہ نے اوسکو اپنے گھر مین بحفاظت رکھا
اور فائق نے بادشاہ سے کہا کہ ابوالمظفر کو میرے حوالے کردین بادشاہ نے فائق سے ترش ہوکر سخت کلام
کیا اور وہ دربار سے باہر نکلا ایسا اوس سے ظاہر تھا کہ ترک مین جاوے اور ملک مین خلل ڈالے سو بزرگان
بخارا نے فائق کی آتش کو ٹھنڈا کیا اور امیر ابوالحارث سے اوسکی خطا معاف کروادی اور آپس مین پھر صلح
ہوگئی اور ابوالمظفر وزیر جوزجان کو بھیجا گیا اور ابوالقاسم برمکی وزیر ہوا اسکے باب مین جو رامی
مضراب بوشجی شاعر کی ہے درست ہے شعر اول شعر

	بہت دسلئے ہم کہہ رہے ہین برا	زمانے کو اس انقلابات پر	

نام اس ابوالقاسم کا افضل یہ شخص نہایت بخیل تھا جب وزیر ہوا تو اہمین اور ارکان دولت مین بابت
وظائف معمولی اور تنخواہون کے مناقشہ ہوا اور بے قوت اور بے سامان محض اونسے مقابلہ کیا تو
ترکون کے گرزونے اوسکی گردن توڑ ڈالی اور ہڈیان کچل ڈالین اور کسی نے یہ شعر کہا ہے شعر اول شعر

	یہ کہتا ہے دنبل کہ ہون بیوقوف	جو مین چھولون اوسکو تو ہون بیوقوف	

اوتار لانا سیف الدولہ کا اسمٰعیل کو قلعہ غزنین سے

سیف الدولہ اپنے بھائی اسمٰعیل کو قلعے پر سے امان اور ضمانت دیکر اوتار لایا اور سب کنجیان
خزانونکی لیلین اور سب خزانون اور دفینون پر قبضہ کیا اور سب شکستہ حالی دور ہوئی اور پھر رونق
اور حال اوسکا درست ہوا اور اپنے معتمدین اور کارپردازان حمایت شعار کو غزنہ مین آباد کیا اور سب
اولیا اور ارکان دولت کو لیکر بلخ چلا جو کچھ اوسکے باپ کے بعد کام بگڑ گیا تھا درست ہوگیا اور جس امر مین
کوشش کی اوسکا بندوبست ہوگیا اور بلخ اور اوسکے سب اطراف آدمیون اور ہاتھیون سے
بھر گئے اور امیر ابوالحارث کو لکھا کہ مین پھر آیا اور جو امر کہ درمیان میرے اور بھائی کے تھا وہ فیصل ہوا

اور مین بجای اپنے باپ کے حامی اور مددگار سلطنت کا ہون اور احسان بادشاہ کے بقدر مجھ پر ہین یاد ہین اور خوب جانتا اور پہچانتا ہون تو بادشاہ نے ابوالحسن علوی وصی ہمدانی کو بھیجا کہ پیغام تہنیت پونہچا وے اور اوسکے آنے پر خوشی ظاہر کرکے بلخ اور ترمذ اور ہرات اور بست مع اونکے سب متعلقات اور مضافات کے اوسکے لیے مقرر کیے اور نیشاپور کے دینے مین یہ عذر کیا کہ بکتوزون کا اوس پر سے موقوف کرنا دشوار ہی مگر کسی بہانے سے ہوگا سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب مناقشہ حاسدونکی کا بیازی اور دھوکہ بازی سے ہی اور کینے کا علاج نہین اور حصول مطالب نکوئی و احسان نہین ہوتا ہی اور نہایت عمدہ اور نفیس تحفہ کہ بڑے سخی اوسکے دینے پر بخل کرین اپنے معتمد ابوالحسین حمولی کے ہاتھ سرکار مین بھیجے اور حکم دیا کہ بادشاہ سے ہمارا پیغام اوسوقت کہنا کہ تخلیہ ہووے اور کوئی بدگو اور چغل خور یہ راز نہ سنے تاکہ خوب عزت ہووے اور ہمارا اعتماد رہے اور یہ بھی عرض کرے کہ خراسان مین میرا خیمہ لگانا صرف حضور کی دوستی اور ولایت کی درستی کے لیے ہی پر حمولی نے اِنکی خدمت سے اعراض کیا کہ اسکے پونہچتے ہی وزارت خالی ہوئی اور اوسپر عیش کی گئی اور قاصد گری چھوڑی وزارت کرنے لگا اور خوب کوشش استقلال کے ساتھ متوجہ ہوا اور ارادہ کیا جو امر کہ شکستہ اور پراگندہ ہی اوسکا انسداد کرے اور جو راز کہ ظاہر ہوگیا ہی اوسکو چھپاوے پر جو عطر کہ بگڑ گیا ہو عطار اوسکو درست نہین کرسکتا ہی اور منصور ابن شاعر نے یہ شعر مجھے سنائے شعر اوّل شعر

بہت دن سے ہم کہتے ہین بُرا | زمانے کو اس انقلابات پر

جب امیر سیف الدولہ کو حال معلوم ہوا کہ اس قدر رای مین اختلاف ہی اور تدبیر اور خواہش مین ایسی سستی ہی اور ملک بسبب نرمی ہواخواہون کے قریب زوال ہی اور یہ لوگ صرف اپنی غرض اور مطلب کے خواہان ہین اپنے عہدۂ سپہ سالاری پر نیشاپور کا مع اپنے سب امرا اور غلامون کے قصد کیا اور جب بکتوزون نے سیف الدولہ کا چلنا سنا تو نیشاپور سے بھاگ نکلا کہ اپنا سامان اور اسباب بچاوے اور اوس سے بہت ڈرا اور امیر ابوالحارث کو اپنا نکل جانا نیشاپور سے اور سب حال لکھ بھیجا اب امیر ابوالحارث کو نشہ نو عمری اور لڑکپن کی عقل اور بے تجربہ کاری نے آمادہ کیا کہ خراسان جاوے اور بکتوزون کی مدد کرے اور جیسے تیر کمان سے نکلکر جاتا ہی یا جیسے رو پانی کے ڈھلان پر بہتی ہی ایسا جلد چلا اور سرخس پونہچا اور امیر سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ صرف بسبب دھوکے بازی اور

سست تدبیری ہوا خوہونکے ہواہی کیونکہ اون لوگون مین اتنی قوت نہین ہی کہ امیر سیف الدولہ کا مقابلہ کرسکین گیے اسلیے کہ امیر اگر ایک چنگاری بھی اونپر کھینچ مارےگا تو وہ انکو جلا کر راکھ کردیگی کہ آندھی سے لے اوڑیگی اور ہوا مین پر وا اور بکھیرا اوسکو اوڑا دینگی لیکن امیر سیف الدولہ نے یہ خیال کیا کہ حقوق اور عہود اس سلطنت کے ہمپر بہت ہین تو چاہیے کہ اسکی حرمت اور حشمت کے باقی رکھنے کے لیے ہم چشم پوشی اور پردہ داری کرین جبتک کہ نشیاپور بدلیل وحجت ہماریطرف رجوع نکرے کہ جسپر قریب اور بعید اور شہری اور صحرائی گواہ ہوجاوین یعنی امیر ابوالحارث کا لڑنا اور حق ندینا جبتک سب پر بخوبی کھل نجای ہمکو کچھ نکرنا چاہیے چنانچہ زاغول کے پل پر کہ مروالروذ مین ہی جا خیمہ لگایا اور نگران رہا کہ حقیقت کھلجاوے اور سب تدبیر معلوم ہوجاوے اب بکتوزون امیر ابوالحارث کے پاس حاضر ہوا اور وہان فائق بھی اپنے سب لوگ اور غلام لیے ہوے موجود تھا بادشاہ نے اوسکا چلا آنا قصور سمجھا تو اوس نے جانا کہ بادشاہ نے میری عزت نکی اسلیے یہ قصور بادشاہ پر لگاکر فائق سے گلا کیا فائق نے اوس سے بڑھکر بادشاہ کا گلا کیا سو دونون مل گئے اور بادشاہ کے عیب اور سختی مزاج اور بدخوئی اور بدخلقی خوب بیان کی اور لشکر کو برانگیختہ کیا کہ بادشاہ کو بادشاہت سے نکال دین اور اوسکے بدلے اور مقرر کرین کہ جتنے آرام ہووے سو سب لشکر اونکے ساتھ ہوگیا کہ نئے کام مین لذت جانتے ہین اور بادشاہ کا ضعیف ہونا غنیمت ہوا اور بکتوزون نے بادشاہ کو کہا کہ ایک امر ضروری کے لیے لشکر جمع ہوا ہی اور آپکا اوسمین نظر اور فکر کرنا ضرور ہی اور آپکی رای اوسمین شامل ہونی لازم ہی سو جب بادشاہ آیا اوسکو قید کردیا اور حکم کیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی گرم پھیری جاوے اور اوسکی دردمندی پر رحم نکیا جاوے اور وہ نہایت خوبصورت اور صاحب جمال تھا اور اسوقت بادشاہ نے اپنی تین حاجتین نہایت عاجزی سے بیان کین جو بہت آسان ہین منجملہ اونکے ایک یہ بھی ہی کہ میری والدہ کو طلب عبادت سے محفوظ رکھنا تا لوگ اوسکو اوسوجہ سے نہ دیکھین سو بکتوزون نے اوسمین بہت ہی سنگدلی سے انکار کیا کہ اوسکے سینے مین اور بھی آتش حسرت بھڑکی اور رنج اوسکو دوچند ہوا آخر بکتوزون اور فائق نے اوسکے بھائی عبد الملک بن نوح کو کہ اس سے چھوٹا اور ضعیف تھا اسکے قائم مقام بادشاہ کردیا اب یہ فتنہ اور فساد دیکھکر خلقت بہت مضطرب ہوگئی اور لوگون کو خبر ہوئی کہ سیف الدولہ زاغول کے پل پر ہی تو سب کے سب ایسے ڈر کے بھاگے کہ گدھا دوچتی سوار یا کتے سے ڈر کر بھاگتی ہی اور مرو مین جاکر دم لیا

سیف الدولہ نے ان دونونکو کہلا بھیجا کہ تمنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ حشمت اوسکی زائل کی اور اوسکا حق حرمت ضائع کیا تمکو نہ کچھ دیر کا پاس ہوا نہ کچھ اسلام اور مسلمین کا لحاظ رہا نہ یہ ڈر ہوا کہ یہ فتنہ کرنا ہمارا قیامت تک لوگونکی زبان پر رہیگا اور ایسا ہی کئی بار کہلا بھیجا پر یہ دونون سیف الدولہ کو دہوکا اور فریب دیتے تھے کہ ہمین انکو فرصت ملتی تھی اور طمع دیتے تھے کہ عبد الملک بن نوح جواب پادشاہ ہوا ہی اوس سے کہکر تمہاری مرتبت اور ولایت مین زیادتی کردیجاویگی پھر سیف الدولہ کی یہ رای ہوئی کہ اپنے خیمے گاہ سے مرو کے روبرو خیمہ لگائے یا بلطائف صلح ہووے یا تلوار کا کام ہووے جب ان لوگونے سنا کہ سیف الدولہ مرو پر آگیا تو اونکے ہیبت مین نامردی اور اونکے اعضا مین سستی اور اونکے خون مین خوف پیدا ہوا اور جانا کہ ہمنے بہت برا کیا تو اب دعا مانگنے لگے کہ اللہ ہمپر رحم کرے ورنہ ہم تباہ ہو جاوینگے لیکن اللہ تعالی کی یہ مرضی ہوئی کہ اونکو سیف الدولہ کی تلوار سے بدلہ دیا جاوے پس سیف الدولہ نے اونپر ایسی تلوار چلائی جیسا مینہ برستا ہی مگر اس بارش مین تباہی ہی اور اس ابر مین ہلاکی اور عذاب ہی جس گنہگار بستی پر خدا کا عذاب ہو تو ایسا ہی تباہی ہو۔ اب فائق اور بکتوزون اپنے انتو کو لیے ہوے مع تمام لشکر کے سیف الدولہ کے مقابلے مین نکلے اور بہادری خوب ظاہر کرنے لگے اور بزدلی چھپانے لگے اور دکھانے کے لیے کچھ آگے بڑھتے تھے اور حقیقت مین پیچھے رہتے تھے اب زمین باوصف فراخی کے انپر تنگ ہو گئی اور راستے اطراف ممالک کے بند ہو گئے اور رسوائی انکی بہت ہوئی اور ہوا ہی ادبار انپر ہر طرف سے چلنے لگی اور انکا یہ حال ہوا کہ باوجودیکہ جانتے ہین کہ ہلاک ہوتے جاتے ہین پر ہلاکت مین ایسے گھسے جاتے ہین کہ گویا پروانہ آگ مین گھستا ہی اور خود اپنے ہی ہاتھون تباہ ہوتے جاتے ہین اب پھر سیف الدولہ کے پاس قاصد آئے کہ صلح پر موافقت کرین اور اس ہلاکت سے بچین اور موت سے جان بچاوین سیف الدولہ جانتا تھا یہ لوگ جو کہتے اور کرتے ہین دہوکا اور فریب ہی پر صلح اس لیے کی کہ خلقت مین اپنا عذر متحقق ہو جاوے اور سرکشی سے برات ہو جاوے سو بجز اسکے کہ صرف خیمہ کوچ کے لیے اور نیزہ رجوع کے لیے اوکھڑے اور کچھ نہوا یہانتک کہ اوباش اونکے پیچھے پڑے کہ اونکے لشکر لوٹین اور اپنے دلمین کیا کیا گمان کرتے تھے گویا موت پر جلدی کرتے تھے اور سانپ کی دم کو چھیڑتے تھے کاش انکو شعور ہوتا اب سیف الدولہ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ گرداب موت مین گھسے جاتے ہین اور حرص وطمع مین گردن باندھ رکھی ہی اونکے بزرگ و دانا اس گمرہی اور بدروشی سے منع نہین کرتے ہین

تو جان لیا کہ یہ ارادہ ہی ہو اور یہ مرض سرکشی اور دشمنی کا ہو اور یہ بھی اوسکو یقین ہوا کہ وہ لوگ پوشیدہ شامل ہین
کیونکہ یہ سب حرکت جو اونکی طرف سے ہر کی تو معلوم ہوتا ہی کہ وہ بحکم کام ہوتا ہی اس لیے سیف الدولہ نے حکم دیا کہ بلوے والی
یہ منزل جاری ہووے تو اوسکے لشکریون کو جوش آیا کہ اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اونکے ساتھ لڑنے مین اشتغال
کیا اور لشکر مرتب کیا گویا قلب مین اور داہنے اور بائین طرف پہاڑ کھڑے کر دیے اور انکے گرد دو سو
ہاتھی کھڑے کیے اور سیف الدولہ قلب لشکر مین کھڑا ہوا اور اپنے دونون بھائی نصر اور اسماعیل کو اور
حجاب الغراجق کو اپنے ساتھ لیا ابو فراس نے گویا اس بات مین شعر کہے ہین شعر اول شعر

مرا گھوڑا ہی ایسا خوب مضبوط | کہ ہی ثابت بوقت نیزہ بازی

اور یہ سب سامان لیکر سیف الدولہ اونکی طرف روانہ ہوا گویا اونپر قیامت آئی اور سوا ہی حسرت اور ندامت کے
اور کچھ اونکو نہ تھا اور آپسمین ایک دوسرے کو ملامت کرتے تھے کہ اپنے اوپر یہ کیا مصیبت سخت لی ہی بہ لاچار
وہ بھی سب تیار ہوے پیادہ اور سوار اطراف خراسان اور ماوراء النہر سے آئے ایسے مختلف رنگ اور
صورتون کے لوگ اکھٹے ہوے کہ گویا عید کا دن ہی اور اسقدر تھے کہ کبھی اتنے کسی لڑائی مین جمع
نہوے تھے لیکن جو لوگ کہ پہلے اس سلطنت مین نہایت تجربہ کار اور بہادر تھے وہ نہین آئے اب
ایسے طور اور ترتیب سے انھون نے بھی لشکر قایم کیا اور لڑائی جاری ہوئی اور نہایت سخت لڑائی ہوئی
اور جہان گرد آباد ہو گیا اور انکھون مین سرخی چھا گئی اور سیف الدولہ خود جنگ مین شامل ہوا کہ تلوار اور تیر
اور نیزے سے خوب کام کیا اور صبح سے شام تک برابر لڑائی رہی اور وہ لوگ اس لڑنے سے
گھبرا گئے اور چاہا کہ ایکبار حملہ ہو کہ جس سے اقبال یا ادبار کا فیصلہ ہو جاوے تو سب کے سب داہنے بائین گرے
اور کیا کیا اپنے دلمین گمان کیے مگر مرضی خدا کی کہ سب کام اولٹے ہوے اور جو امر کہ اپنے ولی النعمت
یعنی منصور کے ساتھ کیا تھا اوسکے وبال مین مبتلا ہوے اب امیر سیف الدولہ نے اپنے اون لوگونکو
لیکر کہ اوسکے گرد تھے حملہ کیا سو ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ سب کے پانون اوکھڑ گئے اور گردنین ٹوٹین اور
نیزے گر گئے اور جانین ٹھنڈی ہو گئین اور اتنے مین رات ہو گئی سو ہر طرف بھاگے اور ہلاکی اور ادبار
کی اونپر خاک پڑی اور ایسے منتشر ہوے کہ پھر کبھی دو ملکر نہ بیٹھے یہ بہت بڑی یادگار ہی اور عبد الملک
بن نوح مع چند آدمیون کے کہ فائق بھی اونمین تھا بخارا گیا اور بکتوزون نیشاپور بھاگا اور ابو القاسم
قہستان گیا اور سیف الدولہ کو اللہ نے یہ مدد اور بخت عنایت کیا سلطنت آل سامانی بادر اور ملک

مطابق ۹۹۵ء

خراسان ۳۸۵ سنہ ہجری مین اوسکو ملا اور یہ رای نہوئی کہ بکتوزون اور ابوالقاسم سیمجور کو پھر جمع نہونے دیوے اور انمین بہت جلدی کرے اس لیے اپنا لشکر لیکر طوس روانہ ہوا اور بکتوزون وہانسے جرجان بھاگا کہ اوسکے پیچھے ارسلان جاذب کو دوڑایا اوس نے اوسکو جرجان سے بھی بھگایا کہ حدود خراسان سے نکل گیا اور سیف الدولہ نے کچھ لشکر اوسکو دیکر طوس کا حاکم کر دیا اور خود بجانب ہرات چلا کہ وہان کا جاکر بندوبست کرے بکتوزون نے جو دیکھا کہ سیف الدولہ ہرات گیا فوراً پھر آیا اور نیشاپور پر قبضہ کیا اور اوسکو یہ گمان تھا کہ یہ کام مین سلطنت کے لیے کرتا ہون حالانکہ وہ تو ختم ہو چکی تھی سو سیف الدولہ کو ابھی کچھ توقف نہوا تھا اور گھوڑے کا اوسکے پسینہ بھی نہ سوکھا تھا اوسی اوسیوقت حملہ کرنا پڑا تو ابی ورد کو بھاگا اور سیف الدولہ نے اوسکے لیے دوڑ بھیجی یہ مرو کے جنگل مین جا چھپا کہ شاید یہان بچ جاوے اور پھر مرو الروذ مین گیا اور وہان چاہا کہ اوسکا مالک ہو جاوے اور اوسمین بحفاظت رہے تو سیف الدولہ کے لحاظ اور اوسکے شکر احسان کے سبب مرو الروذ کے ساکنان نے اوسکو یہان ٹھہرنے سے منع کیا تو اوسنے اونکو کچھ لوٹ مار کر آمل کے جنگل کی راہ لی اور دریاے جیحون سے اوتر کر بخارا پونہچا اور جب کہ خراسان بکتوزون اور اوسکے ہمراہیونسے خالی ہوا تو سیف الدولہ نے ارسلان جاذب والے طوس کو قہستان بھیجا کہ ابوالقاسم کو جو باوجود بے سامانی کے اپنے سامان کی فکر مین ہے وہانسے نکال دے تو کچھ جھگڑا ہوا اور ابوالقاسم کو طبس کیجانب نکالا اور سیف الدولہ نے اپنے بھائی نصر کو خراسان کی سپہ سالاری دیکر نیشاپور بھیجا کہ مثل آل سیمجور کے فرمانروا ہووے اور خود بلخ کو چلا کہ اپنے باپکی قرارگاہ پر دار السلطنت اور تختگاہ مقرر کرے اور اس سفر مین یہ اتفاق ہوا کہ مرو روذ مین سیف الدولہ شکار پر مصروف تھا اور اوسوقت اوسکے ساتھ اوسکا بھائی اسمٰعیل اور نوشتگین کاج اوسکا سردار اوسکے ساتھ تھا جب وہ شکار مین مصروف ہوا تو سردار مذکور نے ارادہ کیا کہ سیف الدولہ کو قتل کرے اور تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اسمٰعیل سے اشارہ کرکے مشورہ لیا کہ سیف الدولہ کی نظر اوسپر پڑی اور سردار کا اس سے مشورہ لینا اور اسمٰعیل کا منع کرنا سب اوسنے دیکھا پس جو اعتماد کہ اوسکو اسمٰعیل پر تھا جاتا رہا اور سلطان سیف الدولہ خیمے مین آیا اور سردار مذکور پر اپنے خاص غلام متعین کیے کہ اونہون نے اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور پھر اسمٰعیل کو بلایا کہ اوس نے عذر لاعلمی ظاہر کیا آخر بات سے خط و کتابت جاری ہوکر یہ ٹھہری کہ سیف الدولہ اپنی جان اور ملک کی اوس سے خود احتیاط اور حفاظت رکھے کیونکہ دو چھری ایک میان مین نہین

رہ سکتی ہین اور مجکو یہ معلوم ہوا ہی کہ سلطان سیف الدولہ نے ایک مجلس محبت مین خوشخاطر اور خوشدل ہوکر اسماعیل سے یہ گفتگو کی جیسا کہ مین اب تیرا حاکم اور قابض ہون اگر ایسے ہی تم مجھپر قابض ہوتے تو میرے لیے کیا کرتے اوسنے اپنی خوشی اور سرور مین صاف کہدیا کہ میری رای یہ تھی کہ مین کسی قلعے مین تمکو مع سب تمہارے گھر اور غلامون کے نظر بند رکھتا اور بقدر کفایت وظیفہ پونہچایا کرتا پس سیف الدولہ کو اوسکی طرف سے اب شبہہ نہ آیا تو یہی معاملہ جو اوس نے کہا تھا اوسکے ساتھ کیا اور ابو الحارث والی جوزجان کے اوسکو حوالے کردیا کہ جو اوسکی حاجت ہو وہ ادا کرتا رہے اور جو اسکا قصد ہو اوس سے بہرہ مند کرے پس یہ کام بادشاہ کا حقیقت مین کرم کے لیے زینت ہی اور بادشاہونکی کوشش اسکے آگے گرد ہی اور یہ کام اگرچہ بوجہ قرابت کیا ہی پر سیف الدولہ کا یہی حال بیگانون کے ساتھ بھی ہی کہ اونکی گردن گناہ اور خطا کی سبب اونچی نہین ہوسکتی ہی اور باوجود قصور کے اونکو چھوڑ دیتا ہی پس ایسا آمرزگار اور بردبار کوئی اور نہین سنا گیا اور یہ آمرزگاری اور بردباری قابو مین ہی اور بادشاہ دانا وہ ہی کہ غصے مین ایسی وہ چیز ضبط کرے جو خوشی مین دی بھی جا سکے مثلا مال جو لیوے تو دے بھی سکتا ہی لیکن جان جو تلف کرڈالے تو واپس نہین ہوسکتی ہی +

امیر المومنین قادر باللہ خلیفۂ عباسی نے سلطان سیف الدولہ کو لقب دیا

خلیفہ قادر باللہ امیر المومنین نے سلطان سیف الدولہ کو ایسا خلعت دیا کہ کبھی ایسا نہ سنا گیا تھا اور اوسکو اپنے خط مین یمین الدولہ امین الملۃ لقب دیا کہ یہ لقب گویا مثل موتی کے سیپ کے پیٹ مین پوشیدہ تھا کہ بہت غوطہ خورون نے اوسکو ڈھونڈھا اور بہت بادشاہون نے رغبت کی پر کسیکو نہ ملا سو یہ تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا اور یہ خلعت پہنا اور اطاعت خلیفۂ وقت امیر المومنین قادر باللہ کی خوب ظاہر کی اب سب امرای خراسان اسکی خدمت مین حاضر ہوے اور موافق قاعدہ خدمت اور لزوم ہیبت کے کھڑے ہوے اسنے سبکو حکم دیا کہ اس مجلس انس مین بیٹھین اور اپنے غلام اور خواص اور سرداران فوجکو عمدہ عمدہ خلعت اور لباس دیے کہ ایسے مال اور کسی سلطنت مین یا کسی کے دلمین نہ سما سکین خراسان اسکے حکم کا اب فرمان پذیر ہوگیا اور منبرون پر خطبے مین اسکا نام جاری ہوگیا اور سب امور اور سب پرگنے اور عملداری اسکے ساتھ متعلق ہوگئے اور اسکا انتظام جاری ہوگیا اب اسنے لازم کرلیا کہ ہندوستان پر ہر سال لڑائی کیا کرے

عبد الملک ابن نوح پھر بخارا مین آیا

عبد الملک ابن نوح کچھ بچا کھچا لشکر لیکر مع فائق کے بخارا مین آیا اور پیچھے سے بکتوزون بھی اپنے چند

آدمی ایلک خان ملا اور عبد الملک کے یارون نے اس جمعیت پر بادشاہی کا لالچ کیا اور اسے اقبال فکے
فال لی اور دوبارہ لڑائی کا مشورہ کیا اور اسوقت شعبان ۳۸۹ ہجری مین فائق مرگیا یہ پاسبان
کی سینت وران سب مین سردار تھا اور لقب اسکا عمید الدولہ تھا اب انکے دل اور بھی سست ہوگئے کہ
اوسکے مرنے سے انتظام جاتا رہا اور ایلک خان بخارا آن پونہچا اور ظاہر کیا کہ مین عبد الملک اور اوسکے
لشکر کی مدد کے لیے آیا ہون اور حقیقت مین اوسکو منظور یہ تھا کہ دھوکے اور فریب سے اونکو پکڑ کر مار ڈالے اور
ان سب نے اپنی مصیبت اور سختی کے لیے اوس سے مدد مانگی اوس نے اچھی اچھی باتین کہین اور خوب
دم دیا ایک روز بکتوزون اور فائق والا نیا ستگین اور سرداران شاہی صبح کیوقت ایلک خان کے پاس
آئے جب وہ لوگ اطمینان سے بیٹھ چکے تو حکم دیا کہ یہ سب قید کیے جاوین اور انکے ہتھیار چھین لیے جاوین
سو سب پکڑے گئے اور جو بھاگا سو بچا اب یہ خبر عبد الملک کو پونہچی تو اپنا حال اور سب قلیل اور سست
دیکھکر سوای روپوشی کے اور کچھ سمجھ مین نہ آیا اور سنہ ۳۸۹ ہجری ذیقعدہ کی دسوین تاریخ منگل کے مطابق ۹۹۹ء
دن ایلک خان بخارا مین چلا آیا اور خاص محل شاہی مین آکر عبد الملک کو ڈھونڈھا اور پکڑ لیا اور اوزکند
مین بھیجدیا گیا کہ وہان جاکر مرگیا اب سلطنت آل سامان ماوراء النہر اور خراسان پر ختم ہوئی اور ایسے
گئی کہ گویا کبھی آباد بھی نہ تھے اور اگلی سلطنتونکا بھی یہی حال ہوا ہے اور یہ بڑی عبرت کی بات ہے

ذکر ابو ابراہیم اسمعیل منتصر ابن نوح کا اور اوسکا ماجرا ایلک خان کے ساتھ ماوراء النہر پر اور ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر

جب ایلک خان بخارا مین گیا اور ابو الحارث نابینا اور عبد الملک اور ابی ابراہیم اور ابی یعقوب اور
ابی صالح فرزند امیر نوح ابن منصور رضی کو اور اونکے چچا ابی زکریا ابی سلیمان ابی صالح غازی وغیرہ
سب خاندان سامانی کو گرفتار کیا اور حکم کیا کہ ہر شخص الگ الگ حجرے مین قید ہین کہ آپسمین مشورہ
نہ کرسکین کیونکہ آپسمین سکے لیے احتیاط ہی مگر ابو ابراہیم قید خانے مین سے اوس لونڈی کا لباس
پہنکر نکل بھاگا جو ان قیدیون کو دیکھنے اور کھانا دینے آتی تھی جیسا کمیت شاعر اپنی
جورو کا لباس پہنکر قید خانے سے نکل بھاگا تھا اور منتصر وہان سے بھاگ کر ایک بڑھیا کے پاس
جا چھپا جب اوسکی تلاش موقوف ہوئی تو بامید اعانت خداوندی خوارزم گیا اور وہان اسکے پاس

سب جمع ہوئے لگے پیچھے کچھ پیادہ سوار فوج سلطنت آن جمع ہوئے کہ کچھ جمعیت اکٹھی ہوگئی تا ابو
حاجب بخارا چلا اور ایلک خان پر رات کے وقت کہ وہ غافل سوتے تھے جا چھاپہ مارا اور خوب تلوار چلائی
اور جعفر تگین کو مع ستر آدمیون کے پکڑ کر جرجان کو چلدیا اور کچھ باقی ایلک خان کے پاس بھاگے
کہ اونکا ارسلان نے تعاقب کیا اور اونکو مارتے مارتے حدود سمرقند تک لیگیا سمرقند پر تگین جو ان
ایلک خان کا نائب لشکر جرار لیے ہوئے موجود تھا وہ اس سے کوہک کے پل پر آن بھڑا اور اس فوج
شکستہ کی مدد کے لیے لڑنیکو موجود ہوا سو ارسلان اوسپر نہایت سختی سے حملہ اور ہوا گویا زمین پر آگ
لگادی لاچار تگین خان بھاگا اور جو کچھ مال اوسکا ہاتھ لگا وہ اپنی درستی سامان مین صرف کیا اور ادھر
ابو ابراہیم منتصر اپنی کچھ جمعیت لیے ہوئے بخارا آیا اہل بخارا اوسکا حال خوش دیکھکر خوش ہوئے کہ بار دوم
آیا ایلک خان کو خبر آئی کہ ابو ابراہیم آیا تو اوسنے اپنے ترک اکٹھے کیے اوس سے لڑائی کی تیاری کی اور
ارسلان جاذب کیخدمت مین آنے کے لیے پھرا لیکن ادھر سے احتیاطاً آمل شط پر اتر گیا وہانکا سب مال
سمیٹا اور جب اوسمین لشمناسکا تب ابی ورد کے جنگل مین چڑھ گیا اور اوسپر بھی قبضہ کیا اور نیشاپور کا قصد کیا
اور وہان سپہ سالار نصر ابن ناصر الدین سبکتگین تھا اور نیشاپور سے چار کوس پر دو گانون مین بغاغن اور
لسنجہ ان دونون کے درمیان جنگ ٹھہری اور یہ بارہ کے دن اٹھائیسوین ربیع الاول ۳۹۱ھ کو
بہت سخت لڑائی ہوئی اور ابو ابراہیم کی فوج نے نصر کی فوجکو آن گھیرا آخر نصر کی فوج کو یہ مصلحت سوجھی
کہ ہرات چلے جاوین کہ شاید اللہ مدد کرے آخر شبکو کوچ کردیا اور فجر ہوتے ہوئے بوزجان پونہچے
اور منتصر نیشاپور پر قابض ہوگیا اور بہت فوج اوسکے پاس جمع ہوگئی سلطان یمین الدولہ امین الملۃ
یہ سنتے ہی نیشاپور کو چلا منتصر نے جو سنا تو اسفرائین کو چلا گیا اور اپنے ساتھ سب پیدل لیے اور
باقی اپنے لوگونکو اطراف اور پرگنون پر پھیلا دیا کہ محصول لیکر آوین تا سب اخراجات اور تنخواہ فوجمین کام
آوے لیکن اسنے سنا کہ دوڑ آتی ہی تو وہانسے بھی بھاگا اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر کے پاس بامید
مدد فریادی پونہچا اوس نے اسکی خوب مدد کی اور اتنا دیا کہ یہ راضی ہوگیا اور ایک بارہی اسقدر دیا کہ دس
بیل معہ سونیکی جھولون کے اور تیس بہت اچھے گھوڑے معہ اونکے برقع اور جھولون کے اور بیس خچر
اور کہ اونکے ساتھ پچاس اونٹ اسباب اور فروش نادر اور عمدہ اور طبرستان کے بودیے اور عجائبات
خزانے جرجان کے لدے ہوئے تھے دیے اور سوا اسکے دس لاکھ درہم اور تیس ہزار دینار اور

ڈیڑھ سو تھان دیبائی شوستر اور سقلاط عضد شاہی اور فخر شاہی اور طاقے اور سب کپڑے معتبر ہی لیے اور اوسکے
لشکریونکو عنبریات دین کہ اونکے کام آوینگی اور کہا کہ آپ ری کو جائیے کہ وہانکے لوگ بہت سست اور ضعیف ہین
اور دشمن کے حملے کی تاب نہین لا سکتے اور علاوہ اسکے اونمین آپس مین نزاع اوت بہت ہے اس سبب سے جو جاتا ہے
اوسپر قبضہ کر لیتا ہی اور اپنے دونون بیٹے دارا اور منوچہر کو لشکر جیل اور دیلم اور کردی اور عرب دیکر اوسکے ساتھ
کیا کہ منتصر کی اس ولایت کے چھڑانے مین امداد اور اعانت کرین اور ہر طرح پر اوسکے شریک حال رہین
تاکہ پھر اوسکو اپنی ولایت خراسان کے لینے مین قوت حاصل ہووے منتصر نے یہ مشورہ بہت پسند کیا اور استخارہ
کیا اور یہانتک چلا کہ ری پر جا پونہچا اہل ری نہایت خوفناک ہوے اور آپسمین کہنے لگے یہ کیا آیا گویا
آفتون اور مصیبتونکی خبر آئی ہی غرضکہ چند سردار لوگ ذی حوصلہ اور دل چلے بھی ری سے باہر نکلکر اوسکے مقابلے
کو روبرو آئے اور ڈیرے لگائے اور پوشیدہ چند معتمد ارسلان بالو اور ابو القاسم سیمجور وغیرہ کے پاس بھیجے جو
منتصر کے معتمد تھے کہ کسی حیلے اور بہانے سے منتصر کو یہانسے ٹالین اور اونکو کچھ مال بھی یا وہ اپنی طمع اور
امید پر فریب بازی کے لیے موجود ہوے اور منتصر کو سمجھایا کہ سلاطین مشرق یعنی آل سامان باوجود اپنی
عزت اور عظمت کے تیری تعظیم کرتے ہین تو تجکو بہت ہی نازیبا ہی کہ جو لوگ قرابت اور دوستی کے مدعی
ہووین اونسے مخاصمت اور جنگ کرو صرف تمھارے ذریعے سے اونکو روٹی ملتی ہے اگر تمکو سے ملے تو
اونکے حقمین غنیمت ہے اور اگر تمکو لاچاری ہوے تو اونپر تکلیف ہے یعنی وہ تو تمھارے رنج و شادی مین شامل
ہین تب اوسکی باگ ری سے پھیر دیا اور خراسان پر متوجہ کیا سو ری کو چھوڑا اور دامغان کو چلا اور اب
شمس المعالی کے دونو بیٹے اوس سے جدا ہو کر جرجان کو چلے گئے سو یہ تدبیر بڑی سٹری اور تقدیر
کی حقیقت کھل گئی برائی قسمت کی کوئی بھی دور نہین کر سکتا ہی اور وہانسے نیشاپور کو چلے کہ جہان وہان
ابو المظفر سپہ سالار موجود تھا اب اس سے وہ ہی خطا ہوئی جو پہلے ہوئی تھی کہ احتیاطاً اوس سے کنارہ کش
ہو کر بوزجان چلا گیا اور منتصر شوال سنہ ۳۹۱ ہجری مین داخل نیشاپور ہوا اور اپنے مطابق سنہ ۱۰۰۱ء
لوگ پرگنون پر بھیجے کہ حاصل حاصل کرین اور سپہ سالار مذکور نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ سے مدد
مانگی اوسنے داروغہ کلان مسمی التونتاش والی ہرات کو حکم کیا کہ شجاعان ترک اور دلیران ہندوستان
لیکر بہت جلد جاوے جب اوسکو اس سامان کے ساتھ تقویت ملی تو نیشاپور کو روانہ ہوا اور منتصر ارسلان
بالو اور ابی نصر ابن محمود اور ابو القاسم ابن سیمجور کو لیکر اوسکے سامنے آیا اور سخت لڑائی ہوئی کہ آل سامانیہ

بھاگ نکلے اور ابوالمظفر نصر بن ناصر الدین سبکتگین نیشاپور پر قابض ہو گیا اور منتصر ابی ورد گیا اور دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہے تو جرجان گیا یہ حال اسکا جو شمس المعالی قابوس نے سنا تو اوسکے مقابلے مین دو ہزار کردی بھیجے کہ اوسکو وہانسے بھی بھاگنا پڑا اور مدد سے مایوس ہوا اب حیران تھا کہ کدھر جاوے اور اولٹا پھر ناپڑا ای درست جوری کے باب مین تھی رہی پر جوکا اور چونکہ ارسلان بالو منتصر پر ناز کرتا تھا اور حد سے بڑھکر بات کرتا تھا اور جسکا یہ ارادہ کرتا تھا وہ اوسپر تکرار کرتا تھا یہانتک کہ اوسکی ہر بات پر جو اوسکے مونہہ سے نکلتی تھی جھگڑتا تھا اور یہ بھی تہمت منتصر نے ارسلان بالو پر لگائی کہ تو میرے سے عداوت رکھتا ہے کہ اوسکا رتبہ ہمارے یہان اختصاص کا ہے اور وہ اس جنگ مین کہ ہمنے ابوالمظفر سے شکست کھائی شامل تھا تو نے اپنے حسد اور عداوت سے ہمارا کام بگڑوا دیا تو اوسکی رای مین یہ آیا کہ ارسلان بالو کو قتل کرنا چاہیے تاکہ تشفی ہووے اور یہ سب کام درست ہو وین سو اوسنے ناگاہ اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اس خیال سے اوسکو آرام ہوا اب سارے لشکر کو یہ کام اسکا ناگوار معلوم ہوا پر ابوالقاسم سیمجور نے منتصر کیطرف سے عذر و معذرت کر کے فتنہ فرو کیا لیکن اس سب لشکر نے یہ ارادہ کیا کہ ترکس کے سردار کی کہ اوسکا باپ فقیہ تھا مدد کرین کہ وہ منتصر کے ساتھ مدد اور سامان دینے پر تیار تھا تو یہ لوگ ابی ورد کی راہ ہو کر وہان گئے اور وہان کا سب محاصل لیا اور جو کچھ کہ اوس سردار نے دیا اوس سے اپنا اسباب درست کیا اب یہ خبر ابوالمظفر سپہ سالار کو ہوئی کہ یہ لوگ اس طرح جمع ہو گئے ہین وہ نیشاپور سے ایک جمعیت بہادر و نکی لیکر چلا تاکہ اونکو دفع کرے اور اودھر سے منتصر آپہنچا کہ ان دونون مین جنگ شروع ہو گئی اور بہت سخت لڑائی ہوئی منتصر کی فوجکو ہزیمت ہوئی اور ابوالقاسم سیمجور اور تونتاش حاجب پکڑے آئے کہ انکو غزنہ بھیجدیا گیا اب منتصر کو سوا ہی ہلاکی اور تباہی کے اور کچھ میسر نہوا اور ابوالمظفر باشان و شوکت واپس چلا آیا ابو منصور ثعالبی نے یہ شعر مجکو سنائے شعر اوّل شعر

	ہوے باغی شکستہ حال و پامال	زمانے نے دکھائی تازہ رونق

منتصر بھاگتے بھاگتے اتراک غزی کے مقامات مین جا پہنچا ان لوگونکو بسبب شرافت آل سامان کے اور اونکے کرم و احسان کے اوسکے ساتھ توجہ اور میلان خاطر ہوا اور چڑھتے چڑھتے چلا گیا کہ ایلک خان کے پاس شوال [illegible] سنہ ہجری مین جا پہنچا پر وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اوسکے درپے ہوا اور حدود سمرقند پر آکے ڈیرے لگائے اب قوم غزی نے آپس مین مشورہ کیا کہ اپر ات کو

مطابق سنہ [illegible]

چھاپہ مارے اور ایسا ہی کیا کہ بیخبر آن پڑے اور خوب لوٹا اور مارا اور اوسکے بڑے سردار و نکو پکڑکے لیگئے
اور یہ مشورہ کیا کہ منتصر کے حوالے نکرین بلکہ کچھ مال لیکر انکو چھوڑ دینگے یہ خبر منتصر کو ہوئی کہ یہ لوگ آپسمین یہ صلاح کر
رہے ہین کہ ایلک خان سے دوستی کرنی چاہیے اور ان قیدیونکو واپس دینا چاہیے کہ اوسکی خدمتمین ہمکو سود
ہوگا اِسسے اوسکو ایسا شبہہ ہوا کہ پانون کے تلے کی زمین نکل گئی اور آنکھونکی نیند جاتی رہے پھر سات سو
سوار اور پیدل لیکر چلا اور آمل شط تو بہت دور تھا پر دریا جو جما ہوا تھا تو سپر نزال بچھاکر پار اتر گیا اور اوسکے
پیچھے دوڑے چلے لیکن دریا اوتر نسکے اور آمل شط مین پہنچکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس پیغام بھیجا
کہ ہمارے بزرگون کے حق آپ پر بہت ہین اور اب ہمپر بہت سختی ہے کہ دشمن ہجوم کر رہے ہین اور اب ہم
تمہارے تابعدار ہین او تمہاری مدد کے محتاج ہین اور آمل شط سے مرو کو چلا کہ ترکون کے ہاتھ سے
جان بچے اور مشکون اور کشتیون کے ذریعے سے دریا پار ہوگیا اور ابو جعفر خواہزادہ سے کہ باپ اوسکا
نہایت کمینہ تھا اور دولت سامانیہ مین اوسکو عروج ہوگیا تھا اور سلطان یمین الدولہ نے اپنی عادت
کے موافق اوسکو اوسکے باپ کی جگہ مقرر کردیا تھا مدد کی درخواست کی اوسنے اوسکے قاصد کو بہت سوالی
سے نکال دیا اور خود سامان جنگ کرکے اوسکے مقابلے پر آن موجود ہوا اگر منتصر کی فوج نے اوسکو مارکر
متفرق کردیا اور ابیورد کی راہ لی کہ سنہ ۳۹۴ ہجری مین وہان جا پہنچا اور سلطان یمین الدولہ
نے اوسکے قاصد کو عزت دی اور پیغام کو بہت خوشی سے قبول کیا اور کچھ مال بھیجا کہ اپنا سامان درست
کرے اور خواہزادہ پر حکم بھیجا کہ اسکی خدمت مین اطاعت اور طاعت کے ساتھ حاضر ہووے اب وہ
لاچار حاضر ہوا اور جو قصور کہ اوس سے ہوا تھا اوسکا عذر کیا اور جبکہ ابو نصر نے سنا کہ منتصر آیا تو اوس نے
اپنے بادشاہ خوارزم شاہ کی اطاعت چھوڑکر اسکی اطاعت کی اور اوسکے نام کا خطبہ قصبہ نسا مین پڑھا
اِس کام سے اسکے اہل نسا کو خوف ہوا کہ شاید خوارزم شاہ کو ہماری شرکت کا بھی گمان گزرے تو اونھون نے
باظہار اپنی دوستی کے دربار شاہی مین یہ حال لکھ بھیجا وہانسے ابو الفضل حاجب چلا کہ اس شر کو دفع کرے
اور ابو نصر منتصر کے ساتھ ہوگیا اور بہت جمعیت بہم پہنچائی اور منتصر براہ استوخبوشان سے روانہ ہوا اور
ابو الفضل بھی فوج خوارزم شاہ کی لیکر مقابلے پر آیا اور رات کو اتفاق جنگ ہوا اور خوب لڑائی ہوئی
جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ ابن محمد اور ابن حسام الدولہ تاش مرے پڑے ہین اور باقی بھاگ گئے
اور منتصر اسفراین بھاگ گیا وہان کے لوگون نے بھی اوسکو وہان گھسنے نہ دیا کہ محنت اور فتنے مین پڑینگے

مطابق سنہ ۱۰۰۳ء

پس اپنے چند آدمی لیے ہوے سرخس کو پھرا اور کچھ یہان ٹھہرا کہ باقی لوگ بھی آکے جمع ہوے اور پھر چلا کہ دریا سے
اوترکر قبطان پونچا اور اب کو تووال بخارا اوسکی گرفتاری کو آیا اور سب طرف راستے بھاگنے کے بند کر دیے
سو منتصر نے ارادہ کیا کہ آنکو چھاپہ مارے اور گرگز را اور خوب مارا اور اپنی جان بچا کر لے نکلا اور ثغر نور
بخارا مین پونچا اور لوگون نے قصبہ دبوسیہ صغدی مین امان لی اور اوسکے لوگون سے مدد مانگی اور یہ وہان کے
لوگون پر جا پڑا کہ اونکو خوب مارا اور ابن علمدار سپہ سالار سمرقند نے منتصر کو اپنی طرف مائل کیا اور تین ہزار آدمی لیکر
آن حاضر ہوا اور بخارا کے امرا نے تین سو غلام اسکی خدمت مین بھیجے اور اسکے سوا اور بھی سلوک کیا اور قوم غزی
اوس سے آن ملے تو اوسکو کچھ قوت حاصل ہوئی ایلک خان نے سنا کہ منتصر سامان ہم کرکے پھر آیا وہ بھی
اپنے ترک لیکر آیا اور بوزگند پر لڑائی ہوئی اور خوب تیر و تلوار چلی اور ایلک خان کا لشکر بھاگا اور قوم غزی
اونکے پیچھے ہولی یہانتک لوٹا کہ ہاتھ تھک گئے اور یہ شعبان ۳۹۴ سنہ ہجری مین ہوا ایلک خان
اپنے دیار ترک کو گیا اور پھر لوگ جمع کرکے واپس آیا کہ بدلہ لیوے اور قوم غزی مال لوٹ کر اپنے وطن بھاگ
گئے اور منتصر اور ایلک خان مین درک اور خاوس سروشنی کے میدانمین جنگ شروع ہوئی ابوالحسن ابن
طاق نے ایلک خان سے امان مانگی اور اوس سے جا ملا اور اپنے پانچہزار آدمی اپنے ساتھ لے لیے
اب ایلک خان نے منتصر کے لوگ خوب کاٹے اور منتصر لاچار بھاگا اور تختون پر بیٹھکر دریا اوتر گیا کہ
اون دنون مین کشتی اور پل نہ تھا اور پھر اپنی جان بچا کر اندخوز جوزجان کے علاقے مین گیا اور اوس
جنگل مین جو گھوڑون کا ریوڑ چرتا تھا اوسکو ہانک لیگیا اور اپنے لوگونمین تقسیم کرلیا اور پھر جنگل کو چیرتا گیا
کہ زاغول کے پل پر جا پونچا سلطان یمین الدولہ کو جو خبر ہوئی تو بدین خیال کہ منتصر کچھ سامان اور مدد
ہم نہ پہونچالے ارادہ کیا کہ بلخ جلد چلے اور فرلغون ابن محمد کو چالیس سردار فوج کے دیکر اسکے پیچھے
دوڑایا کہ اوسکو وہانسے دور کرین سو منتصر نے اوسکو بہت عاجز کیا اور پھر جنابد علاقہ قہستان مین چلا گیا
کہ جہان جاتا تھا وہان تلوارین نظر آتی تھین اور جدھر بھاگتا تھا موت سامنے موجود تھی اور اب نصر بن
ناصر الدین سبکتگین مع طغانجق والی سرخس کے اور ارسلان جاذب والی طوس کے اوسکی گرفتاری کے
لیے دوڑے اور وہانسے بجگر جو بند اور وہانسے بسطام گیا وہان قابوس نے دو ہزار کردی شاہجانی لیکر
اوسکو نکالا کہ وہانسے بیار گیا اور جسکے مشورے پر بسطام آیا تھا اوسکو ملامت کی اور بہت تنگ اور
پریشان ہوکر قصبہ نسا مین آیا اب سرخک سامانی نے جو ایلک خان سے ملا ہوا تھا اوسکے مشورے سے

ایک فریب بنایا کہ منتصر کو خط لکھا کہ تم ہمارے پاس آؤ اور ہم اور تم ملکر ایلک خان سے لڑینگے پس بہت سا
تردد کیا کہ اوسکی عقل مانع تھی اور حرص و امید اوسکو ابھارتی تھی پس آخر کار سوار ہوا اور چلا اور ابھی حماد کے کنوئین تک
جو آمل کے جنگل مین تھا پونہچا تھا کہ اوسکا لشکر اوس سے جیحون پر پہلے پونہچا اور دیکھا کہ جیحون جما ہوا ہی اور اوسکے
ساتھ بھاگتے بھاگتے تھک گئے تھے کہ نہ دن چین اور نہ رات نیند آور آپسمین مشورہ کیا کہ سلیمان اور صاقی ایلک خان
کے حاجبون کے پاس چلے گئے اور جا کر کہا کہ سامانی بہت پاس ہی اور اپنی محنتون اور کوشش سے لاچار اور
تنگ ہوگیا ہی پس ہر شخص اوسکو پکڑ سکتا ہی اب ابو ابراہیم نے کچھ فوج دیکھی اور اونسے کچھ مقابلہ کیا اور پھر
بھاگا اور اوسکے دو بھائی اور اونکی رباط بشری پر پکڑے گئے اور اوترکند قید ہوکر بھیجے گئے اور بھاگتے
بھاگتے فرودگاہ ابن بہیج عربی مین جو قافلۂ عرب اس جنگل مین تھا آنکر دم لیا اور ماہ روی بندار منجملہ
تابعین سلطان یمین الدولہ کے اوس قافلے مین تھا کہ اوس نے اوس قافلے کو اشارہ کیا کہ اوسکو ہر طرح
اور ہر وقت دیکھے رکھین پس جب رات ہوئی تو ان لوگون نے اوسپر حملہ کیا اور حلال کر ڈالا کہ زمین اوسکی
خون سے لال ہوگئی گویا ابو تمام نے اسی کے لیے شعر کہے تھے شعر اول **شعر**

	خود ہی نصرت تھا جب نہ نصرت		مرگیا اک جوان نیزون مین	

مطابق سنہ ۱۰۰۴ء اور اوسکی لاش کو رود بار زم کے پاس آب مرغ مین ربیع الاول ۳۹۵ سنہ ہجری مین دفن کیا
اب خبر سلطان یمین الدولہ کو پونہچی تو حکم دیا کہ بندار قید ہوکر آوے اور اوسپر سزا ناحق شناسی کی
جاری ہووے اور حکم دیا کہ ابن بہیج عربی کو اور سب عرب کے قافلون کو لوٹ لین اور اجاڑ دین

اور اب خاندان آل سامان کی خاک اوڑگئی

فہرست سلاطین سامانیہ ابتدا سے جبتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا مالک ہوگیا

سلطنت بنی سامان کی ماوراءالنہر اور تمام خراسان مین مع اوسکے سب متعلقات کے اور وقت
بوقت سجستان کرمان جرجان طبرستان رے تا بحد و د صفہان مین ایکسو دو برس اور چھ مہینے اور
دس دن تک رہی سب مین اول ابو ابراہیم اسمٰعیل ابن احمد ہی کہ اوسنے پندرھوین ربیع الاول
مطابق سنہ ۹۰۰ء ۲۸۷ سنہ ہجری روز سہ شنبہ کو عمرو بن لیث کو اطراف بلخ مین قید کیا اور خراسان کا مالک ہوا
مطابق سنہ ۹۰۷ء آٹھ برس تک سلطنت کی اور ۲۹۵ سنہ ہجری چودھوین صفر منگل کی رات کو مرگیا
مرد نیک اور عادل اور خلیفۂ وقت کا مطیع تھا اور بعد اوسکے ابو نصر احمد ابن اسمٰعیل نے چھ برس تین مہینے

مضافات پر حملہ آور ہووے اور ایسے ہی غزنہ اور اوسکے متعلقات پر برانگیختہ کیا اور بمقابلہ ابو علی کے سبکتگین کی مدد کرنے پر اوسکو ندامت ہوے اور اوسنے چند بار بر مجلس سبکتگین پر یہ تعریض کی کہ بادشاہونکی بادشاہت چھین لینا اور اونکے خاندانون کا تباہ کر دینا نہایت برا ہی اور بیوقوفی اور بیعقلی خوب معلوم اور ظاہر ہی یہ سب باتین اوسکی سبکتگین پر کھل گئین ناصر الدین کو غصہ آیا اور فورًا ارادہ کیا کہ سجستان پر جلد پونہچکر اسکا علاج کیجیے پر ابو الفتح علی ابن محمد بستی نے نہایت نرمی اور خوبی سے یہ بات کہکر اوسکا غصہ ٹھنڈا کیا کہ بہت خبرین غالبًا جھوٹ ہوتی ہین اور اونکے موافق جو مرتکب ہووے وہ بھی مثل قائل کے گنہگار ہوتا ہی جانور ہوائی بے دانہ و دام اور بے حیا قابو مین نہین آتے ہین اور ایسے ہی لوگو نکے دل بے احسان دام مین نہین آسکتے ہین لیکن باوجود اسکے اگر کوئی سخت بات کہی جاتی ہی تو پھر ایسی وحشت و نفرت ہوتی ہی کہ پھر تابو مین آنا بہت دشوار ہی یہ سنکر ناصر الدین کا دل ذرا ٹھہرا اور اوس جلد ہی اور طیش سے باز رہا اور ابو الفتح نے یہ شعر اپنے مجکو سنائے شعر اول شعر

اگر چاہو کسی دلبر ہو تابو		و یا چاہو کرو تم دوست اپنا	

اب پھر خلف ابن احمد نے خط بھیجنے شروع کیے کہ مین ان سب امور سے بری ہون اور ایسی حرکت سے خود بیزار ہون پس ناصر الدین نے یہ بھی معاف کر دیا اور اپنے دلمین سے یہ سب مٹا دیا اور پھر تمام عمر اوس سے مدارات اور صفائی سے گزری یہانتک کہ مرگیا پھر اوسکے بعد سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو خبر آئی کہ خلف میرے باپکے مرنے سے خوش ہوا شعر

نہ خوش ہونا کہ یہ جو ٹل گیا ہی		فقط یہ تھا مگر اک اور بھی ہی	

یہ بات یمین الدولہ نے اپنے دلمین رکھی کہ کبھی وقت اور موقع پر دیکھا جاوے کا یہانتک کہ ملک خراسان کا مالک ہو گیا کہ اوسمین کچھ کھٹکا اور کسی کا لگاو نرہا کہ اوس ہنگام مین خلف نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان پر بھیجا کہ اوسنے اسپر آکر قبضہ کیا اور پھر یہانسے چلکر قوشنج پر قبضہ کیا اور یہ اور ہرات بغراجق کی جاگیر تھی پس اوسکے چچا بغراجق نے اوس سے اذن مانگا کہ اس متغلب کو اپنی جاگیر سے نکالدون اور اجازت لیکر چلا کہ قوشنج کے میدان مین اوس سے لڑائی ہوئی اور خوب سخت واقعہ ہوا آخر طاہر بھاگ گیا اور بغراجق نے اوسکا پیچھا کیا اور چونکہ بغراجق نے اس جنگ سے پہلے شراب پی تھی تو اوسکو ایک حرارت بہادری کی تھی اور ایک حرارت شراب کی تھی اس لیے

اسی جوش شراب مین طاہر کے پیچھے تنہا بھاگا چلا گیا آخر طاہر ابن خلف نے اسکو ایسی تلوار ماری کہ
گھوڑے سے گرا اور پھر اوسنے اسکا سر اوتار لیا سو ہزیمت پہلے طاہر کو ہوئی اب بغراجق کو ہوئی اور
یہ خبر یمین الدولہ امین الملۃ کو پہنچی سو اسکو اپنے چچا کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور طاہر کی ان
حرکات سے یمین الدولہ کو خوب معلوم ہو گیا کہ ان دونون باپ بیٹونکی اور اونکی سلطنت اور اونکے
امرا کی ہلاکت قریب ہے کہ گاہی قریب اپنی موت کے چھری سے اپنا سر گڑتی ہے اور چیونٹی جب مرنے
مطابق سنہ ۹۹۹ء لگتی ہین تو اوسکے پر نکلتے ہین اور پروانے کی موت آتی ہے تو خود آگ پر دوڑتا ہے سنہ ۳۹۰ ہجری مین
سلطان یمین الدولہ خلف ابن احمد پر چڑھ گیا اور وہ اسپہند کے قلعے مین
جو بہت بلند تھا جا بیٹھا سلطان نے اوسکا محاصرہ کیا اور جب اوسکا سب آرام کھانا پینا چین سے بیٹھنا اور سونا جاتا رہا
تب لاچار ہو کر نہایت عاجزی سے اپنی امان اور رہائی کی درخواست کی اور یہ شرط کی کہ ایک لاکھ دینار اور
جو کچھ سلطان پر نذر و نثار کے لایق ہوگا حاضر کرونگا سلطان نے درخواست قبول کی اور اپنے لوگ متعین
کر دیے کہ اوس سے یہ زر وصول کرین ورنہ جبتک اسی طور سے قید مین رہے اور اگرچہ اوسکی نیت یہ تھی
کہ سجستان کسی طور سے فتح کیجیے لیکن بالفعل ارادہ ہوا کہ ہندوستان پر یورش کرے سو ایک قصبہ
پیشاور پر آ ڈیرے لگا دیے اور یہیں خبر آئی کہ راجہ جیپال اوسکے مقابلے پر چلا آتا ہے اوس وقت لشکر مین سے
سلطان نے پندرہ ہزار سوار چھانٹے اور حکم دیا کہ باقیون مین سے کوئی شامل ہونے پاوے اور
راجہ جیپال بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور تین سو ہاتھی لیکر چڑھ آیا پس لڑائی شروع ہو گئی اور خوب
جنگ ہوئی کہ دوپہر مین قریب پندرہ ہزار آدمی ہندوستان کے مارے گئے اور پندرہ ہاتھی کہ
اونکی سونڈ اور پانون تلوار اور تیر سے چھد گئے تھے گر پڑے اور راجہ جیپال اور اوسکے بیٹے اور اوسکے
پوتے اور بھتیجے اور نامی آدمی اوسکے اقارب اور شہر کے گرفتار ہو گئے اور سلطان کے پاس حاضر کیے گئے
اور راجہ جیپال کے گلے سے جو مالے موتیون اور جواہر کے کھولے دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے اور
اوس سے دوگنا اون لوگون کے پاس سے نکلا کہ قید تھے یا مارے گئے تھے بلکہ اوس سے بھی زیادہ
سلطان نے پانچ لاکھ لونڈی غلام فوج مین تقسیم کر دیے اور یہ سب مال اور قیدی لیے ہوئے اپنے
خیمے مین آیا اور یہ ملک ہندوستان جو اوسکو فتح ہوا بہ نسبت خراسان کے بہت عمدہ ہے اور یہ واقعہ
مطابق سنہ ۲ء جو مشہور ہے بروز پنجشنبہ ہشتم محرم سنہ ۳۹۲ ہجری مین واقع ہوا اور یہ لڑائی ہو گئی کہ

راجہ جیپال سے صرف پچاس ہاتھی بہت اچھے لیکر اوسکو چھوڑ دے اور جبتک کہ ہاتھی آوین تب تک اوسکا
بیٹا اور پوتا یہان رہے نظربند جیپال جب اپنے مکان پر آیا تو اسنے اپنے بیٹے انندپال کو کہ دریای جیحون
کے اودھر اوسکا راج ہی خط لکھا کہ ہمپر بہت سخت لڑائی اور بڑی مصیبت ہوئی ہی اور پچاس ہاتھی کی
جو طلب ہی جلدی بہیجدو کہ وہان بہیجے جاوین تاکہ بیٹا اور پوتا وہان سے آوے اوسنے یہ ہاتھی فوراً اپنے باپ کے
پاس بہیجدیے کہ وہانسے سلطان کے پاس بہیجے گئے اور وہانسے قیدی بہیجدیے گئے اور راجہ ہند پال کو
یہ معلوم ہوا کہ اوسکا باپ بہت بڑھا ہو گیا ہی اور اب اوسکا ادبار آگیا ہی تو مناسب ہی کہ اب مرجاوے اور
یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہو جاتا تھا پھر وہ لائق راج کے نرہتا تھا اور جیپال
نے بھی جو دیکھا کہ مین بہت بڑھا ہو گیا ہون اور بہت رسوائی اور ذلت ہوئی اور جینا مناسب نجانا تو اپنا
سر منڈایا اور آگ مین بیٹھکر جل گیا اب سلطان نے دیکھا کہ جو ارادہ کیا تھا وہ پورا ہوا تو دوسرے حملے کا ارادہ
کیا اور ہندوستان پر متوجہ ہوا وہان جاکر بہیرہ زوری مقام کیا اور معلوم ہوا کہ بہت گروہ ہندوونکے جنگل اور
پہاڑی کھوہ مین چھپے ہوے تیاری کررہے ہین سو سلطان نے اونپر فوج بہیجی کہ اونسے جاکر لڑین وہ
چڑھ آئے اور جنگ برپا ہوئی اور ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ گویا دنکو تارے دکھادیے گئے اور وہ سب
بھاگ گئے اسکے بعد سلطان نے غزنہ کا ارادہ کیا اور وہان خلف ابن احمد نے اپنے جیتے جی اپنے
بیٹے طاہر کو اپنا قائم مقام سجستان کا والی اور فرمانروا کردیا اور تخت اور ملک سب اوسنے سونپکر آپ
الگ ہوگیا تاکہ سلطان کو معلوم ہووے کہ اب خلف نے سلطنت چھوڑکر زہد و ورع اختیار کیا ہی اور
عبادت الٰہی مین مصروف ہوا ہی کہ اب سلطان اسپر کبھی حملہ نکرے جب طاہر کو ایک مدت گزری تو اوسنے
اپنے باپ کی نافرمانی اور اوسکی ناحق شناسی کرنی شروع کی پر خلف اپنے بیٹے کی مدارات اور ملاطفت
مین ہمیشہ متوجہ تھا یہانتک کہ جو کچھ اسکو اوس سے امید تھی اوس سے مایوس ہو گیا اور اپنے بیٹے
کو قلعہ اسپہبند مین اس بہانے سے بلایا کہ مین بیمار پڑا ہون اور اوسکو سب وصیت کرے اور سب کچھ امانت
اور رازہاے خفیہ اوسکو سونپ دے پر اوسکا بیٹا اس حقیقت سے غافل اور اپنی تباہی اور ہلاکی
پر متوجہ ہوا اور خلف نے چند آدمی فوج کے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ انھون نے طاہر کو گھیر لیا اور اوسکو
قید کردیا یہانتک کہ وہ اوس قید مین مرگیا یہ خبر جب طاہر ابن زید سپہ سالار سجستان اور اور سب سالارون
نے سنی تو اونکے دلمین خلف کیطرف سے فساد پیدا ہوا اور خوف سرداری اور تابعداری سب دور ہوا اور

یہ شہر خلف سے چھین لیا اور سلطان یمین الدولہ کے لیے مقرر کیا اور اوسکو لکھ بھیجا کہ ہم سب آپکی اطاعت اور طاعت مین آگئے اور بیان آپکا معتمد آدے کہ آنکر اوسپر اپنا قبضہ کر لے اور ہم در دولت پہ حاضر ہووین سلطان نے اونکی درخواست کے موافق کیا اور اونکو بہت انعام و اکرام دیا اور سلطان کے نام کا سنہ ۳۹۳ ہجری مین خطبہ شروع ہوا اب سلطان نے کہا کہ خلف پر حملہ کیجیے اور اس شر کو دور کیجیے سو خلف ان دنون مین قلعہ طاق مین تھا کہ اوسکی سات شہر پناہین تھین اور دیوارین بہت بلند تھین اور ایک خندق اوسکے گرد بہت گہری اور بہت چوڑی تھی کہ اوسپر سے گذرنا محال تھا پر جب ضرورت ہوتی تھی تو ایک پل بنا رکھا تھا کہ وہ ڈالکر اوتر جاتے تھے پھر اوٹھا لیتے تھے پس اوسکو سلطان کے لشکر نے گھیر لیا اور مترددہوے کہ یہ خندق کیونکر بھرین کہ پیادہ اور سوار خوب آمد و رفت کرین اور اوسکے گرد کثرت سے درخت تھے سلطان نے حکم عام دیا کہ درخت کاٹ کر خندق بھر دین سو سب اوسپر پل گئے اور درخت کاٹ کر خندق مین بھر دیے اور سب سوار اور پیادے قلعے مین گھس گئے اور پھر ہاتھی چلے گئے اور خلف کے لشکر نے اوسپر پتھر مارنے شروع کیے اور ایک ہاتھی نے قلعے کے دروازے پر اپنے دانت اڑا کر دروازے کو اوکھاڑ کر پھینک دیا سب فوج اوسمین گھس گئی اور خلف کے لوگ بہت مارے گئے اور باقی سبنے شہر پناہون مین امان لی اور دوسری شہر پناہ پر چڑھکر کوٹھونمین پتھر مارنے شروع کیے اور اوسوقت کہ جنگ بہت گرم تھی خلف بھی باہر نکلا اور دیکھا کہ لڑائی خوب ہو رہی ہے اور دیکھا کہ ہاتھی آدمیونکو اپنی سونڈ مین پکڑ کر بلے اونچا اوٹھاتا ہے پھر دونون دانتون مین بیچ دیتا ہے اور پھر اور لوگون کو اپنے پانون تلے ڈالکر مار ڈالتا ہے اور پھر دروازے پر متوجہ ہوا کہ اپنے دونون کندھے کا زور دیکر اوسکو اوکھاڑ پھینکا خلف یہ سب کچھ دیکھکر کانپ گیا اور دہشت و ہول کے مارے بیتاب ہوکر سلطان سے امان مانگی سلطان نے جنگ موقوف کی اب خلف نے اوسکی فوجکو انعام دینا شروع کیا اور پھر بموجب حکم سلطان کے حاضر دربار ہوا اور باوجود بڑھاپے کے زمین خدمت پر جھکا اور سلطان کے باانداز جواہر اور مروارید کی لڑیان بچھاوین کہ کچھ شکر اوسکے احسان و عفو کا ہووے سلطان نے اوسکی خوب عزت کی اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ تمہارا سب قصور اور حرکات ہم بھول گئے اور اوسکو اختیار دیا کہ اس قلعے کے اسباب موجودسے جو اور جسقدر پسند ہو لیجاؤ اور جہان مناسب جانو رہنا قبول کرو اوسنے کہا کہ مجکو جوزجان کی آب وہوا پسند ہے وہان رہنا منظور ہے سلطان نے حکم دیا کہ بعزت و حرمت وہان پہونچا دیا جاوے چنانچہ وہان مطابق سنہ ۱۰۰۲ء

چار برس تک بآسایش تمام رہا پھر سلطان کو خبر آئی کہ خلف خفیہ خطوط ایلک خان کے پاس بھیجتا ہے تاکہ سلطان کے مقابلے مین آوے اس لیے سلطان نے اوسکو احتیاطاً گردیز مین بھیجا کہ وہان اس خبر کی حقیقت معلوم ہوجاویگی اور اسکی حفاظت بھی خوب رہیگی پس یہان آکر نظر بند رہا یہانتک کہ رجب ۳۹۹ سنہ ہجری مین مرگیا اور سلطان نے حکم کیا کہ اسکا سب متروکہ بحفاظت رکھا جاوے کہ اوسکے بیٹے ابوحفص کو دیا جاویگا اور اسی اقعے مین ابو منصور ثعالبی نے اپنے یہ شعر مجکو سنائے شعر اوّل شعر

مطابق ۱۰۰۸ء

کسیکا وقت ہمیشہ نہین رہا یکسان		کہ کار سہل ہو دشوار سخت ہو آسان	

اور خلف ابن احمد کے پاس بسبب اوسکی سخاوت اور بخشش کے اطراف واکناف سے ہر وقت لوگ آتے رہتے تھے اور اکثر علما اور شعرا نے اوسکی مدح لکھی ہے اور ذکر اوسکا دیار و امصار مین بہت مشہور ہے اور اوس نے علما کو جمع کیا تھا کہ قرآن شریف کی ایک ایسی تفسیر لکھین کہ کوئی بات کسی مفسر کی اور کوئی معنی اور کوئی نکتہ باقی نرہے اور سب طریقے قراءت کے اور سب بحث نحو و صرف کے اور ذکر مذکر اور مؤنث کلمات کا اوسمین درج ہووے اور احادیث جسقدر کہ متعلق اوس سے ہووین سب مذکور ہووین اور بیس ہزار دینار اسپر خرچ کیے اور یہ تفسیر نیشاپور کے صابونی کتب خانے مین موجود ہے اور اتنی بڑی ہے کہ کاتب کی عمر تمام ہوجاوے اور یہ ختم نہووے جبتک کہ چند کاتب ملکر نہ لکھین اور ابوالفتح نے کہا ہے کہ مین نے بے ارادے یہ تین شعر خلف کی مدح کے کہے کسی نے اوسکے پاس بھیجا دیے وہانسے یکایک ایک ہمیانی تین سو دینار کی میرے پاس آئی شعر اوّل شعر

یہی خلف سب باقیون مین بزرگ		ہوا سب بزرگون مین رتبہ بزرگ	

مین نے ابوالفتح سے کہا کہ یہ بات تو ایسی ہوئی کہ سیف الدولہ ہمدانی کا قاصد جو بغداد مین آیا تو ابراہیم ابن ہلال صابی سے اپنے بادشاہ کے لیے شعر مانگے وہ وعدہ امروز فردا کا کرتا رہا مگر چلتے وقت اوس نے یہ شعر اوسکو کہہ دیے شعر اوّل شعر

کرون تجھ سے مین دوستی ایکوقت		مذمت یہی ہووے تب سیف کی	

سو جب قاصد پھر آیا تو تین سو دینار لیکر آیا اور ابوالفتح نے یہ قصیدہ بھی خلف کے لیے لکھا تھا شعر اوّل شعر

جو زمانے سے چاہے کچھ عزت		جسنے لاکھون بنا بگاڑ دیے	

امیر ابو الفضل ہمدانی نے یہ قصیدہ اوسکی مدح مین کہا ہے اور وہ اس مین اپنے باپ کا بھی

ذکر کرتا ہی کہ وہ حاجیان مکہ سے اپنے وطن کا حال پوچھتا ہی شعر اوّل شعر

بہت سارت کے سینے پہ ہی زیور ستارون کا ۔ مگر خالی ہوئی زیور سے گردن جاجکی بال

ابو جعفر محمد ابن موسی موسوی شاعر نے کہا کہ یہ شعر خلف کے دروازے پر لکھے ہوئے تھے شعر اوّل شعر

جسے ہو آرزو دیکھے وہ جنت ۔ یہان آکر وہ دیکھے منزل الوان

اب سجستان بالکل صاف اور بے کھٹکے سلطان کے ملک ہو گیا اور جتنے فساد اور فتنے تھے سب مٹ گئے اور خلف کے سب لوگونکی طمع اس ملک سے اب جاتی رہی اب سلطان فتحمند غزنہ کو پھر آ کہ اللہ نے اوسپر احسان کیا کہ ملک سجستان جو کبھی کسی کے قبضے مین نہ آیا تھا اوسکے قبضے مین آ گیا اور ابو منصور ثعالبی نے سجستان کی فتح مین یہ قصیدہ لکھا ہی شعر اوّل شعر

زمانہ خوب روشن ہی ترے چہرے کی خوبی سے ۔ اوسنے زینت ہوئی کامل ترے جینے کی خوبی سے

اور یہ شعر ابو الفضل بدیع نے کہے ہین شعر اوّل شعر

خدا نے کسقدر رتبہ کیا عالی ۔ فریدون ہی دیا اسکندر ثانی

اور سلطان نے سجستان پر قنجی صاحب کو جو ناصر الدین سبکتگین کے سپہ سالارون مین سے تھا متعین کیا اسنے خوب سیاست کی اور نہایت نرمی اور مہربانی سے پاکباز لوگونسے پیش آیا اور اہل شبہہ پہ چشم نمائی کی چند دن جو عیش اور آرام سے گذرے اور کچھ فراغت اور وسعت حاصل ہوئی تو چند اوباش اہل فتنہ و فساد نے آپس مین مشورہ کیا کہ کسیکو اپنے ساتھ ملایا جاوے کہ وہ ہمکو لیکر سلطان پر چڑھائی کرے پس ان لوگون نے جھگڑا کھڑا کیا اور فساد مچایا سلطان نے جب یہ دیکھا کہ ملک سجستان میرے باپ اور میرے امین پر فساد کرتا ہی تو سپہ سالار ابو المظفر ابن ناصر الدین اور تون تاش حاجب اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو لیکر فوراً سجستان پر آ گیا اور قلعہ ارک کا محاصرہ کیا کہ جسمین سرکش لوگ تھے اور اسکے لشکر نے شہر پناہ کو گھیر لیا اور سب مقامات پر متعین اور تقسیم ہو گئے اور بروز جمعہ بیسوین شعبان سنہ ۳۹۳ ہجری چار گھڑی دن رہے لڑائی شروع ہوئی اور باغی لوگ خوب ہمت اور مدد باہمی سے لڑتے تھے آخر جب خوب جنگ ہوئی اور کچھ تھکے تو اب شہر پناہ کی فصیلون میں پناہ لینے لگے یہانتک کہ اندھیری رات مین سلطان کی فوج نے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان کی مدد اور حمایت کا آوازہ دیا سو یہ باغی بھاگ نکلے اور باقی مارے گئے اللہ تعالی نے دوبارہ یہ ملک

مطابق سنہ ۱۰۰۳ء

سجستان سلطان کو دیا کہ یہ سب فتنے اور فساد سے خالی اور پاک ہو گیا اور اب سلطان کی ہیبت اور رعب سجستان پر ایسا ہو گیا کہ بھیڑیے سے بھی امن ہو گیا یعنی ہمین بھی طاقت نرہی کہ ایذا دیوے اور کسی کا یہ شعر ہی شعر

خدا کرے کہ ہمیشہ ہو فتح تجکو نصیب … کہ تیرے رتبہ عالی پہ آگ چمکی ہی

اور ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ کہا ہی شعر اول شعر

بادشاہون پر ہو غالب بادشاہت کے نگین … تمکو ہیا ہی یقینا دار و گیر کفر و دین

اور سجستان مع نیشاپور صرف خرچ ذاتی ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین سبکتگین کا مقرر کیا اور بلاد مشرق مین دونو ملک نہایت عمدہ ہین اور ابو منصور نصر ابن اسحاق کو اسکا وزیر مقرر کیا اور سب انتظام اور بندوبست اسکو سونپا کہ وہ انتظام اور سیاست اور تحصیل محاصل پر خوب مصروف ہوا اب سلطان بارادۂ جنگ ہندوستان کے بلخ کیطرف مڑا شمس المعالی اٹھارہ برس تک خراسان مین مبتلای گردش حوادث رہا مگر کوئی اوسپر دست درازی نکر سکا اور باوجود ان تغیرات کے اوسکے صفات مروت اور ہمت مین کچھ فرق نہ آیا اور کوئی سردار اور امیر ایسا نہوگا کہ اوس نے اوس سے کچھ نہ کچھ فائدہ اور انعام نہ لیا ہو جسکے پاس جو سامان ہی اور جو گھوڑا کسی کے زیر ران ہی وہ اوسی کا انعام و احسان ہی اور سلاطین سامانیہ کو ہمیشہ یہ فکر رہی کہ شمس المعالی کو اوسکے ملک پر پہنچا دین اور اوسکے دشمن کو وہانسے نکالین لیکن اونکو اپنے حوادث اور آفتون سے اسقدر فرصت نہوئی اور یہ سب مشقت اور محنت اسکی تجربہ کاری کے لیے تھی کہ آخر اقبال اوسکا غالب ہوا اور اوسکو فتح نصیب ہوئی اور یہ شعر گویا اوس کے لیے کہے گئے ہین شعر اول شعر

گردش سے زمانے کی ہمین تم نہ ڈراو … جو صاحب عزت ہی اوسی پر ہی مصیبت

اور جب کہ ناصر الدین سبکتگین میدان خراسان طی کر چکا اور ابو علی ابن سیمجور پر فتح پائی تو قابوس سے ملکر بہت خوش ہوا اور وعدہ کیا کہ ہم تمھاری مدد کرینگے پر اوسکو بلخ پر اتفاقا جانا پڑا اور اس وعدے پر اتنا زمانہ گذرا کہ ابو علی ختم ہو چکا اور اوسکا قصہ مٹا اور پھر بطلب ابو القاسم سیمجور کے طرف طوس کے گیا اب شمس المعالی اور ناصر الدین کے لیے وعدے ٹھہرے اور بہت اخلاق سے ملاقات ہوئی اور یہ ذکر آیا کہ فخر الدولہ والی رے نے بدر بن حسنویہ کردی سے مدد مانگی ہی اب ناصر الدین سبکتگین نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج شمس المعالی کی مدد میں ان لوگون کے اوپر چڑھاوے اور ایلک خان کے پاس تون تاش اپنے داروغۂ کلان کو بھیجا کہ ماوراء النہر جو ہمارا اور تمھارا وعدہ محبت اور مدد باہمی کا ٹھہرا تھا کہ جو ملک ہاتھ لگے گا اوسمین ہم اور تم شریک ہونگے

سواب دس ہزار ترک نہایت دلاور اور خلاصہ اپنی فوج کے بھیجدیئے اور شمس المعالی کو اونکے آنے تک ٹھہرایا
اور اسکی انتظار مین ناصر الدین بلخ چلا گیا بس اتنے مین کہ ایلچی آوے ناصر الدین سبکتگین مرگیا اب یہ سب کام اور
تمام بندوبست برہم ہوگیا اب اشراف لوگ محمود یمین الدولہ اور شمس المعالی کے درمیان آنے جانے لگے
کہ یمین الدولہ محمود اوسکی امید برلاوے اور اوسکے دشمنو نکو ہٹاوے یمین الدولہ محمود نے اقرار کیا کہ ہم جرجان
پر قرار پذیر ہوکر دو مہینے بعد تمہاری مدد کرینگے اور وہ اس بات پر انکار کرتا تھا کہ اوسکی رعیت دشمنو نکے
ظلم اور ستم سے تباہ ہوئی جاتی ہے چاہیے کہ مملکت میری جلد دلائی جاوے لیکن سلطان یمین الدولہ
کو اوسکے باپ کے مرنے سے یہ امر ضروری پیش آیا کہ اپنے باپ کی میراث کا اہتمام کرے اور اپنے
بھائی کے حال پر متوجہ ہووے اور وطن جلدی جاوے تو شمس المعالی سے اسقدر کام کے لیے
رخصت مانگی اور غزنہ کو روانہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اوسکے سب کام آسان کیے اور سب زخم بھر گئے اور جب
فخر الدولہ مرا تو ابو القاسم قومس سے جرجان پر جا قابض ہوا شمس المعالی نے سلطان کو لکھا کہ جرجان پر میری
مدد کرے تا یہ ملک پھر میرے ہاتھ آوے سو سلطان نے وعدہ کیا طرف چلا اور اب ابو القاسم استر آباد
مین تھا اور بمقام ری ابو العباس اور فیروزان ابن الحسین سرداران دیلم اور اکراد کو اکٹھا کر کے سامان درست
کیا اور ابو القاسم کو بخارا مین یہ لالچ دیا گیا کہ قہستان اور ہرات پر قبضہ کر لیوے اور حکم ہوا کہ خراسان
مین پھر آوے کہ اپنے سامان اور اسباب سے مدد کیا جاوے سو اوسنے ارادہ کیا کہ اس سب وعدے سے
پھر جائیے اور اس سب کے خلاف کیجیے اور کچھ خیال نکیا کہ جسکو اپنی مدد پر بلایا تھا اوس سے جدا ہونے
مین ندامت ہوگی اور اسفرائین چلا گیا اور شمس المعالی بغرض برامد امید نیشاپور چلا گیا اور جب دیکھا کہ
سامان آل سامان بگڑتا جاتا ہے اور دن بدن بے ترتیبی اور بے انتظامی ہوتی جاتی ہے تو اب فکر کیا
کہ کیا کیا چاہیے تو یہ سمجھا کہ اسپہبد شہریار ابن شروین کو جبل شہریار کے اوپر بھیجے کہ اوسکی تو صفائی
ہووے تو اسپہبد چلا اور جبل پران دنون رستم ابن مرزبان حاکم تھا جو میر ابو طالب رستم ابن فخر الدولہ
رے والے کا ماموں ہے یہ لوگ اپنی رسم کے موافق ڈھال تلوار باندھکر اسپہبد سے لڑنے کو آموجود
ہوے اور خوب جنگ ہوئی کہ اونکو بھاگنا پڑا اور جنگ مین متفرق ہوگئے اور بہت مارے گئے
اور جبل فتح ہوا اور شمس المعالی کے نام خطبہ پڑھا گیا اور بہت غنیمت ہاتھ لگی اور اسفندیار یہ مین جو لوگ
جبل کے تھے اونمین بانی ابن سعید ایک جوان مرد تھا کہ بظاہر اپنے گروہ مین شامل تھا اور بحقیقت

شمس المعالی کا دوست تھا اور اتفاقاً نصر بن الحسین فیروزان کو بسبب تنگدستی اور تنگ حالی کے اسفندار یہ کیطرف علاقۂ دیلم مین جانا پڑا تو وہان پونہچکر یہ لالچ ہوا کہ اسفندار یہ پر اور جو لوگ کہ اسمین ہین اونپر غلبہ حاصل کیجے تو جو لوگ کہ اوسکو مزاحم ہوے اونپر اونسنے انگارے پھینکنے شروع کیے اور ابو الفضل کلار بائی ابن سعید کے بیٹون کو پکڑ لیا اور قید کر دیا کہ وہ اس قید ہی مین مرگیا اور پھر بائی ابن سعید کا قصد کیا اور یہ دونون قصد آمل پر ملے اور وہان ابو العباس قریب دو ہزار کے لشکر ری کا لیے ہوے پڑا تھا ان دونون نے اوسکو مار کر نکال دیا اور بائی نے ایک خط شمس المعالی کے پاس بھیجا کہ ہمنے تمھارے لیے یہ فتح کی ہے شمس المعالی نیشاپور سے جرجان کو چلا اور بائی اوسیوقت نصر سے جدا ہوکر استرآباد کو چلا اور جو لوگ جیل کے کہ بائی کے ساتھ دوستی رکھتے تھے وہ سب اسکے پاس آن جمع ہوے اور شمس المعالی نے اسپہند کو حکم دیا کہ بائی کے پاس حاضر ہووے وہ بموجب حکم کے اس سے آملا اور ابو العباس ہوقت جرجان مین تھا اوسکو خبر ہوئی کہ یہ لوگ اسطرح جمع ہوتے ہین سو وہ انکے دفع کرنیکے لیے چلا اور استرآباد کے دروازے پر لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ بائی کو ہزیمت ہووے لیکن کردی اور عرب انکے ساتھ ہوگیے اس لیے ابو العباس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور یہ اوسکے پیچھے دوڑے کہ اوسکو مع ایکہزار اور بیس آدمی اوسکے لشکر کے قید کر لیا اور باقی رات کے وقت جرجان بھاگ گیے اور جرجان پر سالار ابن کاش کو شمس المعالی نے بھیجا کہ وہانسے وہ لوگ بھاگ کر جرجان پونہچے ہی تھے کہ اونپر اوسی وقت یہ سالار جا پونہچا تو سوا فریاد اور زاری کے اور کچھ اونسے نہ بن پڑا اور کوئی راہ اور قابو اونکو نہ ملا اگرچہ بھاگنے پر بہت تڑپے اور اللہ تعالی نے اس فتح کی بھی خبر شمس المعالی کو سنائی اور وہ یہ سنکر جرجان کو آیا اللہ نے اوسکا دل خوش کیا اور غم دور ہوا اور مشکل آسان ہوئی اور رتبہ اوسکا اور بھی بلند ہوا اور شعبان ۳۸۸ ہجری مین جرجان مین داخل ہوا اور ایک شاعر کا یہ قصیدہ ہے شعر اوّل شعر

سعی جاری ہی جبتلک ہی تخنت ‖ مرد کو صبر ہی بکار سخنت

اور ابو بکر ابن ابی العباس طبری معروف خوارزمی کا یہ قصیدہ ہے شعر اول شعر

اوسنے رخصت کیا با شک روان ‖ اور رکھا تھا دست خود بدہان

اور اوسی شاعر کا دوسرا قصیدہ یہ ہی شعر اول شعر

بہت خورشید رو ہین ملعب پرہ ‖ نکلتا ہی جدائی اور جدائی ہی

اور ایک قصیدہ قاضی ابو الحسین علی ابن عبد اللہ جرجانی کا ہی (بسبب پرانی ہو گے کتاب کے شعر پڑھے
کاغذ پھٹا ہوا ہی) اور وہ لوگ شکست کھا کر جب رَی پونہچ چکے اونکو بہت سی ذلت اور ندامت ہوئی اور اب
یہان ابو علی حسین ابن احمد حمولہ وزیر تھا اسنے سب دیلم اور ترک اور عرب اور کردین سے دش ہزار آدمی نہایت
عمدہ اور بہتر چھانٹے اور منوچہر ابن قابوس اور بے ستون ابن تخاسب اور کتان ابن فیروزان اور شاموخ شمس
دیلم کے بھانجے کو اور موسی حاجب اور شار ابن کردویہ اور ابو العباس ابن خانی اور عبد الملک ابن باکان ہمراہ ان
جیل اور دیلم کو اپنے ساتھ لیکر چلا اور جیل شہریاری پر پونہچا شمس المعالی کو جو خبر ہوئی تو اوسنے سب جگہ سے
لوگ سمیٹے اور شہریار سے مدد مانگی کہ اللہ تعالی نے جو یہ ملک پھر عطا کیا ہی قائم رہے اور ابو علی حمولہ کو اس سے
زیادہ تردد ہوا کہ نصر ابن الحسین فیروزان شمس المعالی کے ساتھ ملا ہوا ہی تو اوسنے اوس سے بہت جادو آمیز
باتین کہین اور کہا کہ تجھ مین اور فخر الدولہ مین قرابت بھی ہی اگر اسوقت تجھ سے کوئی کام اسکی جانب درست ہووے
تو باعث تیری عزت اور ترقی کا ہوگا نصر نے یہ سب باتین اوسکی سنکر ابو طالب فخر الدولہ کیجانب آمیزش
کی اور ساریہ کو چلا پھر اباذان وطراسک کے داہنے باتین گیا جب قومس کے قریب گیا تو اپنے سب ہمراہیون
مین اپنی یہ رای ظاہر کی کہ شمس المعالی سے ترک اور قطع کر کے میںنے ابو طالب فخر الدولہ کی اطاعت اور
طاعت کی اسکے ہمراہیونمین اب اختلاف ہوا کوئی اسفندار یہ گیا کوئی جرجانمین بابان حاضر ہوا کوئی
وہین ہا اور اسنے قومس پر مقام کر دیا اور ابو علی بن حمولہ سے درخواست کی کہ کسی قلعے مین مجکو اجازت
ہووے کہ وہان اپنی آل و عیال اور اپنا اسباب محفوظ رکھون اونھونے جومند کا قلعہ اوسکو بتا دیا کہ اوسکو
اپنا وطن بنا وے اور جو کچھ مال و اسباب ہی اوسکے سپرد کیا اب اس سے ابو علی خاطر جمع کر کے ساریہ کو
بارادۂ جرجان چلا یہان جب آگیا تو منوچہر ابن شمس المعالی اپنے باپکے عقوق اور نا فرمانی سے توبہ کر کے
اپنے باپ کیخدمت مین آنکو روانہ ہوا اب ابو علی کو ڈر ہوا کہ بے ستون ابن تخاسب اوسکے ساتھ
جیل مشترک ہی ایسا نہو کہ یہ بھی شمس المعالی پاس چلا جاوے اور اور لوگون کو بھی اپنے ساتھ لیجاوے
تو اوسکی مشکلین باندھکر رَی بھیجدیا اور خود جرجان چلا گیا اور قبر داعی کے پاس ٹھہر کر لشکر درست کیا اور
اپنے ہمراہیونکو خوب وصیت کی کہ آپسمین مدد کرتے رہین اور خوب جنگ کرین اور اپنی آبرو اور غیرت
پر نگاہ رکھین اور لڑائی شروع ہوئی اور صبح و شام یہ کام جاری رہا یہانتک کہ دو مہینے گزر گئے اور
جرجان مین لشکر کو جو رسد غلے کی نہ پونہچی تو نہایت تنگی ہوئی لیکن وہین جمے رہے اور جو کچھ باقی تھا

اودہر گزارہ کیا اور پھر وہانسے نکلے اور قبر داعی کے میدان سے ہوکر محمد آباد پونچے کہ جناشک کیطرف سے
غلا اونہین پہوا نپر اسقدر بارش ہوئی کہ غلہ لانے سے بند ہو گئی اور زمین موج زن ہو گئی اور خیمے گر پڑے
اور سب جانور اور آدمی کیچڑ مین دہسنے لگے اور شمس المعالی کا لشکر خندق کے اودہر سے آپونچا اور لڑائی شروع
کردی اور ایسے حملکر لڑے کہ طلوع آفتاب سے قریب غروب تک لڑتے رہے اور اوسوقت جیل نے دیلم پر ایسا
حملہ کیا کہ اونمین کوئی بدلہ لینے والا نرہا اور اوسکے سردار اسفلار ابن کورانگج اودر زہوا ورحبستان ابن ارسلکی اور
اوسکا بھائی جند ابن سالار اور محمد ابن دمشوذان گرفتار ہو گئے اور ایک ہزار تین سو آدمی مارے گئے اور اللہ تعالی
نے مال بیحساب جیل کو دلوایا اور شمس المعالی نے زخمیونکا علاج کیا اور گرفتارونکو رہا کیا اور اونکو انعام و خلعت
دیکر اونکے ملک کو روانہ کیا ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ اس فتح مین لکہا ہی شعر اول شعر

بہت ہی خوش زمانہ فتح کامل ہی	سبھی ہین خوبیان شمس المعالی مین

اور امیر فاضل ابو الفضل عبید اللہ ابن احمد میکالی شاعر نے ایک شعر کہا ہی شعر

نہو شمس المعالی کا مخالف	نہین تو آفتین آوینگی تجہپر

ابو علی ابن حمولہ نے ہزیمت کہاکر قومس کیا اور نصر ابن الحسن فیروزان سے درخوست کی کہ اس ہزیمت
پر ہماری مدد کرے پر دیکہا کہ پیچہے دوڑ آتی ہی تو رے کو بہاگ گیا اور آدہر اوسکی تلاش مین نصر آیا وہ سمنان
آکر ٹہر گیا اور ابو طالب مجد الدولہ رستم ابن علی ابن فخر الدولہ کو مدد کے لیے بہت خط بہیجے سو ہمین ایک زمانہ
دراز گزر گیا پہر ابن بلتکین حاجب سے چہ سو آدمیونکی مدد ملی اور کچہ طاقت ہم پونچی انکے مقابلے
مین شمس المعالی نے بائی ابن سعید کو بہیجا اور اسپہبند شہریار کو بہی بلایا کہ اوسکی مدد کرے نصر ابن
فیروزان نے سب طرف کے راستے بند کر لیے تہے کہ کوئی اوسپر نہ آسکے اور کسیکو اوسکی خبر نہووے اور
تہنا رہنا اختیار کیا تہا جو بائی اوسپر چڑہ آیا اور لڑائی شروع ہوگئی نصر نے بہی اوسپر ایسا حملہ کیا کہ بائی
لاچار ہوکر بہاگا اور اوسکے ہمراہی سب بہاگ گئے اور بہت خونریزی ہوئی اور اسکی مدد کو رستم ابن مرزبان
مجد الدولہ کا ماموں تین ہزار آدمی لیکر آیا اور جیل شہریار پر اوسکو سپہ سالاری اور اسپہبندی دیے گئے
اور نصر نے دُنباوند پہاڑ پر اوس سے ملاقات کی اور اسپر اور اوسکے حدود پر اوسکو مدد دی اب اسپہبند
شہریار کو ہسار یہ جانا پڑا کہ یہان منوچہر ابن شمس المعالی محفوظ اور امن سے بیٹہا ہوا تہا اور اتفاقا اہل
قرمیسہ پر قحط پڑا کیونکہ وہانکی رعایا نے غلہ وغیرہ اسباب جو کچہ جمع کر رکہا تہا وہ سب ان لوٹون مین گیا

لاچار بسبب اس قحط کے نصر رستم بن مرزبان کو چھوڑ کر اولٹا چلا سو اسکا جانا کہ اسپہند سالار رستم پر چڑھ آیا اور
اوسکو مار کر ری کی حدود مین نکالدیا اب یہ ٹکڑا تو پھر صاف ہوگیا اور اوسکے قبضے مین آگیا اور رستم نے جو
ابو نصر کو تنگ کیا تو لاچار اوسکو شمس المعالی کے پاس جانا پڑا سو اونہون نے بہت خاطر اور مدارات کی اور بہت
کچھ اوسکو دیا اور بحصول مطلب اوس سے وعدہ کیا اور بقدر کفایت سپاہ اور سامان دیکر ابو نصر کو نصر کے اوپر بھیجا
اور بہت سخت لڑائی ہوئی پہلے تو خود حملہ کیا اور پھر اپنی فوج لیکر حملہ کیا کہ اوسکی جمعیت کو متفرق کر دیا اور
جستان بن داعی اور ابن ہند وغیرہ سردار پکڑے گئے اور زمین کشتون سے بھر گئی اور نصر سمنان کو بھاگا
اور یہ واقعہ جمادی الثانی سنہ ۳۹۵ ہجری مین ہوا اور نصر باوجود شرافت خاندان اور مطابق سنہ ۱۰۰۴ء
عظمت خانمان کے مبتلاے مصائب رہا اور مکے کے مسافرون کا رستہ اوسکی ولایت مین تھا تو ان
مسافرون کو ہر سال طرح طرح کی تکلیفات پہنچتی تھی کہ اونکی دعا بد اسکے حق مین باعث مصائب کی ہوئی
اور نصر اپنی مدد کے لیے پدر پدری خط بھیجتا تھا سو وہان سے بجز وعدہ امروز فردا کے اور کچھ نہ تھا کہ اسپر ایک مدت
گزر گئی اور اسکو خبر آئی کہ مجد الدولہ اور شمس المعالی نے اتفاق کر لیا ہے کہ نصر کو پکڑ لین تو اب اور بھی اسکو تنگی اور تکلیف
ہوئی اور یہ بھی خبر آئی کہ ارسلان ہند وبچہ والی قہستان سردار یمین الدولہ امین الملۃ نے ابی القاسم سیمجور
پر شبخون مارا اور وہ بچکر جنابذ بھاگ گیا تو اب اوسکی مدد اور رفاقت کے لیے جنابذ گیا اوسکی مدد اور سامان کے
لیے حیلہ بہانہ ڈھونڈنے لگا اور بار بار ری کی خوبیان بتلاتا تھا تاکہ اوسکے ساتھ چلکر ابو طالب پر یورش
کرے کہ ابو طالب کی اطاعت اور طاعت سے اکثر لوگونکی نیت اور ارادے مین خلل ہوگیا ہے ابو القاسم بھی
اوسکے دم مین آکر ری پر چلا تو راستے مین بہت سخت لشکر اوسکو ملا کہ اوسکی سبب راستہ بند تھا یہ حال
سخت اور دشوار دیکھکر ابو القاسم اولٹا پھرا اور اس سفر پر بہت پشیمان ہوا اور شمس المعالی نے جو سنا
کہ یہ دونون ری سے اسطرح اولٹے پھرے تو اونکے مقابلے کو ایک لشکر بھیجا کہ اوسکے حدود ملک سے اونکو
نکالدیا جب ان دونون نے دیکھا کہ سب طرف سے دھکے ملتے ہین اور کہین ٹھکانا نہین لاچار یہ مشورہ
کیا کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کی امان مین حاضر ہووین اور چلے آئے لیکن پھر ابو القاسم بھاگ
نکلا کہ سلطان نے اوسکو پکڑوا کر قید کیا اور اوسی قید مین وہ مر گیا اسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور نصر ایک
مدت تک اوسکی خدمت مین رہا یہانتک کہ سلطان نے بیار اور جومند دو پرگنے اوسکی مدد معاش مقرر کر دیے یہ وہان
گیا لیکن اوسکی ہمت نے اسپر قناعت نہ کی ہمیشہ اپنی تدبیر مین تڑپتا تھا یہانتک کہ فریب مین آکر ری گیا اور

وہانسے استونا وند بھیجا گیا کہ یہ اسکے لیے برا قیدخانہ ہوا اور جو قلعے کہ درمیان جرجان اور استراباد کے واقع تھے شمس المعالی نے ایسی فوج بھیجدی کہ اونھون نے اون قلعون کو آخر بحیلہ و بہانہ فتح کرلیا اب سب ملک مع تمام قلعون اور اطراف و حدود کے بالکل صاف ہوگیا اور سب مال و دولت کہ عمرو ن مین لوگون نے جمع کیے تھے سب شمس المعالی کے قبضے مین آگئے اب اسپہند سالار کے دلمین یہ آیا کہ اسباب اور لشکر ہمارے پاس تو خوب جمع ہے شمس المعالی سے نافرمانی اختیار کرکے جبل شہریار کو اپنے قبضے مین لائیے اور بالاستقلال خود حکومت کیجیے شمس المعالی نے اوسکے مقابلے مین ابوعلی رستم ابن مرزبان ابوطالب کے ماموں کو مع سرداران دیلم کے اور بےستون ابن تخاسب کو پہلے جو بگمان دوستی قابوس اپنے آقا کے گرفتار ہوچکا تھا بھیجا اور جنگ شروع ہوئی سو اسپہند کو شکست ہوئی اور قید ہوا اور رستم نے فرمان شمس المعالی کی رو سے مین منادی کروائی اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اوسکو اس فتح کی خبر دی اور بےستون ابن تخاسب اپنے آقا ولی نعمت کی خدمت مین حاضر ہوا اوسکے احسان اور اکرام سے بہت خوش ہوا پر اوسکی موت آئی اور مرگیا اور تمام ملک جبل جرجان اور طبرستان کے متعلق ہوگیا شمس المعالی نے اپنے فرزند منوچہر کو دیدیا اور آب اس منوچہر کو رویان اور شالوس اور حدود اسفندار یہ ہاتھ لگے اور اسکے عدل و احسان کی شہرت ہوئی اور اسکے امن و امان کا ذکر ہونے لگا اور شمس المعالی نے سلطان یمین الدولہ کو خطوط بدین غرض بھیجنے شروع کیے کہ بوقت نزول مصائب مددگار رہے اور اسکے ساتھ بہت تحفہ اور عمدہ چیزین بھیجین کہ دوستی اور محبت خوب ہوگئی اور جرجان اور طبرستان دریا کے کنارے تک مع دیار دیلم کے اسکے ممالک محروسے مین داخل ہوگئی کہ اونمین بے تکلف احکام جاری تھے اور شہری اور دیہاتی سب خوش تھے اللہ شمس المعالی کو سلامت رکھے کہ بہت بلند ہمت اور صاحب کرم ہے کہ ایسا اگلے سلاطین مین نہین سنا گیا ہے اور صاحب عقل اور علم اور صاحب حکمت اور صاحب احتیاط اور کبھی لغو اور کار بیہودہ پر متوجہ نہین ہوا کہ وہ یہ جانتا تھا کہ ملک داری اور لہو یعنی کھیل دونون آپس مین ضد ہین اور یہ دونون باقی نہین رہ سکتے ہین یا یہی رہے یا وہی رہے اور اس رای کی تائید مین ابوالفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

	جو مشغول ہو بادشہ لہو مین		تو برباد ہو مملکت جلد تر	

اور اوس سے زیادہ کوئی انصاف اور عدل والا نہین ہوا اور اب وہ آداب اور حکمت مین کامل اور طریقہ سیف اور قلم مین جامع اور اوسکی تصنیفات بہت ہین کہ وہ ان بلاد مین جاری رہین

اور منجملہ اوسکے ایک سالہ ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم کے بیان مین اور خط اوسکا ایسا عمدہ تھا کہ اسمٰعیل ابن عباد اوسکو دیکھکر یہ کہتا تھا کہ یہ خط ہی یا موتی کے ہار ہین گویا متنبی نے اوسی کے لیئے یہ شعر لکھے ہین شعر

اوسکا خط ہر شخص کو مرغوب ہی ‏ ‏ روشنائی اوسکی بھی بس خوب ہی

سلطان یمین الدولہ وامین الملۃ کی ایلک خان سے دوستی و رشتہ مندی ہوئی اور پھر مخالفت ہوئی

ایلک خان جب آل سامان پر غدر کرکے خراسان کا مالک ہوگیا اور یہ وقت اوسکو غنیمت ہوا کہ اوسنے سب خاندان اور ہر خاندان کو جو خراسان مین کچھ بھی نامور تھے مٹا دیا اگر کسیکا ناخن بھر بھی لگاؤ تھا یا کچھ بھی صاحب عزیمت تھا تو فوراً اوسکو قلم کردیا اور اوکھاڑ دیا پھر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو خط بھیجا اور لکھا کہ نہ خیرہ اموال اور یہ خالص ملک وملک اور یہ عزت ظاہری اور احسان باطنی کہ اللہ نے آپکو دیا ہی مبارک ہو اور اپنی برآمد آرزو بر رفعت اقبال وحصول جاہ وجلال کا بھی اوسمین ذکر کیا اور طرفین سے قاصد آنے جانے لگے کہ اوسمین وہ ملاقات ہوئی جو کہ مراتب حال کو سرسبز رکھے اور دوستی اور ملاقات ثابت رہے اور یہ سب ایک ہو جاوین اور مصلحت باہمی کہ مددگار ہین اور جبکہ سلطان بمقام نیشاپور منتصر الی ابراہیم کی تلاش مین تھا اوسوقت ابو الطیب سہل ابن محمد ابن سلیمان صعلوکی امام اہل حدیث کو ایلک خان کے پاس مع بغراجق کے بھیجا اور اپنی لڑکی بھی اوس سے منسوب کرکے بحساب جہیز دیکر انکے ساتھ روانہ کی منجملہ قاصد کہ دریای ترک سے ملک ایران کو ایک درتیم لیکر جلد تر وہان پہنچا تو بہت خوشی اور نہایت تعظیم ہوئی کہ سلطان کا ایلچی اور خصوصاً ایسا ایلچی کہ خود بھی امام اہل فضل تھا سو جبتک کہ رسم شادی اور نکاح سے فارغ ہوا وہان رہا اب وہانسے نہایت تحفہ گھوڑے وغیرہ اسباب اور عمدہ عمدہ لونڈی اور غلام لیکر روانہ ہوا الیس دوستی اور محبت ان دونون مین خوب ہو گئی گویا ایک ملک مین دونون شریک ہین یہانتک کہ شیطان نے انمین فساد ڈالدیا اور نوبت بجنگ وجدال پہنچی کہ اپنے اپنے مواقع پر ذکر ہوگا اب ہم اس قاصد بزرگ کا حال لکھتے ہین پھر خراسان کی رعایا اور ارکان سلطنت کا حال لکھینگے سو منجملہ کلام امام مذکور کے ہی جو کوئی کہ وقت سے پہلے سلطان بنے ضرور ذلت بھگتیگا اور یہ گویا منجملہ کلام منصور فقیہ کے ہی عقل موجب خوش عیشی ہی اور منجملہ رعایا سلطان کے نیشاپور مین ابو نصر احمد ابن علی ہی سلطان اسپر بہت احسان کرتا تھا کیونکہ یہ شخص ایسا صاحب علم وادب تھا کہ گویا اوسکی سلطنت کا جمال تھا ابو الطمحان قینی شاعر نے اسکے لیئے شعر کہے ہین

اور ابو الفضل عبید اللہ ادیب اور ابو ابراہیم اسمعیل ورطوس مین ابو جعفر محمد اور ابی القاسم ابن حمزہ ابن موسی ابن جعفرؑ ابن محمدؑ ابن علیؑ ابن الحسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالب اور ابی عبد اللہ العلکانی غواص شامل ہے

ذکر واقعات سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا اور اوسکا لڑنا ایلک خان سے

ذکر جنگ سلطان کا ہندوستان مین بمقام بھاٹنیر یا بھٹنڈا

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا بندوبست خوب کر چکا بھاٹنیر پر متوجہ ہوا اور اپنا لشکر دریا سے جو ملتان کے اودھر ہے اوتار کر بھاٹنیر پر پہونچا اور اوسکی دیوارین نہایت بلند تھین اور اوسکے گرد ایک خندق نہایت گہری اور بہت چوڑی تھی اور وہان اسباب اور فوجین اور کارخانہ آہنی اور ہاتھی بہت تھے اور وہان کا راجہ ان دنون مین بجے راے تھا سو راجہ بجے راے اپنے سب سامان اور قوت دلیری اور فوج اور ہاتھیون پر بھروسا کر کے میدان مین آ موجود ہوا اور مردانہ جنگ شروع کی اور سلطان نے خوب تلوار اور نیزے کے ساتھ جنگ کی تین رات دن جنگ برابر رہی اور چوتھے دنکی صبحکو بھی یہ ہی حال تھا جب دوپہر ہوئی تو سلطان نے پکارا کہ حملہ کرو اور سب فوج نے اللہ اکبر کہکر جو حملہ کیا اور سلطان نے بھی بذات خود تلوار داہنے اور بائین چلانی شروع کی تو چند ہاتھی کہ جنکو راجہ بجے راے نے اپنا قلعہ جانا تھا چھین لیے اور آب گرد اوٹھی اور خوب ہی کشت خون ہوا سو سب فوج راجہ کے بھاگ کر شہر مین گھس گئے کہ اندر پناہ لینگے اور سلطان کی فوج نے احتیاطاً اونکا پیچھا نکیا اور سلطان قلعہ پر قابض ہو گیا اور لشکر سلطان سب متفق ہو گیا خندق بھر دی دیوارین توڑ ڈالین اور رستہ تنگ کو کشادہ کر دیا اور دروازے سب کھول دیے اور راجہ بجے راے نے جو دیکھا کہ جنگ نہایت گرم ہے اور تباہی اور ہلاکت بہت ہوتی جاتی ہے تو چند پیادہ لوگونکو لیکر کبھی کسی جنگل مین کبھی کسی پہاڑ کی کھوہ یا چوٹی پر جا چھپا کہ کچھ امان ہو اور کسیطرح جان بچے پر سلطان نے اپنی فوج اوسکی تلاش مین بھیجی اونھون نے جا کر راجہ کو گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی راجہ نے جو یہ آفت اور تباہی دیکھی تو خنجر اپنے سینے مین ایسا مارا کہ سینے کا سب پردہ پھٹ گیا اور بیچارے نے اپنی جان دی پھر لشکر پھرا اور جو کچھ فوج راجہ کی تھی اوس سے خوب قتال کیا اور بہت دولت ہاتھ لگی ایک سو بیس ہاتھی تو صرف سلطان کے حصے مین آئے اب بھاٹنیر پر اپنا معتمد صوبہ مقرر کر کے خود غزنہ کو روانہ ہوا اور اتفاقاً اس سفر مین بیقدر بارش ہوئی اور دریا ایسے چڑھے اور پہاڑون پر سے ایسے نالے بہے اور اکثر جنگ و جدال کا

بھی راہ مین اتفاق ہوتا رہا تو بہت سا اسباب رہ گیا اور بہت فوج کے لوگ اسمین ڈوب گئے اور متفرق ہوگئے پر سلطان محفوظ چلا گیا ابو الفتح بستی نے اس فتح مین شعر یہ کہے ہین شعر اول شعر

کہدو سلطان کو مرا پیغام	ساتھ اوسکے ہے دوستی اور عقل

بیان جنگ ملتان

سلطان کو خبر ہوئی کہ والی ملتان ابو الفتوح بہت بدکار اور شریر ہے سلطان نے استخارہ کیا کہ اوسپر فوج کشی کرے اور اوسکو بدکاری اور شرارت سے روکے اور اوسپر رات کو چھاپہ مارے اور حکم جاری کیا کہ سب اطراف واکناف سے لوگ جمع ہوگئے اور موسم ربیع مین روانہ ہوا کہ ان دنون مین خوب بارش ہوئی اور دریا خوب چڑھے ہوے تھے کہ یکایک اوترنا بہت دشوار تھا سلطان نے راجہ انندپال سے رستہ مانگا کہ آپکے ملک سے ہوکر ہم ملتان جاوینگے راجہ انندپال نے انکار کیا اسپر ان دونون مین لڑائی ہوئی اور قتال اور آتش زنی خوب ہوئی لاچار راجہ بھاگا اور کبھی کسی تنگ تاریک مکان مین اور کبھی کہین چھپتا تھا یہانتک کہ بھاگتے بھاگتے کشمیر پونہچا اب یہ حال راجہ انندپال کا ابو الفتوح والی ملتان نے سنا اور جانا کہ راجہ ہندوستان کا کہ جنکی نسبت مین نہایت مختصر اور کمتر ہون جب یہ حال ہوا تو ہمارا کیا ہوگا وہ جھٹ اپنا سامان او اسباب ہاتھیون پر لادکر سراندیپ کو چلدیا اور خالی ملتان سلطان کے لیے چھوڑدیا کہ جو چاہے سو کرے سو سلطان ملتان پر چڑھ گیا اور وہانکی رعایا نے اوسکا مقابلہ کیا اور خوب جنگ کی اور سلطان کی فوج نے اونکا محاصرہ کیا یہانتک کہ اللہ نے فتح دی اور دو کرور درہم اونپر خراج مقرر کیا کہ اونکی جان اور اونکا مال بچا ابو تمام شاعر نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

مبارک ہوئین تجکو یہ دونون جنگ	ترے گھوڑے زور اور ڈھنگ مین

ایلک خان کے لشکر کا آنا خراسان پر اور سلطان سے لڑنا

اب تک سلطان اور ایلک خان مین دوستی تھی اتفاقا فساد برپا ہوا جب سلطان ملتان پر متوجہ ہوا تو ایلک خان نے فرصت پائی اور سباشی تگین اپنے سپہ سالار اور رشتہ دار کو بہت سا لشکر دیکر خراسان کے برکیون پر بھیجا اور بلخ مین جعفر تگین کو مع اوسکے چند اوباش ہمراہیون کے کوتوال کیا اور سلطان کیطرف سے ارسلان جاذب والی ہرات وطوس اسپر مامور تھا کہ غزنہ تک کا انتظام اور خبرگیری رکھے کہ کوئی فساد ہونے نہ پاوے یہ بہت جلد غزنہ آیا کہ درباب جنگ و جدال احتیاط رہے سباشی تگین نے

ہرات پر قبضہ کیا اور وطن بنا لیا اور حسین ابن نصر کو نیشاپور مین دیوان مقرر کیا اسنے پرگنون کا خوب انتظام کیا
اور زر محاصل خوب حاصل کیا اور چونکہ سلطان یمین الدولہ کی خبر ملتان سے کچھ نہ پونہچتی تھی اور اگر کچھ افواہ غلط
ہوتی تھی تو موافق اوسکی خواہش کے تھی تو اوسنے سرداران خراسان کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وزیر ابو العباس
فضل ابن احمد کو حکم دیا کہ غزنہ اور حدود بجنبیر یا میانکے راستے کا بند وبست کرے اور اوسکے گھاٹون اور
ناکون پر بہت دلاور لوگ متعین کرے اور یہ خبر بادشاہ کو گئی پس وہ کام کہ شروع تھا اوسکا پورا کرنا اور وہان ٹھہرنا
دشوار ہو گیا اور جلد غزنہ مین پونہچا اور جملہ ارکان دولت کو بقدر مال دیا کہ اونکو مالا مال کر دیا اور اتراک خلجی کو لیکر
جنگ پر چڑھا اور بلخ کو چلا کہ وہان سے جعفر تگین فورا ترمذ کو بھاگ گیا اور سلطان نے بلخ مین قرار پکڑا اور
ارسلان جاذب کو حکم دیا کہ دس ہزار فوج لیکر شاہ شتی تگین پر چڑھ جاوے سو وہ بھاگا کہ جنگل کو اوتر جاوے گا
لیکن اودھر فوج سلطان نے رستہ روکا تو اولٹا پھرا اور مرو کو چلا کہ اسطرف سے دریا پار ہوکر جنگل کو نکل جاوے گا
کہ اودھر کنوے اور چشمے اور غار تھے اور آندھی تیز چلتی تھی کہ اوس کے مارے رستہ نہ چل سکا نسا کو پھرا
وہان محسن ابن طاق رئیس کی قوم غزی تھا اوس نے اوسکو اس میدان مین گھیر لیا کہ کہین بھاگ نسکے لیکن
شاہ شتی تگین نے اوس محسن کے دو ٹکڑے کر دیے اور اوسکے ہمراہیون سے بھی لڑا اور بھاگ نکلا کہ ارسلان جاذب
پیچھے آتا ہی اور ابی ورد گیا اور وہانسے پھر نسا گیا کہ ان دونون مین ایک منزل ہی جب ارسلان یہان آوے
تو یہ ابی ورد بھاگ جاوے اور جب وہ ابی ورد آوے تو یہ نسا بھاگ جاوے اور شاہ شتی تگین کے بہت
مال ہرات سے ہاتھ لگا تھا اوسکی محبت اوسکو کہین جانے نہ دیتی تھی یونہین داہنے بائین پھرتا تھا اور
ارسلان جاذب نسا کے قریب ہوا تو یہ سینار بھاگ گیا اور دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہی تو جرجان کو بھاگ گیا اور وہان
پہاڑون اور جنگل مین چھپتا رہا اور اسکا مال قوم کرگیل نے چھین لیا اور تونگر ہو گئے اوسکے ہمراہیون نے
اب شمس المعالی سے امان مانگی کہ اونکے پاس سواری رہی نہ کھانے کو رہا اور وہ خود دہستان کو
گیا اور وہانسے نسا کو پھر پھرا اور اپنا بچا کھچا مال سمیٹ کر خوارزم شاہ ابی الحسن علی ابن مامون کے
پاس بھیجا کہ یہ امانت ایلک خان کی رکھے اور یہ بھی فکر ہوا کہ خوارزم شاہ خود اسمین دست درازی نکرے
اس لیے جو لوگ اسکے ساتھ عاجز اور تھکے ہوے تھے اوسکے ساتھ کر دیے اور خود مرو کو گیا اور
سلطان طوس مین یہ منتظر تھا کہ ارسلان جاذب آوے تو اوسکو کچھ مدد دیکر شاہ شتی تگین کے پیچھے
بھیجے اور ارسلان جاذب کو خبر ہوئی کہ شاہ شتی تگین بیابان مین ہی تو رات کے وقت مرو کے راستے پر

اوسکو وے کنے چلا اور سفر کی تکلیف جمع ہوئی تو ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع سرداران عرب اور اور سرداران
کے اوسکے مقابلے پر بھیجا ان لوگون نے اوسکو گھیر لیا اور جنگ ہوئی اور اوسکا بھائی مع قریب سات سو آدمیون
کے گرفتار آیا اور سلطان نے اونکے پانون مین زنجیر اور گردن مین طوق ڈلوا کر غزنہ کو بھیجدیا اور شاشی تگین
اپنے چند آدمیون کی اور اپنی جان بچا کر بھاگا اور جیحون سے اوتر کر ایلک خان کے پاس گیا اور اسی اثنا مین
ایلک خان نے اپنے بھائی جعفر تگین کو چھ ہزار فوج دیکر بلخ پر دوبارہ بھیجا مگر سلطان نے اس لیئے پہلے
شاشی تگین کا بندوبست کر لے اوسپر توجہ نکی اب کہ شاشی تگین سے فراغت ہوئی فوراً اوسپر گھوڑے
دوڑائے اور اوسکی گھات مین لگا رہا اوسکو جو یہ معلوم ہوا تو بھاگ نکلا اور سپہ سالار ابو المظفر نصر نے اوسکا
پیچھا کیا کہ لڑتے مارتے جیحون سے پار اوتار دیا اب خراسان ان فسادیون سے صاف ہو گیا پر ایلک خان کو اسپر
غیرت آئی کہ اوسکے لشکر کو اسقدر تباہی اور ہزیمت ہوئی تو اوسنے قدر خان اپنے قرابتدار سے مدد مانگی تو
سب قبائل ترک اپنے اپنے مکان سے نکلے اور اولاد خاقان کی بھی آئی اور ہر ہر گھر سے ایک ایک آدمی
لیا گیا پچاس ہزار یا زیادہ آدمی لیکر ایلک خان چلا اور جیحون سے اوترا اور قدر خان پادشاہ ختن بھی اوسکے ساتھ
تھا سلطان کو جو خبر پہونچی تو اوسکے آنے سے پہلے طخارستان سے نکل کر بلخ مین جا دم لیا اور اپنا لشکر
ترکی اور ہندی اور خلجی اور افغانی اور غزنوی لیکر شہر سے چار کوس پر جرجان کے پل پر جا کر ڈیرے لگائے
اور ایلک خان بھی سامنے آیا اور دن بھر کچھ کچھ لڑائی ہوتی رہی کہ اتنے مین رات ہو گئی اور لڑائی تھم
گئی اب صبحکو سلطان نے اپنا لشکر مرتب کیا قلب مین اپنے بھائی نصر کو اور ابو نصر احمد ابن محمد فریغونی
والی جوزجان کو اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع فوج کردی اور عرب اور ہند کے مقرر کیا اور دہنے پر
حاجب کبیر ابو سعید تونتاش کو مع اوسکی فوج کے کھڑا کیا اور بائین طرف ارسلان جاذب کو مع اوسکی
فوج کے متعین کیا اور پانسو ہاتھیونکی صف علاحدہ لگائی اور ایلک خان اپنے سب غلامون اور خواص
کے ساتھ قلب مین کھڑا ہوا اور داہنی طرف قدر خان اور جعفر تگین بائین طرف اب لڑائی ہونے لگی اور ایسی
بڑی لڑائی ہوئی کہ عالم سیاہ و تاریک ہو گیا اوسوقت سلطان نے اوتر کر ایک ٹیلے پر نماز پڑھی
اور دعا مانگی اور پھر ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے سب خواص اور ہاتھیونکو لیکر ایلک خان کے قلب لشکر پر
حملہ کیا اب ہاتھی نے اوسکے علمدار کو اپنی سونڈ مین لپیٹ کر اوپر اوٹھا لیا اور ہوا مین پھینک دیا اور
پھر حملہ کرتا تھا اور کسیکو سونڈ سے مارتا تھا اور کسیکو دانت سے اور کسی کو پانون تلے ملتا تھا

اور اودھر اوسکے ارکان اور اولیاے دولت سنے وہ شمشیر زنی کی کہ اونکو اوکھاڑ دیا اور بے تحاشہ بھاگے اور اونکے پیچھے فوج سلطان کی دوڑی کہ خراسان سے مار کر ماوراء النہر کی طرف نکال دیا اور یہ واقعہ سنہ ۳۹۸ ہجری میں ہوا ابوالحسن سلامی شاعر نے یہ شعر فتح میں کہے ہیں شعر اول شعر سنہ ۳۹۸ ہجری مطابق ۱۰۰۸ع

تری سیف جاری ہو گر مثل عدل	تو ہانسند احباب دشمن ہون خموش

اور ابوالقاسم محسن ابن عبداللہ المستوفی نے یہ شعر کہے ہیں شعر اول شعر

ہوا غالب وہی جو امر حق ہی	بلند اختر بلندی مستحق ہی

سلطان جب اس جنگ سے بخوشی خاطر فارغ ہوا ارادہ کیا کہ ہندوستان پر حملہ کرے کہ نواسہ شاہ جو کسی ہندی راجہ کی اولاد تھا اور اوسکو سلطان نے اپنی طرف سے بادشاہ کیا تھا پھر گیا اس لیے سلطان کو اوپر حملہ کرنا ضرور ہوا اور اوسپر فوج کشی کی اور اوسکو اوسکے مکان سے نکالا اور اوسکا سب مال اور دولت ہاتھ لگا اور یہ ملک سلطان کے پاس پھر آگیا اور نہایت خوشی اور نعمتمندی سے غزنہ کو واپس گیا

ذکر فتح قلعہ بھیم نگر یا نگر کوٹ

دونون فتح مذکورہ کرکے سلطان غزنہ گیا کہ کچھ آرام کرے اور ان انعامات الٰہی کا شکر بجا لاوے اور کوئی تدبیر کسی جنگ کی بھی درپیش نہ تھی جب اس سال کا ماہ ربیع الاول ختم ہوا تو سلطان نے استخارہ کیا اور چلا او جب دہیند بھٹنڈا یا بھاٹنیر کے پاس دریا کے کنارے پہونچا تو راجہ برہم پال فرزند راجہ انندپال فوج جرار و کرار و مردان دلاور و کارزار لیکر سلطان کے مقابلے کو آیا اور لڑائی ہونے لگی اور حملے پر حملے ہوے ایسا کشت خون ہوا کہ زمین سرخ ہو گئی اور ایسا کچھ سامان ہوا کہ راجہ فتح پاوے لیکن سلطان نے جو اپنے خواص غلام لیکر حملہ کیا تو اونکو ہٹا دیا اور جگہ اونسے چھوٹ گئی اور تیس ہاتھی نہایت عمدہ ہاتھ لگے اور پھر فوج سلطان نے جنگلون گھاٹیون مین ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارنا شروع کیا اور خود سلطان راجہ کے پیچھے چلا کہ جاتے جاتے قلعہ بھیم نگر جا پہونچا کہ پہاڑ کی چوٹی پر یہ قلعہ ہی اور راجہ ہندوستان کے اور سب درویش اہل عابدین اور سب لونگر لوگ یہان آتے تھے اور ایک بت جو اوس قلعہ مین تھا اوسپر جواہر اور مال اور دولت چڑھاتے تھے سلطان نے اسکے گرد اپنی فوج متعین کردی اور آمادہ بقتال ہوا وہانکے لوگون نے جو دیکھا کہ ہم گھر گئے اور ہر طرف سے آگ تیر و تلوار کی برسنے لگی اور دہشت غالب ہوئی تو دروازہ کھول دیا اور سلطان کی حکومت اور سلطنت کی منادی کردی اور سلطان کے آگے بطلب پناہ و امان نہایت

عاجزی سے حاضر ہوے سو بے محنت اور بے مشقت یہ قلعہ مع تمام دولت اور مال کے سلطان کے ہاتھ آگیا اور قلعے مین مع ابونصر والی جوزجان اور اپنے خواص کے سلطان گیا اور حاجب کلان تونتاش کو خزانہاے چاندی اور سونے اور سب مال قیمتی پر محافظ مقرر کیا اور جواہر کے خزانے پر خود بند و بست رکھا اب جسقدر کہ وہ لاد کر لیچلا اور جو اوسکی سپاہ نے لیا تو چاندی سات کرور درہم شاہی تھی اور سونا سات لاکھ چار سو من تھا اور تھان تستری اور موسی ایسے تھے کہ پرانے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ ہمنے ایسا باریک و عمدہ کپڑا کبھی نہین دیکھا اور ایک کوٹھری چاندی کی بنی ہوئی تھی کہ طول اوسکا تیس گز اور عرض پندرہ گز تھا اور اوسکے تختے وغیرہ سب کلدار تھے جب چاہین جدا کر لین جب چاہین جوڑ کر کھڑا کر لین اور اوسکے اوپر ایک سائبان دیبای رومی کا چالیس گز طول بیس گز عرض چار ستونون پر تنا ہوا تھا کہ دو ستون سونے کے تھے اور دو چاندی کے پس سلطان نے اس قلعے پر اپنا معتمد متعین کیا اور خود غزنہ کو چلا گیا اور اپنے گھر مین یہ سب جواہر وغیرہ پھیلوا دیے اور اطراف واکناف کے قاصد یہ دریافت کرنے آئے کہ اسقدر جو سلطان کو ہاتھ لگا ہی کسیکو پہلے یہ فتح و فتوحات میسر نہوئی اور طغان خان برادر ایلک خان پادشاہ ترکستان نے بھی قاصد بھیجے کہ جاکر دیکھین ہو دیکھا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور جو کبھی گمان مین نہ تھا

ذکر آل فریغون کا

ولایت جوزجان ایام سلطنت سامانیہ مین آل فریغون کی تھی کہ یہ لوگ اپنے بزرگون سے وارث ہوتے چلے آتے تھے سب بزرگ اور عالی ہمت اور نیک خو اور شریف ہوتے تھے اکثر لوگ حاضر ہوتے تھے اپنی آرزو کے موافق خوش ہوکر جاتے تھے اور اہل علم اور منشی اور شاعر کی قدر اور عزت کرتے تھے بہت غریب انکے احسان مند بہت ادیب انکی دولت سے تونگر بہت مظلوم انکے انصاف سے فتحمند اور بہت عاجز انکی نعمت اور مہربانی سے بہرہ یاب تھے ابتدا اس حکومت پر ابو الحارث احمد ابن محمد جلوہ افروز ہوا کہ نہایت صاحب کرم اور بہت صاحب ہمت تھا سلطان امیر سبکتگین نے اسکی بیٹی سے اپنے فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا نکاح کیا اور اسکے فرزند سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا یہ مضبوط قرابت اور رشتہ بندی تھی جب یہ مرگیا تو سلطان سبکتگین نے بدستور یہ حکومت اوسکے بیٹے ابونصر کو سنہ ۴۰۱ ہجری مین دی اور شاعرون نے اسکے لیے بہت قصیدے تعریف مین لکھے اور انعام پائے مطابق ۱۰۱۱ء

بغداد مین جب امیر المومنین طایع باللہ عباسی سلطنت سے معزول ہو

قادر باللہ اوسکی جگہ قائم ہوا اور اوسکے عہد مین سلطان یمین الدولہ امین الملۃ اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے آپس مین دوستی کی

بہاء الدولہ ضیاء الملۃ طائع باللہ سے اس لیے ناراض تھا کہ اوسکی بے مرضی اوس نے کچھ کام کیے تھے اور اسکے درپے ہوا کہ جو شخص نہایت دیندار اور محافظ دین وملک ہو اوسکو اب سلطنت پر ممتاز کیا جاوے کہ دین کی حمایت اور مملکت کی حفاظت اور رعایای مسلمین کی رعایت خوب کر سکے اور اس تدبیر مین مصروف تھا کہ اوسکو اسقدر قدرت ملی کہ اوس نے طائع باللہ کو سلطنت سے معزول کیا اور اوسپر اور اوسکے سب مال و دولت پر ۳۸۱ سنہ ہجری مین غالب ہوگیا اور بطایح سے آدمی بھیجکر قادر باللہ ابو العباس احمد ابن اسحاق مقتدر باللہ کو بلوایا کہ اوسکو سلطنت دیوے تا فساد رفع ہووے اور امت پر شفقت اور عوام کے لیے مصلحت کرتا رہے قادر باللہ ماہ رمضان بغداد مین آیا اور خلقت نے اوس سے بیعت کی اور سب اوسکی امامت پر راضی اور اوسکی اطاعت سے خوش ہوے اور قادر باللہ اب کار خلافت پر مستقل آمادہ اور مصروف ہوا سو نہایت بردبار عقلمند اور پرہیزگار نیک خصلت تیز فہم روشن رای ظاہری اور باطنی اور استحکام وجلالت اور سیاست اور حراست مین ایسا کوئی اور نہین ہوا ہی سوا اوسنے طائع باللہ کو اپنا مصاحب اور ندیم مقرر کیا کہ ندامت اور ذلت جو اوسکو ہوئی ہی دور ہووے اور بعد مدت ان دونون مین مفارقت واقع ہوئی اور ابو الحسن محمد ابن الحسین ابن موسی علوی موسوی نے یہ قصیدہ کہا ہی کہ جسمین مفارقت احباب کی شکایت ہی شعر اول

شعر

اگر یہ پہاڑ اب گرا کیا عجب		کہ اوسکی بلندی بہت دن رہے	

اور بہت شاعرون نے قادر باللہ کی تعریف مین شعر کہے ہین جب اہل خراسان مین خطبہ بنام قادر باللہ بموجب حکم سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے جاری ہوگیا تو اوس نے ابو الفضل اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد بنایا اور غالب باللہ اوسکا لقب رکھا اور اپنے نام کے ساتھ اوسکا بھی نام خطبے اور سکے مین جاری کیا اور یہ حکم سلطان یمین الدولہ کے پاس بھیجا تو اوسنے اسکے موافق عمل درآمد کیا کہ دونون کا نام خطبے اور سکے مین برابر جاری رہا اب ذکر بہاء الدولہ ضیاء الملۃ کا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے عضد الدولہ تاج الملۃ ابو شجاع کو فنا خسرو کا ملک دیا اور کتاب صابی معروف ناجی مین اسکے سب واقعات کا ذکر ہی کہ اسی نے بختیار کو پکڑا اور اوسکو قتل کیا اور اوسکے مددگار ابی تغلب پر یہ حیلہ کیا کہ ابن جراح نامی کو جو حدود شام مین

مطابق ۹۹۱ء

بنو رکچھ ملک دے یا بیٹھا تھا بہت تحفہ اور ہدیہ بھیجکر ابی تغلب کے قتل پر آمادہ کیا اوس نے اوسکو پکڑا اور اوسکا
سر کاٹ کر عضد الدولہ کے پاس بھیجا یا توان واقعات کا پھر ذکر کرنا لاحاصل ہی اور جبکہ مؤید الدولہ اوسکا بھائی
حسام الدولہ تاش اور فائق سے لڑائی مین مشغول تھا توان دونون مین رمضان ۳۷۲ھ ہجری مطابق ۹۸۲ء
مین عضد الدولہ مرگیا اسکے سب ارکان دولت نے متفق ہوکر اوسکے بیٹے صمصام الدولہ شمس الملۃ
کو اوسکا جانشین کیا اور اوس سے بیعت بمتابعت اطاعت کی اور خلیفہ طایع باللہ دریاے دجلہ مین کشتی
مین بیٹھکر آیا کہ اسکے باپ کی تعزیت کرے اور اسکے نیابت کی تہنیت کرے اور اسنے اب فرمانروائی
اور حکمرانی بالاستقلال کرنی شروع کی اور اسکا بھائی ابو الفوارس شیر زیک اوسوقت یہان نہ تھا
کرمان مین واشہر گیا ہوا تھا اوسکو جب اپنے باپ کے مرنیکی خبر گئی تو فوراً چلا اور فارس پر قبضہ کیا اور
نصر ابن ہارون نصرانی اپنے باپ کے وزیر کو پکڑا اور اوس سے سب مال اور دولت اور آمدنی پرگنون
اور علاقون کی وصول کی اور وہانسے اہواز کیا اور ابی الحسین احمد اپنے بھائی پر قبضہ کیا اور بصرہ
بھی اوس سے رجب ۳۷۵ھ ہجری مین لیا اب بغداد پر متوجہ ہوا کہ اپنے باپ اور مطابق ۹۸۵ء
بھائی کا منصب اور سب اوسکا علاقہ لیوے تو صمصام الدولہ اسکے بھائی نے جو کچھ مال اور ملک باپ کا
تھا سب بسبب اسکی بزرگی اور بڑائی کے اسکے حوالے کردیا کہ فساد سے باز رہے پر یہ نجانا کہ دو چھری ایک
میان مین نہین رہ سکتی ہین پس ابو الفوارس نے پہلے تو اوسکی خوب قدر اور منزلت کی پھر اوسکو
سلطنت سے معزول کرکے اوسکی آنکھین پھوڑین اور ملک عمان مین قلعہ کیوستان مین قید کیا اور
خود مستقل بادشاہ ہوا اب طایع باللہ نے اوسکو شرف الدولہ زین الملۃ لقب دیا اور اس طور چند برس
گذرے کہ جمادی الآخر ۳۷۹ھ ہجری مین مرگیا اور اوسکے قایم مقام بہار الدولہ مطابق ۹۸۹ء
ضیار الملۃ ابو نصر ابن عضد الدولہ ہوا اور سب امور مملکت کا انتظام اور انصرام بہت خوبی سے کیا
کہ نہایت تجربہ کار اور واقف انجام کار تھا اور فارس کے ترک سب ملگئے اور صمصام الدولہ کو قید سے
نکال لائے اور اوسکا غلام سعادت نام اوسکو بھی اپنے کندھے پر اوٹھا کر لیگیا سو وہان پونہچتے ہی
فارس کا مالک ہوگیا اور سب اوسکے علاقے اور پرگنے اور جملہ اوسکے محاصل اور آمدنی پر قبضہ کیا پھر
اوس سے سب پھر گئے اور اوسکے بیٹے ابو علی کو سلطان بنایا اور شمس الدولہ قمر الملۃ اوسکو لقب دیا
اور اوسکی مدد پر ہر وقت آمادہ تھے کہ صمصام الدولہ نے اونپر چڑھائی کی اور خوب ملا کہ یہ شکست کھا کر

بغداد بھاگ گئے اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے صمصام الدولہ سے لڑائی کی یہانتک کہ بصرہ اور بہت قصبے ہونے
کے تباہ ہوگئے اور اولاد بختیار اطراف فارس مین قید تھے اکردی اور خردی لوگون نے اونکو قید سے نکالا
اور اونکے ساتھ ملیکر فتنہ برپا کیا اور صمصام الدولہ ان فتنون اور فسادون کے رفع کرنے مین مصروف رہا آخر مارا گیا
اور بہاء الدولہ کو اس واقعے پر بہت غصہ آیا اور گھات لگائے رہا کہ آخر ان فسادیونکو خوب مارا اور نکالدیا اور لاچار
اولاد بختیار کو بھی نکلنا پڑا اور ان بختیاریون کا سردار انہیں مین سالار بن بختیار تھا کہ لقب اوسکا نور الدولہ
ہی یہ جب یہانسے نکالا گیا تو لاچار رہزنی اور سوداگرون کا لوٹنا شروع کیا کہ وجہ معاش ہووے اور بہار الدولہ
نے اوسپر لشکرکشی کی اور بمقام واشہر اوس سے لڑائی ہوئی اور اوسپر غالب ہوے اور اوسکو گھیرکر قتل کیا
اور اوسکا سر بہار الدولہ کے پاس لے گیے بہار الدولہ کو جو اوس سے رشتہ داری تھی اس حال پر رحم
آیا اوسکے قتل ہونے پر بہت رنج ہوا اور جو غلام اوسکا سر کاٹ کر لیگیا تھا اوسکی کھال سر سے پانوں تک
اودھڑوائی کہ اورونکو عبرت ہووے کہ کسی پادشاہ اور رئیس کے ساتھ پھر یہ حرکت نکرین اور بہار الدولہ
نے عمید الجیوش ملقب صاحب کو بغداد بھیجا کہ وہانکے علاقون کا بندوبست کرے اور بیت المال
کی حمایت کرے اسکی عدالت اور خو بہت اچھی تھی اور مکے کے حاجیون کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا کہ
سب خاص عام اوسکا شکر کرتے تھے یہانتک کہ مرگیا پھر اوسکی جگہ وزیر الوزرا کو مقرر کیا بہ نسبت عمید الجیوش
کے یہ شخص بہت اچھا تھا ہر وقت شفقت اور مصلحت عام کا پابند تھا اور اطراف فارس اور کرمان بہار الدولہ
کی اب خالص مملکت ہوگئی اور سب فتنے جاتے رہے اور امن و امان ہوگیا اور روز کے فساد اور
لڑائیون سے اب رعیت کو آرام ہوا اور ابو علی ابن الیاس سامانیونکی طرف سے بعد حکومت عضد الدولہ
کرمان پر فرمان روا تھا کسی نے اسکے ساتھ جھگڑا اور فساد نہ کیا پر اوسکو یہ گمان ہوا کہ اوسکا بیٹا الیسع آمادہ
بفساد ہے اس لیے اوسکو کرمان کے کسی قلعے مین قید کردیا اور ایک مدت دراز تک اوسکی خبر نہ لی اور اوسکو
قید مین بہت تکلیف تھی تو اوسکے باپ کی بی بیون کو اوسکے حال پر رحم آیا اور اوسکی رہائی کی تدبیر
کی اور اپنے دوپٹے لپیٹ کر قیدخانے مین گئین اور اوسکو چھڑا لائین لشکر کو جب اوسکے چھوٹنے کی
خبر ہوئی تو اوسپر متوجہ ہوا کہ اوسکے ساتھ مدد اور رفاقت کرین اس حادثے کی خبر جو ابو علی کو آئی تو اوسنے
اپنا آدمی بھیجا کہ لشکر سے یہ حال دریافت کرے تو سبنے جواب دیا کہ ہم تمھارے ہونے سے تنگ
اور ناراض ہین اب کرمان سے جدا ہوجاؤ کہ تمھاری جا پر تمھارے فرزند الیسع کے لئے مناسب معلوم

ہوتی ہی کہ ہم سب اوسکے فرمان پذیر اور اوس سے موافق ہین آبوعلی نے یہ خبر تو مدارات اور احتمال کے طور پر سے
اور کسیقدر مال کے اکٹھا کرنے پر متوجہ ہوا کہ یہ لیکر بخارا گیا اور اپنے بیٹے کے لیے ولایت خالی کر دی اور بسوس
مہدی اور ترش حاجب کو اوسکی خدمت اور نگہبانی کے لئے مقرر کیا کیونکہ ابھی لڑکا نوجوان ہی اور نادان اوسکا
اوسپر نگہبان مقرر ہونا ضرور ہی اور آبوعلی جو بخارا گیا تو اوسکی بہت تعظیم اور تکریم ہوئی اور وہان بہت عزت سے
رہا اور شوال سنہ ۳۶۶ ہجری مین مر گیا اور یہان الیسع نے کرمان پر خوب فرمان روائی مطابق سنہ ۹۷۶ء
کی اور محاصل اور آمدنی خوب لی اور سلیمان اوسکا بھائی سیرجان پر والی تھا اب بسوس مہدی نے الیسع کو
سلیمان پر ابھارا اور بے درستی سامان اور بے انتظام اسباب کے اوسپر آمادہ کیا الیسع نے سلیمان کو
بلایا کہ ایک امر ضروری ایسا درپیش ہی کہ جسمین تمھاری شرکت ضرور ہی اوس نے بہت سے بہانے کر کے
عذر لکھا کہ مین نہین آسکتا الیسع اوس سے بہت ناراض ہوا اور سوای جنگ کے اور کچھ چارہ نہ پایا اوسپر چڑھ گیا
اور لڑا اور اوسکا پرگنہ اور مال چھین لیا اور وہ بخارا بھاگ گیا اب الیسع کو جوانی کی ترنگ مین یہ سوجھا کہ
عضد الدولہ ابی شجاع کے کسی پرگنے اور علاقے پر حملہ آور ہووے تو وہ چلا اور کرمان اور فارس کے درمیان
پہونچا تو اسکا ایک سپہ سالار کچھ جمعیت لیکر آیا اسنے سبکو انعام اور خلعت دیا اتفاقاً اوسمین سے کچھ لوگ بھاگ
گئے اوسکو سب کیطرف شبہہ ہوا اور اونکو ایذای سخت اور سزا دینے لگا اس لیے اسکے سب ہمراہی عضد الدولہ
کے پاس چلے گئے اور امان لی اوس نے انکو بہت خاطرداری اور تسلی سے رکھا اور برآمد امید پر امیدوار کیا جب
الیسع کے ہمراہیون نے دیکھا کہ یہان ظلم و ستم ہی اور وہان رحم و کرم ہی سب برہم ہوے اور اوس سے
برہم ہوے اور ایک ہی بار ایکہزار آدمی سرداران دیلم عضد الدولہ کے پاس چلے گئے اور وہ اطراف صطخر مین
تھا اور یہانسے آہستہ آہستہ سب جانے لگے یہانتک کہ آخر کار کوئی نہ رہا صرف چند غلام اور کچھ نوکر ذاتی
اوسکے پاس رہے اب لاچار اوس شہر کو اولٹا پھرا اور وہانسے اپنے اہل و عیال اور سب مال لیکر بخارا کو چلا گیا
یہ خبر جو عضد الدولہ کو آئی تو وہ فوراً اوس شہر پر آ قابض ہوا اور جسقدر کہ وہان مال اہل شہر اور اولاد الیسع
کا تھا سب لیا اور کورتکین ابن جستان کو اوسپر اپنا نائب چھوڑا اور فارس کو روانہ ہوا اور الیسع جب
حدود قہستان خوش مین پہونچا تو اپنا اسباب اور غلام کہ جنکا سنبھلنا دشوار تھا یہان چھوڑا اور تنہا آپ بخارا گیا
کہ وہانسے مدد اور کمک لاوے وہان اسکی خوب تعظیم اور تکریم کی گئی اور دربار خصوصیت اور موانست
مین بلایا گیا وہان جو اوس نے شراب پی اور اوسکو نشہ غالب ہوا تو یہ بکنے لگا کہ اگر مجھکو یہ حال معلوم ہوتا

کرآل سامان کی اب ہمت ایسی سست ہی کہ فریاد رسی کی فریاد رسی نہین ہوسکتی ہی تو مین یہان نہ آتا بلکہ کہین اور جا ہی پناہ ڈھونڈھتا یہ کلام اوسکا بہت ناگوار گزرا حکم ہوا کہ اسکو خوارزم نکال دین اور ابو علی بن سیمجور کو جو یہ حال معلوم ہوا تو فوراً بمقام خوش آ پونہچا اور اوسکا اسباب اور غلام وغیرہ جو یہان تھا سبکو غنیمت مفت لیگیا اور البسع کا یہ حال ہوا کہ اوسکی آنکھ دکھنے لگی لطافت اور طلاوت اوسکی جاتی رہی آنکھ مین جب بہت درد ہوا تو اپنے ہاتھ سے پھوڑ ڈالی اور وہ گال پر نکل پڑی اور اسی مین مرگیا پھر کسیکو آل الیاس مین سے کرمان دیکھنا نصیب نہوا عضد الدولہ کی عزت اور قدرت کامل ہوئی آخر بہاء الدولہ ضیاء الملۃ اوسکا وارث ہوا اسنے بھی ویسے ہی عدل اور انصاف اور حفاظت حدود واطراف جاری رکھے اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ جو خراسان اور سجستان کا مالک ہوا اور اوسسے بہاء الدولہ ضیاء الملۃ کی حدود متصل تھی تو دونومین حق ہمسایگی ثابت ہوا تو بہاء الدولہ نے بہ پیغام محبت اور دوستی کے خطوط بھیجنے شروع کیے اور تحفے بھی بھیجے سلطان نے سب قبول کیا اور ایسے ہی اس نے بھی تحفے اور ہدیے بہ پیغام دوستی اور محبت کے بھیجے اور اتحاد و محبت اور وداد و مودت خوب ثابت ہوگئی +

ذکر جنگ نارائن

سلطان نے سنہ ۳۹۲ ہجری مین جو ہندوستان پر لڑائیان کین اوس سے بہت خوش تھا اب پھر ہندوستان پر چڑھا اور ہندوستان کے بیچمین آ پونہچا اور جگہ جگہ لوٹ مار کرتا ہوا جاتا تھا ایک بڑے راجہ سے مقابلہ ہوا اور بہت مال اور ہاتھی اور گھوڑے ہاتھ لگے اور اوسکی فوج نے جنگل کوہ کھاٹیون مین جہان اوسکے لوگونکو دیکھا قتل کیا یہ سب مال اور دولت لیکر غزنہ کو پھرا اور جب راجہ ہندوستان نے دیکھا کہ سلطان باربار حملہ کرتا ہی اور لوٹ مار کرتا تباہ کرتا ہی تو کوئی صورت اوس سے نجات اور مقابلے مین برسر آنیکی نہین ہی تو چند سردار رشتہ مند اور مصاحب سلطان کے پاس روانہ کیے کہ سلطان ان شرطون پر صلح کرے کہ پہلے تو پچاس ہاتھی عمدہ لیجا دے اور بہت مال اور بہت تحفے اس ملک کے لیجا دے اور پھر ہر سال دو ہزار آدمی جوانمرد سلطان اور لشکر کی خدمت کے لیے خراج سالانہ کے ساتھ بھیجا کرونگا تاکہ مین اپنی ملک رانی مین مصروف رہون سلطان نے یہ صلح قبول کی اور اپنے معتمدین بھیجے کہ راجہ سے یہ سب مال اور اسباب کہ جسپر صلح قائم ہوئی ہی لا وین راجہ نے نہایت خوشی سے دیکر اونکو رخصت کیا اور یہ صلح قائم اور مستحکم ہوگئی

مطابق ۱۰۰۱ء

ذکر جنگ غور کا

سلطان کو فکر ہوئی کہ کوہستان غور کے لوگ سرکش اور متمرد ہین اونکا بندوبست کرنا اور اونکو اپنے حلقۂ اطاعت مین لانا ضرور ہے کیونکہ بسبب بلندی اپنے کوہستان کے بہت مغرور ہین اور مسافرین اور سوداگرون کو لوٹتے ہین اور رہزنی کرتے ہین اپنا لشکر لیکر اونپر متوجہ ہوا اور تونتاش حاجب والی ہرات اور ارسلان جاذب والی طوس کو آگے روانہ کیا سو یہ دونون کوہستان غور مین گھسے چلے گئے اور دیکھا کہ گھاٹیان اور ناکے سب دلاوران غور سے بھرے ہوے ہین کہ اپنے اپنے دیہات سے نکلکر آکھڑے ہوے ہین اور لڑنے لگے کہ خوب تلوار اور نیزہ چلا اور دونون فریق خوب جمکر لڑے کہ یہ خبر سلطان کو آئی تو اپنے خواص غلامونکو لیکر روانہ ہوا اور اونکو پیچھے ہٹانا شروع کیا اور اونکی گڑھیون اور پناہ کی جگھون پر قبضہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ وہ لوگ اپنے کوہستان مین بھاگ گئے اور سب متفرق اور منتشر ہوگئے اور اونکا سردار ابن سوری نام تھا اوسپر جا حملہ کیا اور عین تختگاہ پر اوسکے لڑائی کی اور اوسکے قصبے کا نام آہنگران تھا اوسکو گھیر لیا اور لڑائی شروع کی اور وہ بھی مقابلے سلطان کے دس ہزار آدمی لیکر آیا اونھون نے صف بندی کرکے اپنی بہادری اور دلیری کا اظہار خوب کیا سلطان نے اپنی فوجکو حکم دیا کہ باحتیاط تمام اونپر حملہ کرنا شروع کرین کیونکہ اونکو پہاڑون اور خندقون کی امان بہت ہی اور لڑتے لڑتے دوپہر دن آگیا سلطان نے حکم دیا کہ تم اولٹے پھرو یہ سب اولٹے پھرے انھون نے جانا کہ یہ بھاگے اور اونکو شکست ہوئی وہ سب اپنی اپنی پہاڑیان اور امانکی جگہ چھوڑکر نکلے پیچھے میدان مین نکل آئے پھر جو سلطان کے لشکر نے پیچھے پھر کے جنگ کی تو ایسا مارا کہ کوئی نہ بچا اور ابن سوری اور اوسکے اقارب اور خواص گرفتار ہوے اور اللہ تعالی نے یہ فتح اوسکو دی اور سب مال اور دولت کہ پشت در پشت جمع ہوتے تھے سب ہاتھ لگے اور ان قلعون اور مقامات پر اپنے لوگ متعین کردیے اور سلطان اس فتوحات اور ظفرمندی کے ساتھ اپنے وطن کو روانہ ہوا اور ابن سوری نے جو دیکھا کہ اس ذلت اور رسوائی سے قید ہوے تو اپنی زندگی اوسکو ناگوار ہوئی اوسکے پاس ایک انگوٹھی تھی کہ جسمین زہر تھا اوسنے چوسی اور فوراً مرگیا + + +

قحط جو سنہ ۴۰۱ ہجری مطابق سنہ ۱۰۱۰ عیسوی مین نیشاپور مین واقع ہوا

خاص نیشاپور مین اور خراسان کی سب مملکت مین قحط ہوا صرف نیشاپور اور اوسکی اطراف مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی مرگئے تو ہر شخص کے لیے کفن کہان اونھین کی چادرون مین لپیٹ کر دفن کردیا جہ

نوعمر جوان بڈھے جوان عورتین بڑھیان روٹی روٹی پکارتی تھین بدن گھلا جاتا تھا آنکھین بیٹھی جاتی تھین کھڑے کھڑے یکایک ایک کروٹ پر گر کر مرجاتے تھے کچھ گھانس کھاتے تھے کھیتی سے نا امید ہو گئے پیداوار جاتی رہی بہت دشواری ہوئی گوڑون پر سے ہڈیان لالکر کھاتے تھے قصائی جو بکری ذبح کرتا تو ایک بھیڑ روسپہ لگ جاتی کوئی اپنا آبخورہ لاتا کوئی رکابی تاکہ خون لیکر پیوین کچھ تو بھوک سے تسکین ہووے اور جو کوئی پیتا فوراً گر جاتا اور مرجاتا اور مین نے دیکھا ہی کہ لوگ لید اور گوبر مین سے جو کہ دانہ ڈھونڈھتے تھے جب یہ حال آدمیون کا ہوا تو اور جاندارون کا کیا حال ہوا ہوگا اب یہ حال ہوا کہ ما نے بچے کو پکا کھایا اور بھائی نے بھائی کو اور خصم نے جورو کو بلکہ راستے پر سے کسیکو اوٹھا لیگئے اور ویران جگہ مین اوسکو پکا کھایا آدمیونکی چربی اسقدر پھیلی کہ گائے وغیرہ کی چربی چھوٹ گئی اور بازارون مین بکنے لگی اور بہت مسافرون کو پکڑ لیجاتے تھے کہ اونکی چربیان بیچتے تھے اور لوگون کے گھرون مین بہت کھوپریان پائی گئین جنکے گوشت اور چربیان کھائی گئین اور کتے اور بلی کچھ تھوڑے سے رہ گئے اور اشراف یا اہل حرفہ شام کے وقت ایک محلے سے دوسرے محلے مین جا نسکتے تھے جبتک کہ کئی آدمی ہتھیار بند نہون ایک شخص اہل علم امام صعلوکی کے پاس بہت دن بعد آیا امام نے پوچھا کہ اتنے دن کہان تھے اوس نے کہا کہ مین ایک سخت حادثے مین مبتلا ہوا تھا اس لیے نہ آسکا اور حال یہ گزرا کہ ایکروز شام کے وقت مین بر سر راہ جاتا تھا کہ یک کمند میرے گلے مین آن پڑی اور گلا گھٹنے لگا اور کمند والے نے جو کھینچا تو گھسنے لگا مین نے چاہا کہ دوڑ کر اوسکے پاس جاؤن تاکہ کمند ڈھیلی ہووے اور گلا نہ گھٹے کہ اتنے مین ایک عورت نے میرے خصیون پر لات ماری مین بیہوش ہو کر گر گیا پھر جو ہوش آیا تو دیکھا کہ بیہوشی دور کرنے کے لیے میرے چہرے پر پانی چھڑکا گیا ہے اوسکی سردی ہی اور راہ چلتے ہوے لوگ جو مجھپر اکٹھے ہو گئے اس لیے کمند والا مجھکو چھوڑ کر بھاگا اور کمند بھی چھوڑی پھر جب کچھ طاقت اور ہوش زیادہ ہوے تو مین اپنے گھر آیا اور بیس دن تک بیہوش دیوانہ وار بیمار تپ ولرزے مین گرفتار پڑا رہا پھر جو کچھ ہوش آیا اور طاقت اور صحت ہوئی تو ایک روز مسجد مین گیا اور پکار کر اذان کہی اور پھر تکبیر کہتا تھا کہ ایک کمند آئی اور گلے تک نہ پہنچی صرف پگڑی مین لگی اوسکو لیگئی اوس دن سے یہ عہد کیا کہ پکار کر اذان نہ کہونگا تا میرا ہونا کسیکو معلوم نہووے اور گھر سے باہر نہ نکلون جبتک کہ خوب دن روشن نہولیوے اور شام سے پہلے گھر چلا آونگا اس لیے مین اتنے دنتک نہ آسکا اس قصے سے بہت تعجب ہوا اور اوستاد ابو سعید عبد الملک ابن عثمان جو بہت نیک اور خدا پرست تھے

کہتا ہی کہ مجکو ایکروز اوس کان مین لیگئے کہ جہان بیمار اور محتاج اور مسافر اور فقیر ونکی خدمتگزاری ہوتی تھی تا کہ
چار سو آدمی جو بھوک کے مارے مرے پڑے ہین اونکی تجہیز و تکفین کیجاوے اور مجھ سے نانبائی نے یہ بھی کہا
کہ ان چار سو آدمیون کے لیے روٹی بھی پکی ہوئی موجود ہی ابو نصر داعلی منشی نے بھی شعر کہے ہین اور ابو محمد
عبد الکافی زوزنی نے ایک عبارت اس حال مین لکھی ہی سلطان یمین الدولہ امین الملہ نے اپنے صوبون کو
لکھا کہ فقرا اور مساکین پر زر بیشمار خرچ کرین کہ اس قحط مین انکی جان بچے اور یہ قحط سنہ ۴۰۱ ہجری تک باقی رہا — مطابق ۱۰۱۱ع

ایلک خان کا احوال جو بعد معاودت ماوراء النہر کے سلطان کو پہنچا

سلطان یمین الدولہ امین الملہ کو ترکون کی ہزیمت کے بعد یہ انتظار تھا کہ ایلک خان اور اوسکا بھائی
طغان خان اب کیا تدبیر کرتے ہین کہ اوسکا بھائی طغان خان ہمیشہ سلطان سے موافقت ظاہر کرتا تھا اور
بہت قسمین کھاتا تھا اور بہت عہد و پیمان کرتا تھا اور بہت قاصد بھیجتا تھا کہ مین ایلک خان کی حرکات سے
کہ تمسے لڑا اور تمھاری مملکت مین دخل کیا بالکل بری ہون اور ایلک خان یہ قصور ذمے طغان خان کے
لگاتا تھا کہ یہ جو کچھ مجھ سے ہوا ہی سب اوسکے اغوا اور بہکانے سے ہوا ہی کہ یہ بار بار اس باب مین مجکو خط
بھیجتا تھا ایلک خان نے جو یہ دیکھا کہ طغان خان نے یہ سب قصور میرے ذمے لگایا ہی اور آپ
بری ہوتا ہی تو یہ رای ہوئی کہ پہلے طغان خان کو تباہ کرے اور اوسکا قصہ مٹا دے یعنی اوسکو قتل کرے
اور ماوراء النہر کی فوج جمع کرکے روانہ ہوا اور شہر اوزگند سے ہوکر اوسکی طرف چلا اور راستے مین برف
اسقدر پڑی کہ راستے بند ہوگئے اس سبب سے یہ رای ہوئی کہ اگلے سال پر اسکو موقوف رکھے اور الٹا
پھر آیا اور دونون کے قاصد سلطان کے پاس حاضر ہوئے کہ ایک دوسرے پر تہمت لگاتا تھا
اور اپنی برات کرتا تھا پر سلطان نے دونون کے قول پر توجہ نکی اور دونونکو بیہودہ سمجھا اور ان قاصدون
کی ضیافت کی اور حکم دیا کہ لشکر آراستہ کیا جاوے سو اپنے دونون جانب لشکر کھڑا کیا ایک طرف
قریب دو ہزار غلام دو رویہ صف باندھے ہوئے اور بہت عمدہ عمدہ لباس دیبا وغیرہ کے
پہنے ہوئے تھے اور پادشاہ کے قریب پانسو غلام خاص لباس زرین وغیرہ سے نہایت آراستہ
کھڑے ہوئے اور اونکے پاس چالیس ہاتھی نہایت آراستہ کھڑے کیے گئے اور دونون صفون
کے گرد سات سو ہاتھی خوب آراستہ ہوکر کھڑے کیے گئے اور سب لشکر اپنے اپنے جاجون سے
ایسا مرتب تھا کہ یکایک آنکھ اسپر نہین ٹھہرتی تھی اور سوارون کے آگے پیدلونکو ڈھال تلوار اور

نیرو تبر سے مسلح کر کے کھڑا کیا اور اپنے آگے حاجبونکو کھڑا کیا اور آب اون قاصدونکو حکم دیا کہ اب آوین
اور اس حالت مین ملاقات اور ادای رسم ما وجب کرین اور اس حالت سے دسترخوان تک چلین اور دسترخوان
پر جو تکلف فرش و فروش او ظروف اور کھانیکا کیا گیا تھا ایسا کچھ تھا کہ نہ کسی نے دیکھا نہ سنا اور بعد اس ضیافت کے
سلطان نے اپنی ہمت کے موافق اونکو انعام و اکرام دیکر رخصت کیا اور وہ دونون بھائی
مدت تک آپسمین برسر عداوت رہے آخر اون مین صلح ہوئی کہ اسکا ذکر آگے ہوگا۔

ذکر فتح قصدار

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ ایلک خان اور طغان خان کی روز نئی نئی باتین سنتا تھا جو اون مین
بربنا عداوت و فساد ہوتی تھین اور قصدار کے والی نے بخیال مضبوطی اپنے ملک کے اور درستی اپنی
فوج کے جو مال کہ دینا ٹھہرایا تھا نہ دیا اس لیے سلطان نے اوسپر یورش کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور یہ
واقعہ سنہ ۴۰۲ ہجری کا ہے اور غزنین سے بست کو چلا اور ارادہ ہرات کا ظاہر کیا — مطابق سنہ ۱۰۱۱ء
پھر یکایک قصدار کو متوجہ ہوا اور پہاڑ اور راہ دشوار طے کرتا ہوا چلا اور قصدار کے والی کو بالکل خبر نہوئی
کہ یکایک سلطان کے غلامون نے دن نکلنے سے پہلے اوسکا گھر گھیر لیا وہ یہ دیکھتے ہی چیخا
الامان الامان اور جھٹ نکلکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے ایک کرور پچاس لاکھ درہم
اوسکے ذمے کیے اوس نے اوسکا بھی ذمہ کیا اور بہت کچھ دیا اور بیس ہاتھی بہت زبردست
دیے اور اپنا آدمی اوسپر مقرر کر کے کہ اوسکا زر وصول کر لے آپ چلدیا اور اوسکو بدستور خلافت قصدار کی دی

ذکر دونون شار کا ایک باپ نام اوسکا ابو نصر محمد ابن اسد دوسرا اسکا بیٹا شاہ محمد نام اور جو انکا انجام ہوا اوسکا بیان

جو کوئی غرشستان کا والی ہوتا تھا اوسکو شار کہتے تھے کہ اپنے لئے انھون نے یہ علامت مقرر کی تھی
اور اسکے معنی مالکیت و عظمت کے ہین اور ابو نصر شار وہان کا والی رہا یہانتک کہ اوسکا بیٹا شاہ محمد بالغ
ہوا اور یہ دیوانہ مشہور تھا اوس نے اپنے زور جوانی اور اپنے یارونکی مدد سے باپ سے ملک چھین لیا
اوس نے بھی اوسکو ملک سونپ دیا اور اوسکی تدبیر پر نگران رہا اور خود پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کتب اور
علم ادب پر مصروف تھا کہ سوای اسکے اور کسی امر مین اوسکا دل نہ لگتا تھا اور علما اور فاضل لوگ طرف سے
اوسکے پاس آتے تھے اور یہ سبکے ساتھ سلوک کرتا تھا اور ابو علی محمد ابن محمد ابن سیمجور سپہ سالار نے

اپنی سرکار نامدار رضی نوح ابن منصور سے باغی ہو کر چاہا کہ مملکت غرش کو مع اوسکے سب علاقے کے
اپنے ساتھ ملا لے اور دونون شار کو اپنا تابعدار کر لے یہ ان دونون باپ بیٹون کو ناگوار گزرا کہ سلاطین
سامانیہ کے بدلے اوسکی اطاعت کرین کہ اونھون نے اوسکو عزت سپہ سالاری اور سرداری کی دی ہی اور اونکو
اپنے قلعے کی مضبوطی اور سامان کی درستی کا بھی خیال تھا اس لیے اوسکے حکم سے اونھون نے تمرد کیا
کہ امیر رضی نوح ابن منصور کے بھی حق کی رعایت اور اوسکی عزت کی حفاظت ہی ابو علی نے انکے ملک
موروثی یا انکے مال قدیمی کا لالچ کیا تو ابو القاسم فقیہ اپنے معتمد کو بہت فوج دیکر ادہر روانہ کیا
اسنے جاکر اونکے دار الملک کے بیچ مین لڑنا شروع کیا وہ اپنے ایک پہاڑ پر گئے وہان بھی جا لڑا اور
جہان وہ نکلے وہان گیا آخر یہ دونون اپنے وطن سے نکلے اور ایک قلعے مین جو ان کے کوہستان
کے پیچھے انکا موروثی ہی بھاگ گئے اور ابو علی مجبور اونکے سب قلعے اور ملک کا مالک ہو لیا اور جب
امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی نوح ابن منصور کے ابو علی پر متوجہ ہوا تو ابو علی نے ابو القاسم کو وہان سے
بلوایا کہ اوسکا کام سہل ہے اب اس کام سخت مین مشغول ہووے اور اوس کلنگ کو چھوڑ کر اس شہباز کا مقابلہ
کرے اب اس جنگ مین کہ امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی کے ابو علی پر حملہ آور تھا وہ
دونون شار بھی امیر کے ساتھ شامل ہو گئے یہانتک کہ ابو علی سب کچھ مال قدیم اور جدید اور ولایت
اپنی اور پرائی چھوڑ کر بے سمجھے بوجھے جرجان گیا اور یہ دونون شار بدستور نہایت امن اور آرام کے ساتھ
اپنی جگہ مین رہے یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ اوسکا وارث ہوا اور ملک اور اونکے حکمران
اسکی اطاعت اور طاعت مین آئے اور سب جگہ خطبہ اسکا پڑھا جانے لگا تو سلطان نے مجھ کو انکے پاس
بھیجا کہ سلطان کی اطاعت کرین اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھین انھون نے بخوشی خاطر اوسکی اطاعت
قبول کی اور اوسکا خطبہ سنہ ۳۸۹ ہجری مین جاری کیا اب جو لوگ کہ مرو سے ہزیمت مطابق ۹۹۹ء
کھا کر بخارا مین جمع ہوے تھے اونھون نے ان شارون کو لکھ بھیجا کہ جنگ کی تدبیرین کرین کہ اب ہم
اپنے بدلے کے لئے آمادہ ہین ابو نصر شار نے یہ خط میرے پاس بھیج دیے کہ ان خطوط کو تامل سے
دیکھکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ والدین کے پاس بھیجدے تا اوسکو ہمارا حال بخوبی دریافت اور
معلوم ہووے کہ اوسکے ساتھ ہماری محبت دلی اور دوستی قلبی ہی اور ان اہل عداوت سے
بدرجہ غایت بغض اور عداوت ہی مین نے انکو بتامل دیکھا اور شار کو جواب لکھ بھیجا کہ اس طرح کا لکھنا انکا

صرف بیحیائی ہے اور اونکا ارادہ حملہ آوری کا ہے تو کرین اونکے لیے وہی تلوارین موجود ہین کہ جنسے اونکو
ذلت اور رسوائی پہلے ہو چکی ہے اور قریب ہے کہ شار حال ان باغیونکا دیکھے گا بس ایسا ہی ہوا کہ ایلک خان
بخارا پر متسلط ہوا اور بڑے بڑے باغیونکو گرفتار کیا اور باقی سراسیمہ حیران بھاگ گئے ادہر مین نے یہ سب ماجرا
سلطان کو لکھ بھیجا اور پھر اوسکا بیٹا شاہ محمد شار سلطان کے پاس حاضر ہوا اور بہت عزت واکرام پایا پر کچھ
اسمین غرور اور نخوت ملک داری کی تھی اسنے بعد چند دن کے رخصت مانگی بہت کچھ انعام وخلعت
واکرام وعزت پاکر رخصت کیا گیا اور افشین کہ اوسکا گھر تھا گیا اب چند دن کے بعد سلطان نے بغرض
کسی مہم کے سب امرا اور ارکان کو مع اونکے ساز وسامان کے طلب کیا اور شار مذکور کو بھی بلایا
اوس نے کچھ ایسے حیلے حوالے کیے کہ جنسے نافرمانی اوسکی تحقق ہو گئی سلطان نے کہ اس مہم کے اہتمام مین
مصروف تھا ابھی اسکی تدبیر کو ملتوی رکھا جب سلطان نے اوس جنگ سے خاطر خواہ فتحیاب ہو کر رجوع کی تو اوسکو
پھر لکھا کہ بشیوۂ اطاعت وفرمانبرداری حاضر ہووے اور بدستور مونست پیدا کرے اور وحشت زائل
کرے اوس سے اب بھی بجز سرکشی اور نافرمانی کے اور کچھ ظہور مین نہ آیا اب سلطان نے اپنا حاجب کبیر ابوسعید
تونتاش اور اپنا غلام ارسلان جاذب والی طوس کو بھیجا کہ اوس سے لڑین اور غرشستان چھین لین اور اوسکو نافرمانی
کی سزا دیوین یہ دونون چلے اور ان رستون سے ابوالحسن منیعی مروالروذ والے کو خوب واقفیت
تھی اس لیے اوسکو بھی شامل کیا اور راہ دشوار گزار اور گھاٹیان سخت سخت طے کر کے پونہچے اور اون
دونون شار کو خوب سزا دی ابونصر بڑا شار تو اپنی جان کی امان دیکھکر تونتاش حاجب کے پاس آگیا
اور ظاہر کیا کہ مین اس معاملے سے بالکل بری ہون جو کچھ کیا میرے اس بیٹے نے کیا اور یہ مجھ سے
ہمیشہ سرکش اور نافرمان رہتا تھا اس لیے آپ میری سفارش کرین کہ مین بالکل بیگناہ اور بیقصور
ہون اور اطاعت مین بالکل سرگرم ہون تونتاش نے اوسکو ہرات بھیجدیا اور سلطان کو اوسکی
سفارش لکھی وہانسے جواب اوسکی رہائی کا آیا اور اوسکا بیٹا شاہ محمد شار اپنے اوس قلعے مین جا چھپا کہ اوسنے
ایام مجبوری مین بنایا تھا اور اپنے ساتھ اپنے خاص غلام لیگیا اب تونتاش نے اوسکا ارادہ کیا اور
یہ اور ارسلان جاذب اور ابوالحارث سب وہان چڑھ گئے اور لڑائی شروع ہوئی یہانتک کہ ایک دیوار
فصیل کی ڈھا دی اور دوسری فصیل پر جا چڑھے اور پھر خوب شمشیر زنی کی لاچار اوسنے امان مانگی
آخر انھون نے اوسکو پکڑ لیا اور قید کیا اور سب کچھ مال وذخیرہ وہانکا لوٹ لیا اور سب اوسکے فرزند

اور مصاحب اور افسانہ خوان اور حاجب پکڑے گئے اور اوسکو خوب دھر کھینچا کہ اوسنے اپنا مال اور
دولت سب بتا دیا اور اسقدر لوٹا کہ اونکے کپڑے تک اوتروا لیے اور ننگا کر دیا اور جو آمدنی اس ملک
کی شار کو تھی اوسکے موافق ابو الحسن منیعی نے مقرر کی اور اپنا عامل اور کوتوال مقرر کیا اور سلطان نے
حکم بھیجا کہ شار کو ہمارے پاس نرمی تمام بھیجدیا جاوے جب لانے والے کے حوالے ہوا تو اونہوں نے
اوسکو پابزنجیر کیا اور ہمنے سنا ہی کہ اوسنے ہو وقت اپنے ایک غلام کو کہا کہ ہمارا یہ حال ہمارے گھر لکھ بھیجے
اور انشاء اللہ تعالی ہم چند دن بعد بخیر و عافیت آوینگے سو سلطان نے اوس قید ہی مین شار کو
بلوایا اور حکم دیا کہ یہ خط خود لکھے تو پہلے خود فکر کیا اور پھر شکر کیا اور پھر لکھا ہی قحبہ تو مجکو غافل جانتی ہی
جو کچھ تونے کیا سب مجکو معلوم ہی اور دیکھ مین اب آنے والا ہون تجکو اور تیرے ماباپ کو کیسی سزا
دونگا اور اور بھی برا بھلا اوسمین لکھا اور خط لفافہ کر کے اپنے غلام کو دیا اور اوسنے یہ خط اوسکے یہان
پونہچا دیا یہان قیامت برپا ہوئی اور ڈرے کہ کسی دشمن نے ہماری چغلی کھائی ہی اونہون نے
یہ تدبیر کی کہ یہ گھر خالی کردین اور کہین چھپ جائین تا اوسکے عذاب سے نجات ہووے پھر جو اوسکا
ایک غلام وہان گیا تو دیکھا کہ مکان بالکل ویران خالی میدان پڑا ہی ہمسایے سے جو پوچھا تو اونہون نے
کہا کہ اوس خط کے خوف سے یہانسے سب بھاگ گئے اوسنے یہ سنکر کہا کہ لعنت ہی خدا کی لکھنے والے
پر اور لکھوانے والے پر اور بھیجنے اور لانیوالے پر اور اوسکے اہل و عیال کو پھر لایا اب یہ سب خبر
سلطان کو آئی اوسکو شار کے اس حیلے سے ہنسی آئی کہ اوسنے یہ حیلہ کر کے لعنت کروائی اور شار نے
کہا کہ یہ سزا ہی اوسکی جو ہمسے لکھوائے سلطان نے اوسکو بلوایا اور ننگا کروا کر کوڑے بہت پٹوایا کہ یہ سزا ہی اوسکی جو
حق نعمت فراموش کرے اوسنے بہت واویلا اور فریاد او زاری کی پھر سلطان نے حکم دیا کہ اسکو ایسی جگہ
قید رکھیں کہ سزا ورن کے قابل ہووے اور اوسکا علاج اور اوسکا خرچ بہت عمدہ کریں اور اوسکو یہ
معلوم نہو کہ یہ بحکم سلطان ہی اور آسنے اپنا غلام بلوایا جو اسکے کار خدمت کرتا رہے اور اور بھی اوسکی
آسایش کی چیزین موجود کردی گئین اور اوسکا باپ ابو نصر شار جو ہرات مین تھا اوسکو سلطان نے
بلوایا اور اپنا مقرب اور معزز کیا اور جو انکی جائداد غرش مین تھی وہ سب خرید لی اور اپنی مملکت مین
شامل کر لی اور قیمت اونکی دیدی کہ انکی تکلیف تنگدستی کی رفع ہووے اور شمس الکفاۃ وزیر
ابو العباس ابو نصر شار کے ساتھ بہت مہربانی کرتا تھا یہانتک کہ وہ سنہ [illegible] ہجری مین مرگیا

مطابق [illegible] ء

ذکر جنگ ناردین

سلطان یمین الدولہ نے ۴۰۴ھ ہجری مین ارادہ کیا کہ ہندوستان پر یورش کرے اور یہ رای ہوی کہ ابکی بار وسط ہندوستان تک جا رہے سو آخر فصل خریف مین روانہ ہوا اور ہندوستان مین جب چلا آیا تو ہقدر برف پڑی کہ سب راستے بند ہوگئے اور بہت تکلیف ہوی تو اب اولٹے پھرے کہ پھر سامان درست کرکے آوینگے پس جب موسم بہار آیا اور سب سامان جنگ فوج اور غلہ وغیرہ خوب درست ہوگیا تو پھر ہندوستان کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور روانہ ہوا گویا ایک دریا امڈا چلا آتا ہی یہانتک کہ جب مقصد پر پوہنچا تاکہ اپنے لشکر کی ترتیب کرے اپنے بھائی نصر کو معہ ایک انبوہ لشکر کے داہنی طرف اور ارسلان جاذب کو بائین طرف کھڑا کیا اور ابوعبداللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مقدمۃ الجیش کیا اور قلب لشکر تونتاش اور سب اپنے خواص اور غلامونکو قائم کیا راجہ ہند نے جو یہ ہنگامہ برپا دیکھا تو بہت خوف غالب ہوا اور اپنے ٹھاکرون اور سردارون سے پناہ مانگی اور پھر ایک پہاڑ کی گھاٹی مین گھس گیا کہ جان بچے اور دونون پہاڑون کے درون پر ہاتھی کھڑے کردیے کہ انکی سبب فوج سلطان کی اندر نہ آسکے گی اور حکم دیا کہ میری مملکت کے سب لوگ انکے مقابلے مین آوین اور لڑین اور کوئی باقی نرہے یہانتک کہ پتھر اوٹھا کر مارنا بھی جو جانتا ہی وہ بھی آوے جب سلطان کو معلوم ہوا کہ راجہ لڑنے مین بہت دیر لگاتا ہی اور تاخیر کرتا ہی تو اپنا دیلمی اور افغانی لشکر لیکر جا چڑھا اور لڑائی شروع ہوئی اور اسقدر چند دن تک لڑائی ہوئی کہ لاچار راجہ کو میدان مین نکلنا پڑا اور اب فوج سلطان خوب جان توڑ کر لڑی یہانتک کہ کچھ سردار فوج کے راجہ پر جا پہنچے اب راجہ نے پھر پہاڑ مین سے نکلنے کا قصد کیا کہ گرد اوسکے ہاتھی تھے اب اور بھی لڑائی سخت ہوئی اور گرمی بھی بہت ہوگئی اور سردار اور نوکر یکسان ہوگئے اور جسوقت وہ ہاتھی کو حملہ کرنے کے لیے سنکارتے تھے تو اوسی وقت ہاتھیون پر گرز بیشمار پڑتے تھے اور راجہ نے جو دیکھا کہ ابوعبداللہ محمد ابن ابراہیم طائی خونریزی مین بہت کوشش کرتا ہی تو بہت سے اپنے دلاور لیکر خاص اوسپر متوجہ ہوا لیکن وہ اس سے کچھ نہ گھبرایا اور اپنے کام مین بالکل مصروف رہا یہانتک کہ زخمی ہوگیا اب سلطان نے جو اوسکا حال دیکھا تو اوسکی مدد کی اور اوسکو چھڑایا کہ مارے تلوارون اور نیزون کے چھد گیا تھا پھر حکم ہوا کہ اسکو ہاتھی پر بٹھلاوین کہ جب تک اسکے زخم اچھے ہووین اور وہ ہاتھی اوسکی ملک ہوگیا کہ اور دن بھی فتح اسکو

مطابق ۱۰۱۳ء

زیادہ ہوا اور لڑائی ایسی ہی جاری تھی کہ یکایک سلطان کے فتح کی ہوا چلی اور اونکو گھیر کر خوب مارا اور پھر ہر غار اور جنگل اور گھاٹی اور میدان مین یہان تک قتل کیا اور بہت مال و دولت ہاتھ لگا کہ ایک کو دوسرے پر رشک نرہا اور جو ہاتھی کہ اونکے یہان بہت مضبوط تھے لے لیے اور نار دین پر فتح ہوگئی اور اوسکے بتخانے مین ایک پتھر تھا کہ اوسپر یہ کندہ تھا کہ یہ عمارت چالیس ہزار برس سے ہی پس سلطان کو بہت تعجب ہوا کہ اسقدر مدت سے تو دنیا بھی نہین ہے اب سلطان یہ سب کچھ لیکر اولٹا پھرا اور لونڈی غلام بہت سے لے گئے یہانتک کہ ہر شخص کے یہان غلام اور لونڈی ہوگئے +

جنگ تھانیسر

سلطان نے سنا کہ نواح تھانیسر مین ہاتھی خوب ہوتے ہین جیسے صیلان مین ہوتے ہین اور وہان کا راجہ اپنے ہاتھیون کے زور پر بڑا گھمنڈ کرتا ہے اور بہت سرکش و مغرور ہے سو اوسپر متوجہ ہوا اور لشکر لیکر چلا اور سخت رستہ اور دشوار راہ طے کرتا ہوا وہان پونہچا اور اوس جانب اوسکے بہت بڑا دریا ہے اوسکے کنارے پر ایک پہاڑی ہے کہ جسکی اوٹ مین راجہ اپنی فوج اور ہاتھی لیے ہوے کھڑا تھا سلطان اس دریا سے اوتر کر راجہ کے مقابلہ مین گیا اور دو جانب لڑائی شروع ہوگئی اور حکم دیا کہ دریا اور پہاڑ کے بیچ مین اونسے لڑائی کیجاوے اور بہت سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ جب دن ڈھلنے لگا تو سلطانکی فوج نے سب طرف سے ایک حملہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھی وغیرہ سب چھوڑ کر بھاگ گئے کہ جن پر اونکو بڑا گھمنڈ تھا اور یہ لوگ ہاتھی گھیر لائے اور اگر رات نہو جاتی تو اور بھی جنگ جاری رہتی اور سلطان یہ سب غنیمت اور فتوحات لیکر غزنہ کو واپس چلا گیا +

ذکر ابی العباس فضل ابن احمد اور جو اوسکا انجام ہوا جب تک کہ مرا

اور ابو العباس فضل ابن احمد فائق کے خواص لوگون مین سے تھا اور اسکا لقب عمید الدولہ تھا اور نہایت معتمد اور معزز تھا اور جب کہ سلطان نیشاپور مین سپاہ سالار تھا تو یہ مرو کی ڈاک کا داروغہ تھا ناصر الدین سبکتگین کو اسکی امانت اور دیانت اور ہوشیاری کی خبر پونہچی تو اوسنے امیر نوح سے اوسکو مانگا کہ سلطان کی وزارت کرے گا وہانسے موافق اس درخواست کے ابو العباس نیشاپور بھیجا گیا اور احمد ابن حسن کے قایم مقام وزیر مقرر ہوا اور احمد ابن حسن اس لیے موقوف ہوا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب احمد ابن حسن کے باپ کو بمقام بست معتمد اور وزیر اپنا کیا تھا اور دشمنون کے بہکانے سے اوسکو قتل کیا تھا

اس لیے احمد ابن حسن سے کچھ اوسنے دلمین خیال تھا اس لیے اوسکو موقوف کیا اگرچہ وہ نہایت ہوشیار
اور کارگزار اور تیز قلم اور ذہین اور چالاک تھا کہ باوجود نو عمری کے سب کار ریاست ایسا خوب کرتا تھا کہ
اوسکا ہم عمر کوئی ایسا نہ تھا اور بلی ظاہر اپنے باپ کے سلطان بھی کچھ نکر سکا اور ابو العباس مذکور کو اپنا معتمد
اور وزیر ریاست کیا اور سبب اس لیے ہوا ہی کہ اہل خراسان کو قدر احمد ابن حسن میمندی کے معلوم
ہووے کہ وہ پروردہ سلطان کا تھا اور جو کچھ کہ کسی سے بگڑ چکا تھا اوسکی درستی مین ساعی اور جو اور لوگ
اوجاڑ گئے تھے اوسکے تدارک پر کوشش جاری تھی اور ہر امر کی اوسکے موافق تدبیر کرتا تھا اور جو پانی کہ خشک
ہو جاتا تھا اوسکو پھر لاتا تھا اور یہ ابو العباس ایذا کرنا مملکت کا خوب جانتا ہی اور نہ اور کوئی درستی مگر صرف
مال اکٹھا کیا اور پیداوار اور محصل لینا اور توفیرات سمیٹنا جانتا ہی کہ چند سال مین بہت مال جمع کر لیا کہ اب تک
تو خراسان برپا یہ اور توانگر تھا جب اسنے اوسکا مال سونت لیا اور جو کچھ تر ہی اور تازگی تھی سب روک
لی اور مال و ذخیرے سب لے لیے تو اب خراسان ایک مفلس تہی دست بے مغز دبلے پوست رہ گیا
اور بہت سے گنے ویران ہو گئے اور بہت پانی سوکھ گئے اور بہت سے بونے جوتنے والے شہروں مین
بھاگ گئے تو باقیون سے باقی لی جانے لگی اور جو آباد رہے اونسے بھاگے ہوؤن کا بھی محصول لیا جانے لگا یہ مصیبت
پھیلی اور شکایت ہونے لگی اور لوگون پر بہت مصیبت ہوئی اور سب کے مال تباہ ہو گئے اور
یہی ہو رہا تھا کہ پھر قحط کا صدمہ گزرا تو تونگر مفلس اور مفلس مردہ ہو گئے تو اب مملکت خراسان مین اسقدر
باقی رہ گئی کہ کچھ بھی وصول نہین ہو سکتا کل کی تو کیا مدت ہوئے اب سلطان کو اس کمی آمدنی سے تنگی
ہوئی اور وزیر سے مطالبہ ہوا کہ جو کچھ نقصان ہوا خرچ کیا گیا ہی حاضر کرے اور وزیر براہ فریب
کبھی اپنی برات کرتا تھا اور کبھی اور ون کے ذمے بتلاتا تھا پھر سلطان کے دھمکانے سے جب اوسکو رنج ہوا تو
اس نے استعفا دیا اور اپنے اوپر بلائی اور قید قبول کی اور لوگون نے سلطان سے یہ سفارش کی کہ جسقدر روز یہ
پرگنون سے زیادہ روپیہ لیا ہی وہ لیکر آپ اپنا نقصان پورا کر لین مگر وزیر نے نمانا اور کہا کہ سوای اسکے کہ
موقوف ہون اور جس کسی قلعے مین جا ہون قید رہون اور کچھ نہوگا ایک درہم بھی ندونگا کہ گویا خود ہی
بلا اپنے سر لیتا تھا اور مرنے کے لیے آمادہ تھا یہ بات ابھی یونہین تھی کہ سلطان نے ابو اسحاق
محمد ابن الحسین دہقان کو سررشتہ دار دیوان کیا اور وہ بلخ مین رئیس تھا کہ جو زر باقی ہو بون اور رعایا ے
نیشاپور سے وصول کرے اور سنہ ھجری مین اوسکو روانہ کیا اور وہ ہرات پر چلا مطابق سنہ ۱۰ع

اور جسقدر کہ وہان پیدا ہوا اور اوسکے ہاتھ لگ سکا وصول کیا اور تھوڑے دن مین بہت مال زر سمیٹ لیا
اور عہدۂ وزارت اب تک ابو العباس ہی کے نام پر ہی اور ابو القاسم ابو العباس کو نصیحت کرتا تھا کہ پھر اپنے عہدے کا
کام کرے اور اپنی عزت اور حالت درست کرے اور وہ اپنی سخت مزاجی سے اوسی طرح اصرار کیے جاتا تھا
کہ اوسکی قسمت مین اسی طرح مرنا لکھا تھا اور یہی حالت اوسکی جاری رہی کہ خود بخود قلعہ غزنہ پر قید کے لیے
چلا گیا کہ اس تکلیف مطالبہ اور کشاکشی سے نجات اور آرام پاویگا اور جسقدر کہ روپیہ جمع کیا تھا سب سلطان کو
بھیجدیا پس ایسا کوئی نہین سنا گیا کہ خود قید مین جاوے اور بلا کا استقبال کرے سو سلطان کو یہ آنا اوسکا خود بخود
بہت برا معلوم ہوا اور حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے مال اور ہماری رعیت پر زیادتی کی ہی اوسکی بابت ایک تمسک
ایک لاکھ دینار کا لکھدے تو اوسنے ایک تمسک لکھدیا کہ سلطان پھر ہمیشہ اوس سے لیتا رہا کہ اوسکو فاقے ہونے
لگے اور کچھ طاقت نرہی اب سلطان نے اوس سے قسم لی کہ اس مطالبے پر میرے پاس کچھ مال نہین نہ جمع اور نہ متفرق زمین
مین دبا ہوا اور نہ امانت اور اوسکے پاس اوسکی اولاد بھی آتی جاتی تھی اتفاقاً کچھ مال اوسکا کسی سوداگر کے پاس بلخ مین
نکلا اب سلطان نے اوسکو اور بھی دھر کھینچا اور جو کچھ کہ اوسنے اپنی قوت کے لیے بچا رکھا تھا وہ بھی لیا گیا
اب اتفاقاً سلطان کو کوئی مہم در پیش ہوئی کہ اوسکو اسی حالت مین شکنجے مین چھوڑ کر چلا گیا کہ سنہ ۴۰۴ ہجری مطابق ۱۰۱۳ سنہ ع
مین مر گیا اور پھر سلطان کو کہ جب واپس آیا اوسکے مرنے کا بہت غم ہوا اور اوسکے ایام وزارت مین
اوسکا بیٹا ابو القاسم بالغ ہوا تھا اور بہت صاحب علم و ادب اور جامع فضائل باوجود نو عمری کے تھا
کہ اوسکا ذکر بہت پھیلا اور قدر خوب ہوئی اور نظم و نثر اوسکے دونون خوب تھے اپنے باپ کے لیے اوسنے
قصیدہ کہا ہی اور چونکہ ہنرمند اکثر بے نصیب ہوتے ہین بے نصیب جوان مر گیا اب جوزجان کی عملداری
ابو الحسن علی ابن فضل معروف حجاج کو دی گئی کہ نہایت صاحب علم اور صاحب حلم اور صاحب حیا و
صاحب وفا اور صاحب عقل تھا بہت عمدہ انتظام اور فقط آبرو کے ساتھ کام کیا اور صوبونکی آبرو بھی اپنی آبرو کے موافق حفاظت کرتا تھا

ذکر ابو القاسم احمد ابن حسن میمندی کی وزارت کا

جب کہ سلطان خراسان کا سپہ سالار تھا تو ابو القاسم اوسکا میر منشی تھا اور یہ شخص شریف حسب و نسب مین
درست ہی صاحب رای کامل ہی اور اوسکی تدبیر معقول ہی ہر طرف اوسکی خوش قلمی اور دلیری اور بلند ہمتی
اور ترقی خو کی شہرت ہی اور دینار و درہم کی بہت حقارت کرتا تھا اور سلطان کے سب حالات پر جو رفیق رہا تو
سلطان نے اوسکو درجہ بدرجہ یہان تک ترقی دی کہ تمام فوج کی موجودات لینے کا اوسکو دیوان کیا

اور ہر پرگنہ لبست اور رنج مہم اوسنکے سب متعلقات اور آمدنی کے اوسکی تنخواہ معمولی پر زیادہ کیا پس توفیق خداوندی
سب امور مفوضہ پر نہایت استحکام سے کام کیا اور اوسکی سخاوت کے آرزومند اطراف واکناف سے آنے لگے تو
ہر شخص اپنی آرزو کے موافق اوس سے تونگری اور فارغ بالی حاصل کرتا تھا اور وزیر ابوالعباس بھی اسکی رای
پر عمل کرتا تھا اور اسکی خوب عزت کرتا تھا اور جب کہ سلطان کو ابوالعباس پر توجہ نرہی اور اوسکا کام بہت
سست ہوگیا تو سلطان نے بوقت روانگی جنگ نارائن کے ابوالقاسم کو دہلیز کا نگہبان اور ابواسحاق کا مددگار
کیا تھا اور اگرچہ وزیر نہ تھا پر وزیر کہلاتا تھا اور سنہ ہجری تک یہی حال رہا جب کہ مطابق ۱۰۱۶ء
سلطان نے وزیر اور خراسان کے عاملون کو باقیات پر گرفتار کیا اور سب عامل اور رعیت اور شریف اور غریب اور
عزت دار اور خدمتگار سب حاضر آئے اور سب کو قید کیا اور … روز کی معیاد مقرر کی کہ زر باقی ادا کرین تا مقرر
ہندوستان مین کہ ابھی درپیش ہی کام آویگا اور کسی کی کھال نوچنی شروع کی اور کسیکو آگ پر بٹھلایا اور کسیکو
اولٹا لٹکایا اور ابوالقاسم کو خلعت وزارت دیا اور سب ضروریات ریاست اوسکو سونپی اور زر باقی
کے وصول کا حکم دیا اور نسبت باقیدارون کے اوسکو اختیار تام دیا کہ جسکو چاہے رکھے اور جو چاہے
جس سے لیوے سلطان تو ہندوستان کو گیا اور اس نے سب کار خدمت پر نہایت خوبی اور
اہتمام سے کام کیا اور ابواسحاق کو خراسان کی تحصیلداری پر سررشتہ دار کیا جب سلطان آیا تو دیکھا
کہ نہایت عمدہ انتظام ہی اور ہر کام کا خوب بندوبست ہی اور خزانہ بھی پر ہی اور ہر بات کی خوب رونق ہی
تو اوسکو حکم دیا کہ خراسان جاوے اور جو کچھ وزیر اور ابواسحاق کے سبب سے نقصان یا باقی رہی ہی اوسکو وصول
اور درست کرے تو یہ ہرات کو گیا اور وہان کے لوگون پر ایسا اسکا رعب و داب ہوا کہ خود بخود مال نکلا
چلا آتا تھا اور خود آواز دیتا تھا کہ یہان ہی باہون تو اسقدر مال اسنے سمیٹا کہ کبھی نہ سنا گیا تھا اور ابواسحاق
سررشتہ دار کی نالش ہوئی کہ اسقدر زر اس نے بطور طمع و رشوت کے لیا ہی یہ امر سلطان کو بہت
برا معلوم ہوا اوسکو موقوف کیا اور حکم دیا کہ جو کچھ لیا ہی سب بیت المال مین داخل کرے اور پھر اپنا
خاص ملک اور موتی اور اسباب اور اپنی عورتون کا زیور سب حاضر کرے پس سب ہی کچھ لوٹوا دیا اور وزیر
ابوالعباس کو علم عربی نہ تھا اس لیے اوسکی سب تحریرات فارسی کی تھی اور اسی لیے بہت بیرونق ہوا اور
ابوالقاسم جو وزیر ہوا تو سب دفتر اور سب منشی لوگ عربی دان مقرر ہوے اور فارسی ترک ہوئی مگر
مکتوب الیہ جو فارسی دان ہوا اور عربی سے واقف نہ ہوا تو فارسی مین تحریر ہوتے تھے

اور جملہ کار سلطنت اور رعایا کا اور دفتر کا خوب بارونق ہوا

بیان شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کا اور اوسکے انجام کار کا اور بعد اوسکے اوسکا فرزند فلک المعالی منوچہر ابو منصور اوسکا وارث ہوا

شمس المعالی اگرچہ صاحب ای عالی تھا لیکن نہایت سخت بند و بست اور دشوار کار تھا ہر خطا کی سزا بجز خونریزی کے اور کچھ نہتی اور کوئی قصور اگرچہ بے ارادہ محض ہو جاوے تو ہرگز معاف نہوتا تھا اور صرف تلوار ہی سے انتقام لیا جاتا تھا اور کوڑی اور لکڑی کے تو کیا معنی اور قید سوای سنگستان کے اور کہین نہین کرتا تھا اوسکے خدام اور حواشی بہت لوگ تباہ ہو گئے کاش با وجود قصور کے اگر زندہ بھی رکھتا تو خوب ہوتا ہر شخص اوس سے متنفر تھا کوئی اوس سے محبت نہ رکھتا تھا اور کوئی اوسکی صحبت پر رغبت نکرتا تھا کیونکہ نفس انسانی سے بے گناہی تو ممکن نہین ہے اور یہان اگر کچھ بھی قصور ہووے تو معافی تو کیا بلکہ سزا قتل ہی دیجاتی ہے اوسکا ایک داروغہ حاجب نعیم کر وکیل قوم حدود جرجان پر متعین تھا نہایت بے فساد بے ضرر اور بہت ہی نیک خو شمس المعالی نے اوسکو استراباد پر مقرر کیا کہ اوس کا انتظام اور بندوبست کرے اوسکو خبر پونہچی کہ نعیم نے کچھ مال بطمع لیا ہے اسنے حکم دیا کہ قتل کیا جاوے سو قتل کیا گیا اور وہ چینختا ہی رہا کہ یہ بالکل غلط ہے مین بیگناہ ہون اب اوسکی فوج نے یہ مشورہ کیا کہ اوسکو سلطنت سے اوتار دین اور اوسکی اطاعت سے نکلین تا جان بچے ورنہ یہ ہی حال سبکا ہوگا اور خود تو جرجان سے خناشک کی چھاونی پر تبدیل آب و ہوا کے لیے گیا ہوا تھا کہ یہان گرمی بہت تھی اس لیے اوسکو اس مشورے کی خبر نہوئی تھی سو ایکدن رات کیوقت وہ اپنے ایک قلعے مین تھا کہ فوج یکایک چڑھ گئی اور جو کچھ اوسکا مال اور گھوڑے اور خچر تھے سب لوٹ لیا پر جو لوگ اوسکی حفاظت پر پہرہ دار تھے وہ انپر غل مچانے لگے اس لیے یہ سب نہ بھاگے اور اس سے نافرمانی اختیار کر کے جرجان کو مڑے اور اوسکے بیٹے ابو منصور منوچہر کو طبرستان سے بلایا کہ اوسکو سلطنت دیوین اور اوسکی اطاعت کرین وہ یہ سنتے ہی دوڑا کہ بظاہر اونکے موافق رہے اور باپ پر اونکی یہ حرکت اوسکو بہت ناگوار ہوئی اس لیے اسکا بدلہ لینا اپنے دلمین چھپا رکھا اور اسوقت اونکی بہت مدارات کی کہ اسوقت اگر اونسے کچھ بگاڑے تو بدلہ بھی نہین ہو سکے گا اور ملک بھی تباہ ہوگا اور اب یہ سب حال شمس المعالی پر کھلا تو وہ بسطام گیا کہ دیکھے انجام ان لوگون کا کیا ہوتا ہے فوج نے سنا کہ وہ بسطام آیا تو منوچہر کو کہا

کرینگر اوسکا مقابلہ کرے وہ ناچار برعایت وقت اوسکے ساتھ گیا شمس المعالی نے صرف منوچہر کو اپنے پاس
بلایا یہ اوسکے پاس تنہا گیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور اس حادثے اور حالت پر بہت رویا اور اپنے حقوق
بہت یاد کیے اور یہ بھی عرض کیا کہ میری نیازمندی جو حضور میں ہے فوج باغی کو معلوم نہووے اب
شمس المعالی نے جو دوستی اور درستی اپنے فرزند کی دیکھی اور خیال کیا کہ انجام کار یہی ہے کہ سلطنت اسی کے لیے ہے
تو اوسنے اپنی سلطنت اوسکو دیدی اور یہ وصیت کی کہ جبتک کہ میں زندہ ہوں میری خدمتگزاری بخوبی
کرتے رہنا اور خباشک کے قلعے میں عبادت خداوندی میں مصروف رہوں جبتک کہ موت آوے اور
کار سلطنت صرف تم ہی کرتے رہو کہ تم اب بادشاہ ہوے پس شمس المعالی اپنے خواص خدمتگار لیکر خباشک کو
گیا اور منوچہر جرجان کو گیا کہ مسند آرای سلطنت ہوا اور اپنی فوج اور رعیت کی خوب خاطرداری اور مدارات
کرتا تھا اور جبتک شمس المعالی زندہ رہا ہر وقت انکو اندیشہ رہا جب وہ مرگیا تو سب کو اطمینان ہوگیا
اور جرجان کے باہر بسر راہ خراسان اوسنے اپنے لیے آپ قبر بنوائی تھی اوسمیں دفن کیا گیا اور منوچہر نے
موافق اپنی رسم جیل کے تین دن ماتم کیا ننگے سر رہا سونا اور کھانا ترک کیا اور سینہ زنی کرتا رہا بعد اسکے
سلطنت میں ایسا سرگرم اور مصروف ہوا کہ پھر باپ کبھی یاد نہ آیا اور قادر باللہ خلیفۂ بغداد نے
شمس المعالی کے مرنے کی خبر سنی تو منوچہر کو خط تعزیت اور تہنیت لکھا اور فلک المعالی لقب دیا اور منوچہر نے
جو مصلحت دیکھی تو سلطان یمین الدولہ امین الملہ سے متابعت اور دوستی پیدا کی اور اپنے چند خواص
کو بہت تحفہ اور ہدایا دیکر بہ پیغام نیاز اور محبت کے سلطان کی خدمت میں بھیجا سلطان نے بھی اوسکی
درخواست کے موافق دوستی اور محبت کا اظہار کیا اور امتحان کے لیے حکم بھیجا کہ ہمارا خطبہ اپنی ولایت
میں جاری کرے اور ابو محمد حسن ابن مہران کو بہت تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا سو اوسنے خوب اطاعت کی
اور جرجان اور طبرستان اور قومس اور دامغان میں خطبہ سلطان کا جاری کیا اور پچاس ہزار دینار
سالانہ مقرر کیا اور جب سلطان نے ارادہ نارائن گڑھ پر یورش کا کیا تو اوس سے جیل اور دیلم کے
لوگ مانگے کہ وہ بہت دلاور اور واقف کار ہوتے ہیں اوسنے دو ہزار آدمی خالص جیلی مقرر کیے اور
اونکی تنخواہیں اور انعامات دیکر کہ اونکی سب حاجات اور ضروریات دفع ہوویں سلطان کے پاس
بھیجدیے جب یہ سب کار خدمت اوسکا سلطان کی رای میں متحقق ہوا تب اوسنے ابو سعید جو لکی
رئیس جرجان کو منوچہر کے پاس بہ پیغام رشتہ کے بھیجا اوس نے بھی قبول کیا اور اوسکا نکاح سلطان کی

دختر سے ہوگیا اور منوچہر نے اپنے اور سلطان کے آدمیون کو بہت سا انعام واکرام دیا اور ایسا ہی سلطان
نے بھی بہت کچھ صرف کیا اب منوچہر نے اون لوگون کو کہ اسکے باپ کے قتل پر آمادہ اور شریک ہوئے تھے سب کو
قتل کیا اور ابن خرکاش نے کہ اسکا رشتہ مند اور دشمن تھا جو یہ دیکھا تو بھاگا اور کہین اوسکو ٹھکانا نہ ملا جہان
جاتا تھا وہان دھکے کھاتا تھا اور خون قابوس اوسکے درپے ہوتا تھا اور پھر ایسا گم ہوا کہ پتا بھی نہ لگا اور
منجملہ اون لوگون کے کہ شمس المعالی پر حملہ آور ہوے تھے ایک اوسکا سپہ سالار ابو القاسم جعدی تھا یہ سرحد
گانون مین چلا گیا امیر فلک المعالی نے چندے اوسکو مہلت دی اوسکو یقین ہوا کہ امیر کو مجھ سے
کچھ پرخاش نہین ہے صرف اونسے تھی کہ جنکا کام کرچکا ہے اسکے پاس چلا آیا اوس نے اوسکو جھٹ قید کردیا
یہ قید مین سے کچھ حیلہ کرکے نکل بھاگا ادھر ادھر بھاگتا پھرتا تھا اور نیشاپور بھی کسی گمان پر گیا پر
کچھ حاصل نہوا پھر سلطان یمین الدولہ کے پاس آیا اوس نے جو اسکا حال سنا تو پھر اسکو قید کیا

ذکر دارا ابن شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر

دارا کو جو ابو علی محمد ابن سیمجور سے امان ملی تو امیر نوح ابن منصور کی خدمت مین جب تک رہا کہ اوسکے
باپ کو جرجان طبرستان ملا اب وہ اپنے باپ کی خدمت مین آموجود ہوا کہ باپ کی خدمت اور کی
خدمت سے بہتر ہے اوسکے باپ نے اوسکو طبرستان دیا کہ اوسمین رہے اور اوسکا انتظام کرے پھر کسی نے
اوسپر تہمت لگائی اوسکے باپ نے اوسکو بلوایا وہ نہایت نیاز سے اوسکے پاس استرآباد مین حاضر آیا بہت
اچھی طرح سے اوس سے ملا اور اوسکو نہایت خاطر سے اوتارا پھر جو کچھ شبہ ہوا تو پھر بلوایا وہ اسکے پاس آنے کو
سوار ہوا اور چلا کہ رستے مین سے اپنے چند خواص اور اپنے غلام لیکر خراسان کو چلا آیا اس عرصے مین کہ شمس المعالی
کو خبر ہووے اور اپنا لشکر اوسکے پیچھے دوڑاوے وہ بہت دور نکل گیا اور خراسان کے قریب پہنچکر
دم لیا اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس حاضر آیا اور نہایت نیاز سے پیش آیا اور سلطان نے
اوسکی بہت خاطرداری کی اور اوسکو رتبہ برتبہ ترقی دیتا تھا یہانتک کہ اوسکو دماغ ہوا اور گستاخی اور تکبر
سے سلطان کے ساتھ پیش آنے لگا کہ سلطان نے اسکی وہ عزت اور رتبہ کم کردیا یہ اوسکو ناگوار ہوا اور اوسکے
تغیر مزاج سے ڈر لگا تو رات کو بھاگ گیا سلطان نے اونکے پیچھے گھوڑے دوڑائے پر یہ شاہ غار کے
پاس پہنچا سلطان نے شاہ شار کو لکھا کہ دارا کو ہمارے پاس بھیجدے اوس نے بھیجا سلطان نے بہت تکلیف
سے اوسکو قید کیا اس نے جو کچھ موقع پایا پھر بھاگ گیا پھر پکڑا گیا اور بہت سخت قید کیا گیا لیکن سلطان کے

دلمین جو کچھ آیا تو چھوڑ دیا اور پھر وہی عزت اور توقیر اور اکرام اور تعظیم کی اور ابی الحارث ارسلان جاذب کی
مددگاری اور تقویت کے لیے اوسکو جرجان اور طبرستان بھیجا اور پھر بلا کر اپنا معتمد الخدمت کر کے اپنے پاس
رکھا کہ کسی وقت اپنے سے جدا نکرتا تھا اتفاقاً ابو الفوارس ابن بہاء الدولہ سلطان کے پاس آیا کہ اس سے
مدد لیکر اپنے بھائی کے اوپر فوج کشی کرے مجلس ضیافت مین یہ سب جمع ہوے اور دور چلا اور اس
حالت مین اگلے پچھلے سب فکر آئے دارا نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر خاموش رہتا تو خوب ہوتا سلطان نے
اوسکو ایک قلعے مین پھر قید کر دیا اور سب اسباب و ملک اوسکا ضبط کر لیا کہ جیسے اوپر کنون کا محصول آتا تھا
اوسکا بھی آنے لگا ایک روز وزیر نے اوسکی سفارش کی تو پھر اوسکا ملک اوسکو عنایت کیا گیا کہ اوسکی حالت
درست ہو وے اور اوسکے قید خانے مین اوسکی آمدنی کام آوے اور یہ سب حال محرم ۴۰۳ھ ہجری مین گزرا مطابق ۱۰۱۲ء

ذکر مجد الدولہ ابو طالب ابن فخر الدولہ کا

فخر الدولہ نے ابو العباس تاش کو جب کہ وہ خراسان سے جرجان پہونچا یہ لکھا کہ خدا نے مجکو ایک فرزند
عنایت کیا ہے کنیت اوسکی ابو طالب رکھی اور نام اوسکا رستم کہ یہ نام ہمارے بزرگون مین تھا اور خطیہ اپنے
وزیر صاحب ابن عباد سے لکھوایا اور جب فخر الدولہ مرگیا تو مجد الدولہ اوسکی جگہ ہوا اور اوسکی ما اسپہبد کی
بہن نہایت زور آور اور صاحب تدبیر تھی ملک دیلم دبا بیٹھی اور حکمرانی کرنے لگی ان دونون ما بیٹون مین
خوب جنگ ہوئی یہانتک کہ بدر ابن حسنویہ مجد الدولہ پر حملہ آور ہوا کہ ملک ہر اوس سے چھین لے اور دونون
مین ایسی لڑائی ہوئی کہ تکلیف فاقہ اور سختی اور خونریزی اہل دیلم اور پھر اہل ری پر بڑی اور اب قریب
تھا کہ اور بھی سخت فساد ہووے اور نہایت خونریزی ہووے اور بہت لوگ تباہ ہووین اور باجی
لوگ فساد برپا کرین اور مجد الدولہ نے جو دیکھا کہ روز بروز فساد برپا ہے اور زیادہ ہوتا جاتا ہے تو اوس نے
سلطنت ترک کی اور گوشہ نشین ہوا اور اپنی ما کی اطاعت قبول کی اور نافرمان برداری سے توبہ کی
کہ جس سے خلقت اور تابعان سلطنت تباہ ہوے جاتی تھی اور الگ ایک گھر مین ہو بیٹھا اور شغل صرف
لکھنے پڑھنے کا شروع کر دیا اور اوسکا بھائی شمس الدولہ ولایت ہمدان اور قرمیسین اور اونکے سب علاقہ
حدود بغداد تک کا فرمان روا ہوا اور بدر ابن حسنویہ نے اوس مال اور دولت پر کہ قلعون مین سے جمع تھے
قبضہ کیا اور لوگون کو بیقدر دینا شروع کیا کہ چند دن مین سب مال خرچ ہو گیا اور ابن فولاد کے پاس
کہ سلطنت آل بویہ مین جلیل القدر اور صاحب علو مرتبت تھا دس بر دیلمی اور کردی اور عربی سردار سب جمع ہو گئے

اوس نے مجد الدولہ اور اوسکی ماں سے کہا کہ مین ہر وقت تمہاری ولایت کا مددگار رہونگا اور تمہاری سلطنت کا ایک رکن استوار مجھ کو قزوین جاگیر دیدو اونھون نے صاف یہ عذر کیا کہ ہماری مملکت بہت قلیل اور مختصر ہے اس لیے ہم نہین دے سکتے ہین ابن فولاد یہ جواب سنکر اطراف ری پر چڑھ گیا اور لوٹ مار اور رہزنی غلہ والون پر کرنے لگا اور قریب دو طرف کا اونکا ملک دبالیا ان دونون نے اصبہبد سے مدد مانگی وہ بہت لوگ جیل کے لیکر چڑھ آیا اور خوب جنگ ہوئی بہت کشت و خون ہوا دونون طرف کے لوگ بہت مارے گئے اور ابن فولاد کی ٹانگ مین تیر لگا کہ وہ زخمی ہوگیا اور دامغان کو بھاگا اور جاکر زخم کا علاج کیا اور منوچہر فلک المعالی کو لکھا کہ میری مدد کرے تو مین اوسکی اطاعت کرونگا اور اوسکا خطبہ جاری کرونگا اور اوسکو خراج دیا کرونگا اوس نے دو ہزار آدمی نہایت زور آور اور قوی بھیجدیے یہ سب جمعیت لیکر ابن فولاد ری پر چڑھ گیا اور لوٹ مار پھر کرنے لگا اور اہل دیلم کو بھی بہت تکلیف ہوئی اس لیے لاچار مجد الدولہ اور اوسکی ماں نے علاقہ اصفہان اوسکو لکھدیا کہ کچھ تو امان ہووے اب وہ راضی ہوگیا اور فساد جاتا رہا اور اپنے لشکر سے ملک کا انتظام اور بند و بست اور درستی کرنے لگا اور ہر فساد سے اونکو روکنے لگا اور منوچہر کا لشکر اولٹا پھر گیا اور اس نے اصفہان جاکر مجد الدولہ کا خطبہ جاری کیا اور یہ سنہ ہجری کا ماجرا ہے اور نصر ابن الحسن ابن فیروزان سلطان مطابق ۱۰۱۶ء
یمین الدولہ کی خدمت مین السیاسر گرم رہا کہ اوسنے پرگنہ بیار اور جومند اوسکی جاگیر کردی وہ وہان پہونچا اور خوب انتظام کیا اور محاصل بہت حاصل کیا اور مجد الدولہ نے ری مین جو اوسکو بلوایا وہ بیراہ گیا کہ شمس المعالی قابوس کے لشکر کا ڈر تھا وہ ہر وقت موقع اور تابو دیکھتے تھے اور جب وہان پہونچا تو حق قرابت اور فرمان پذیری سب جتائی گئی اور یہ وہان چند سال رہا کہ اچھی طرح سے اسنے وہان کا انتظام کیا اتفاقا یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالفین سے موافقت رکھتا ہے تو اوسکو قلعہ استونا وند مین قید کردیا گیا پھر اوسکا قصور معاف ہوا اور اوسی کام پر پھر ممتاز ہوا کہ دیلم نے پھر سر اوٹھایا اور لوٹ مار اور رہزنی اور لعب زنی کرنے لگے کہ ریاست بالکل نہ رہی تھی اور مجد الدولہ سوای لکھنے پڑھنے کے اور کچھ شغل نہ رکھتا تھا اب نصر نے پھر اونکا بند و بست اور قلع و قمع کیا تو اونھون نے اب ارادہ کیا کہ نصر کو قتل کریں اور اوسکو گھیر لیا پہلے تو صرف اکیلا اونکو بہت دن تک ٹالتا رہا پھر بھاگ نکلا اور سب مال ان لوگون نے لوٹ لیا اور اوسکو اتنا رنج رہا کہ مر گیا

ذکر بہاء الدولہ کا اور جو کچھ اوسکا انجام کار ہوا

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا مالک ہو گیا تو بہاء الدولہ نے اوس سے دوستی کے لیے پیغام و خطوط بھیجے کہ ان دونوں کی مملکت باہم متصل تھی سو سلطان نے بھی یہ دوستی قبول کی کہ وہ بھی شریف ہے اور اوسکے بزرگ بھی بزرگ تھے اور سلطان نے بھی پیغام محبت بلکہ رشتہ داری و قرابت کا قاضی ابو عمر و بسطامی محدث نیشاپور کے ہاتھ اوسکے پاس بھیجا جب قاضی وہان پہونچا تو بہت تعظیم و تکریم ہوئی اوس نے سب پیغام ادا کیے بہاء الدولہ نے کہا کہ میرا وزیر فخر الملک بغداد میں ہے اوس سے جا کر یہ پیغام دینا چاہیے بعد اوسکی صلاح کی جو ہوگا کیا جاویگا پس قاضی جب تک کہ بغداد سے واپس آیا بہاء الدولہ بیمار سخت ہوا اور مر گیا اور لوگون نے اوسکے فرزند ابو شجاع سے بیعت کی اور قادر باللہ خلیفہ بغداد نے اوسکو سلطان الدولہ لقب دیا اور سلطنت اوسکی جم گئی اور اقبال اوسکا درست ہو گیا اب قاضی نے سلطان الدولہ سے پیغام دوستی پہونچایا اوسنے جواب صاف ندیا کہ یہ پیغام اصل میں اوسکے باپ کے لیے تھا نہ اوسکے لیے بجز اسکے کہ مجمل یہ کہا کہ ہماری اور سلطان کی دوستی موروثی ہے اور وفاداری قدیم اور اوسکا بھائی امیر ابو الفوارس اوسوقت کرمان میں تھا اب ان دونون میں جنگ اور مخالفت قائم ہوئی اور سلطان الدولہ نے لشکر مرتب کیا کہ کرمان اوسکے ہاتھ سے لیوے آخر جنگ ہوئی اور بہت کشت و خون ہوا اور ابو الفوارس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور سلطان یمین الدولہ کے پاس مدد کے لیے جا کر دم لیا سلطان نے نصر ابن اسحاق نائب کو اسکے استقبال اور مدارات اور اہتمام مہمانی پر مامور کیا نصر نے پہونچتے ہی دس ہزار دینار نثار کیے کہ اس سے اوسکا سجستان مین نام ہو گیا کہ ایسا کام اور ایسی سخاوت کسی اگلے پادشاہ سے نہوئی تھی جب سلطان سے جا کر ملے تو طرفین سے ہدایا اور تحفے اسقدر لیے دیے گئے کہ جنکا بیان نہیں ہو سکتا بلکہ تمام دنیا کی مالیت سے بھی زیادہ ہین اور تین مہینے تخمینا مہمان رہا اوسکے بعد اسنے رخصت اور مدد مانگی سلطان نے بہت خوشی سے بہت سا مال اور دولت دیکر رخصت کیا اور ابو سعد عبد الرحمن ابن محمد طائی کو کچھ فوج دیکر اسکے ساتھ کیا ابو الفوارس یہ سب کچھ لیکر کرمان پر چلا تو جو لوگ کہ وہین تھے فورا بھاگ گئے کہ اونمین تاب مقابلہ نتھی اور ابو الفوارس نے ابو سعد کو کرمان پر مقرر کیا کہ اوسکا انتظام کرے اور محاصل حاصل کرے پھر ابو سعد ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوا اور چونکہ یہان ایک مدت گزر گئی اس لیے سلطان کی طرف سے ان لوگون کو ایک طرح کا خیال ہوا لیکن جب یہ لشکر وہان پہونچا تو سلطان نے حکم دیا کہ پھر جاؤ اور مملکت ابو الفوارس سے

چھین لو سو وہ لوگ واپس آئے اور جنگ واقع ہوئی اور ابو الفوارس شکست کھاکر بھاگا اور ہمدان مین شمس الدولہ ابن فخر الدولہ کے پاس گیا اوسنے بلحاظ قرابت اسکی خوب خاطرداری کی اور ایک مدت تا حید مددگاری ہا آخر اوسکو معلوم ہوا کہ مجکو فریب دیکر رکھا ہے اور اپنے بھائی سلطان الدولہ کے پاس مین بھیجا جاونگا سو یہ بات سنے بھاگا اور بغداد کی راہ لی اسکے بعد جو اسکا حال ہو گا لکھا جاویگا

ذکر ایلک خان اور جو اوسکا انجام ہوا

ایلک خان کو جو شکست کا جو بلخ پر اوسکو ہوئی بہت رنج اور افسوس تھا اور اپنے بھائی طغان خان کو ہر وقت ملامت کرتا تھا اور قدر خان سے ہر وقت مدد کا تقاضا تھا لیکن تقدیر اوسکی برخلاف تھی اتفاقا بیمار ہو گیا اور سنہ [illegible] ہجری مین مرگیا اور طغانخان اوسکا بھائی اوسکا وارث ہوا اور اسنے سلطان سے آشتی اور دوستی پیدا کرلی اور جو کچھ کہ اسکا بھائی خلل انداز ہوا تھا وہ سب رفع ہوا اب ملک چین سے ایک فوج کثیر طغانخان اور بلاد اسلام اور بلاد ترک اور ماوراء النہر پر چڑھ آئے اور قریب تین لاکھ کے خرگاہ تھا کہ اسقدر اسلام مین کسی کے پاس نہین ہوا اب اسنے بھی بلاد اسلام اور تمام ترک مین سے لوگ بلوائے قریب ایک لاکھ کے جمع ہوے لیکن اونکی کثرت سے سب ڈرتے تھے اب طغانخان یہ جمعیت لیکر اونکے مقابلے گیا اور جان لیا کہ بیشک مارے جاوینگے چند دن تک برابر لڑائی رہی اب ایکدن سبنے اتفاق کیا کہ سب لڑمرین سو صبح سے جو طغانخان نے حملہ کیا تو دوپہر تک لڑے اور ایک لاکھ آدمی اونکے قتل کیے اور چینیون نے نشہ بھی پیا تھا کہ سب بیہوش اور مست ہو کر لڑتے تھے اور ایک لاکھ غلام ہاتھ لگے اور باقی جو رہے بھاگتے جاتے تھے اور بھنے جاتے تھے اور بعد اس فتح کے چند دن بعد طغان خان مرگیا اور اوسکا بھائی ارسلانخان ابو منصور اوسکی جا بہی پادشاہ ہوا اور اسنے بھی سلطان یمین الدولہ سے بدستور دوستی اور آشتی کرلی اور سلطان نے اپنے فرزند ابو سعید مسعود کی شادی اسکی دختر سے کی تھی اور اسکو بہت معتبر اونکے ساتھ بلخ بھیجا کہ وہانسے بیاہ کرکے لاوے اور یہ سنہ [illegible] ہجری مین ہوا۔

مطابق سنہ [illegible]ع

مطابق سنہ [illegible]ع

ذکر ابی احمد فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا

اسکے اخلاق اور عادات بہت پسندیدہ اور علم و ادب مین خوب فائق ابو النصر فریغونی والی جوزجان کی بیٹی سے اسکا بیاہ ہوا اور اسکو جوزجان کا انتظام دیا اور ابو سعید مسعود کو ہرات کا

انتظام ہونا اور اوسکا بیشکار اور معتمد ابو محمد حسن ابن مہران کو کیا باقی حال ان دونون بھائیونکا جو ہوگا آگے مذکور ہوگا

ذکر ابو العباس مامون خوارزم شاہ اور جو اوسکا انجام ہوا یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا وارث ہوا

ابو الحسن علی جب اپنے باپ کا وارث ہوا تو اوسنے خوارزم کو جرجان سے شامل کرلیا اور اپنی تقویت کے لیے سلطان کی بہن سے نکاح کیا گویا سب ایک ہو گئے یہانتک کہ ابو الحسن مرگیا اور اوسکا بھائی ابو العباس مامون اسکا جانشین ہوا اور اوسنے بھی سلطان کی بہن سے نکاح کیا کہ وہی تقویت اور دوستی رہی سلطان کے حکم کے موافق اسنے اپنے ملک مین خطبہ سلطان کا شروع کردیا لیکن اوسکی سپاہ اور سرداران سپاہ نے انکار کیا کہ اگر تو ایسی اطاعت سلطان کی کریگا تو ہم تجھ سے پھر جاوینگے اور تجھکو سلطنت سے نکال دینگے یہ سب تقریر قاصد سلطان نے سلطان سے جاکر بیان کی اور یہ بھی کہا کہ ان سب کا سردار اس امر مین نیالستگین بخاری ہے اور یہ سب ابو العباس کے قتل پر آمادہ تھے چنانچہ ایکروز بر سبیل سلام اوسکے پاس گئے اور اوسکو قتل کرڈالا اور اوسکے ایک بیٹے سے بیعت کرلی ہے اور یہ بھی وہ جانتے ہین کہ سلطان اپنی بہن کے لیے اس ملک کا مدعی ہوگا تو سب نے اتفاق کیا ہے کہ خاص دار الملک کے اندر لڑینگے سلطان کو اپنے بہنوئی کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور بہت غصہ آیا اور چلا کہ اونکے دار الملک کے صحن مین جا پہنچا اور ان لوگون نے ارادہ کیا کہ رات کو چھاپہ مارین اور نیالستگین نے یہ سوچتے ہی رات کو ابو عبد اللہ طائی پر کہ مقدمۃ الجیش تھا حملہ کیا اور لڑائی ہونے لگی اور سلطان بھی یہ سنکر دوڑا اور خوارزمی لوگ صبح سے جبتک کہ خوب گرمی دوپہر کی ہوگئی لڑتے رہے اور جب دوپہر ہوئی تو اون کو شکست ہوئی اور بھاگے انھون نے جیحون کی راہ لی اور بہت مارے گئے اور پانچہزار آدمی پکڑے گئے اور آخر کار نیالستگین بخاری بھی گرفتار آیا اور قید ہوا ان سب سے سلطان نے پوچھا کہ تمنے اپنے ولی نعمت کو بے وجہ کیون قتل کیا نیالستگین نے ڈھٹائی سے کہا کہ تمنے قتل کیا اور اورون نے کچھ جواب نہ دیا پھر سلطان نے حکم دیا کہ ابو العباس مامون کی قبر کے پاس انکو لیجاؤ اور کوڑے مارو اور ناک اور کان کاٹو اور پھر سولی دو اور ابو العباس کی قبر پر ایک پتھر یہ لکھوا کر لگادو کہ یہ قبر ابو العباس کی ہے کہ اوسکے نوکرون اور خادمون نے اوسپر بغاوت کی ہے اور اللہ نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو باغیون پر قدرت دی کہ اونکو پھانسے دیکر مارڈالا اور جو قیدی کہ باقی رہے اونکو طوق پہنا کر شہر غزنہ مین تشہیر کے لیے پھرایا گیا اور پھر حکم دیا کہ انکو فوج مین چھوڑ دیا جاوے

کریہ جاسوس اور اہل فساد کے نگران ہین اور خوارزم پر حاجب التونتاش کو بھیجا اوس نے سلطنت محمدی کر کے خوب انتظام کیا

متھرا اور قنوج کی فتح کا ذکر

سلطان جب خوارزم کو اپنی سلطنت مین ملحق کر چکا تو بست کو روانہ ہوا اور اوسکا بندوبست کر کے غزنہ کو چلا اور یہان بیس ہزار آدمی ماوراءالنہر سے اوسکے پاس اور آ گئے اور ارادہ ہوا کہ اب سفر قنوج کرین اور مجوسیون کی تاریخ مین لکھا ہی کہ سوای گشتاسپ کے جو شہنشاہ اعظم تھا اور کوئی قنوج فتح نکر سکا اور غزنہ تین مہینے کا راستہ ہی اور استخارہ کیا اور چلا اور دریای اٹک اور جہلم اور چندراہ اور ایراوہ اور شتلدر سے بعافیت تمام اوتر آیا اور جس راجہ کی سرحد مین آیا تو اوسکا وکیل بہ نیازمندی اور مستمندی حاضر آیا اور جب کشمیر پر گذر ہوا تو جنگی ابن سمہی والی کشمیر بھی خدمت مین آیا اور رہنمائی اور رہبری کرنے لگا اور آدھی رات سے دوپہر دن تک چلتے تھے اور دسوین رجب سنہ ۴۰۹ ہجری کو جمنا سے اوتر آئے اور جو قلعہ کہ بلند نظر آیا اوسکو (مطابق سنہ ۱۰۱۸ عیسوی) فتح کر لیا یہان تک کہ برن کے قلعے پر جو راجہ ہردت کے ملک مین واقع ہی گذر ہوا راجہ ہردت نے جو یہ حال دیکھا اور ڈرا تو مناسب یہ جانا کہ اسلام قبول کرے اور دس ہزار آدمی لیکر آیا اور اسلام لایا اب سلطان نے اوسکو بھی اپنے ساتھ لیا اور راجہ کلچند پر چڑھائی کی اور اپنی فوج کو حکم دیا کہ حملہ کرین سو یہ فوج وہی قلع قمع کرنے لگی جو کرتی آئی ہی اور سلطان کو جو معلوم ہوا کہ ایک ستہ قلعے کے اوپر سے بھی ہی سلطان اپنی فوج لیکر اوسپر جا چڑھا راجہ اور اوسکی فوج جس نے دیکھا کہ یہ قتل عام ہو رہا ہی اور ہماری تلوار کچھ کام نہین کرتی لاچار یہ مشورہ کیا کہ دریا مین جا پڑین کہ وہ ہمکو بچا لیگا سو بہت تو ڈوب مرے اور بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور پچاس ہزار آدمی کے قریب قتل و غرق ہوے اور راجہ کلچند نے اول اپنی جورو کو مارا پھر آپ بھی مرا ایک سو پچاسی ہاتھی بادشاہ کو سوای اور مال کے ہاتھ لگے یہانسے فتح کر کے متھرا پر چلے جسکو اہل ہند گمان کرتے ہین کہ یہ شہر آدمیون کا بنایا ہوا نہین ہی جنون کا بسایا ہوا ہی اور اوسکے بیچمین ایک مندر نہایت عمدہ ہی کہ ایسی خوب عمارت اور ایسا عمدہ نقشہ نہ کسی کاتب کے قلم سے بن سکے اور نہ کوئی مصور تصویر اوتار سکے اور سلطان نے جو غزنین خط بھیجا تو اوسمین یہ لکھا کہ یہان ایک مندر کی عمارت ایسی ہی کہ اگر کوئی اوسکے مقابل بنانا چاہے تو شاید بصرف دس کرور دینار دو برس مین اچھے کاریگرون سے بن سکے اور منجملہ ان بتون کے جو یہان تھے پانچ بت سونے کے معلق ہوا مین کھڑے تھے اور اونمین سے ایک کی آنکھون مین دو یاقوت تھے کہ اگر شاید بیچے جاتے تو پچاس ہزار دینار کو بھی ارزان تھے اور دوسرے بت کے

گلے مین ایک ٹکڑا یاقوت کا چارسو پچاس مثقال کا تھا اور ایک کے قدم کے نیچے چار ہزار چار سو مثقال سونا
تھا اور کل سونا جو ان سب پر تھا اٹھانوے ہزار تین سو مثقال تھا اور چاندی کا وزن اسوقت ممکن نتھا کہ
معلوم ہو سکے اب یہ سب فتوح لیکر قنوج کو چلا اور اپنی فوجکو بدین خیال کہ راجہ قنوج رای جیپال کی فوج بہت
قلیل ہی حاجت سب فوجکے لیجانے کی نہین ہی یہین چھوڑ دیا اور رستے مین مال اور غلام اسقدر ہاتھ
لگے کہ حساب نہین ہو سکتا اور آٹھوین شعبان کو قنوج پہونچا اور رای جیپال سنتے ہی بھاگا گنگا سے
پار اوتر گیا اہل ہند اس دریا کی بہت تعظیم کرتے ہین اور سلطان قنوج کے قلعون مین گیا دریای گنگ کے کنارے
پر سات قلعے مال اور دولت سے مالا مال ہین اور اس شہر مین دس ہزار مندر ایسے ہین کہ اہل ہند کو یہ گمان
ہی کہ یہ مندر دو تین لاکھ برس سے ایسے بنے ہوے ہین سلطان نے فوجکو حکم دیا کہ شہر ادٹ لو اور پھر قلعہ فتح پر
کہ برہمنونکا قلعہ کہلاتا ہی گئے اور قتال ہوا آخر سلطان کو فتح ہوئی پھر وہان سے قلعہ آسی پر گئے اور
وہانکا راجہ جنڈال سور تھا جو سب سرداران ہندوستان مین عزت دار تھا اور اوسکا لشکر بھی بہت تھا اب
راجہ قنوج نے اوسکو سلطان کے مقابلے مین کیا اور بہت دن تک لڑائی رہی اور جب راجہ جنڈال کو
سلطان کا حملہ معلوم ہوا تو بھاگ گیا اور سلطان نے اوسکا قلعہ مسمار کروا دیا یہ فتح کرکے راجہ جندرای پر متوجہ
ہوا اور وہ اپنے قلعے سرڑوہ مین تھا اور پہلے تو اوسمین اور راجہ بروجیپال مین دشمنی تھی کہ آپسمین ہمیشہ
جنگ و جدال رہتا تھا آخر آپسمین صلح اور دوستی ہوگئی اور راجہ بروجیپال نے اپنے فرزند بھیم پال کی منگنی کا
پیغام راجہ جندرای کی بیٹی سے دیا کہ پھر فساد کبھی نہووے اور ہمیشہ دوستی رہے جب بھیم پال بیاہ کرنے
گیا تو راجہ جندرای نے اوسکو قید کیا کہ جسقدر میرا نقصان تیرے باپنے کیا ہی وہ سب ادا کرے جب
رہائی ہوگی راجہ جیپال اس فکر ہی مین تھا کہ کیونکر اپنا بیٹا چھڑا دے اور کیونکر اوسکا قلعہ لیوے کہ اتنے
مین سلطان جا پہونچا بروجیپال تو راجہ بھوج دیو کے پاس چلا گیا کہ سلطان کے صدمے سے بچے اور
جندرای نے سلطان کا مقابلہ کیا لیکن بھیم پال نے اوسکو نصیحت کی کہ محمود ہندو تو نہین ہی اسلیے
اوس سے لڑنا نہین چاہیے اور چھپ جانا ضرور ہی کہ اوسکے نام سے بہت فوجین تیری اور میرے باپ کی
بھاگتی ہین اوسکو یہ نصیحت پسند آئی اور اسباب اور ہاتھی اور مال و دولت سب لیگئے اور پہاڑون مین
جا چھپے اور غرض اوسکی اس نصیحت سے یہ تھی کہ جندرای راجہ کے ساتھ مین گرفتار نہو جاؤن اسکے
جلا وطن ہونے سے مین راجہ ہونگا پس سلطان نے جو یہ قلعہ فتح کیا تو بہت مال گمانس مین سے نکلا

لیکن سلطان نے ارادہ کیا کہ جندرای کا تعاقب کرے کہ وہ یہانسے پندرہ کوس کے فاصلے پر ہے اور شب کے وقت چھبیسوین تاریخ شعبان کو وہان جا پونچا اور لڑائی ہوئی تو بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور تین دن تک برابر لوٹ رہی اور ہاتھی بہت ہاتھ لگے کہ اونکا نام خدا آورد رکھا اور سونا اور چاندی اور یاقوت اور موتی جو ہاتھ لگا قریب تیس لاکھ درہم کے تھا اور لونڈی اور غلام اس کثرت سے ہو گئے کہ بڑی قیمت اونکی دس روپیہ کی تھی ورنہ دو تین روپیہ کو بکتے تھے +

غزنین کی جامع مسجد کا ذکر

جب یہ کچھ مال اور دولت اور یہ ملک ماوراء النہر وغیرہ سلطان کو ہاتھ لگا تو اب اوسنے ارادہ کیا کہ غزنہ مین ایک مسجد بناوے اور کڑی اور تختہ وغیرہ ہند اور سندھ سے منگائے گئے اور فرش اوسکا سنگ مرمر کا بنایا اور نہایت تکلف کیا اور بہت سونا اور چاندی دیوار پر لگایا اور اوسکے گرد مدرسہ قائم کیا اور علما کو جمع کیا

ذکر قوم افغانان

یہ قوم راہزن اور غارتگر ہے جب سلطان قنوج کیطرف گیا تھا اوسکے لوگونکو لوٹتے تھے اور مارتے تھے اب سلطان نے یہان پونچکر چاہا کہ انسے بدلا لیوے اور اونکا استیصال کرے سواپنی خاص فوج لیکر اونپر چڑھگیا اور سوای بچون اور عورتون کے سبکو قتل کیا کوئی باقی نرہا پھر غزنین چلا آیا اور چاہا کہ کچھ بلخ مین آرام لیوے اور باقی سال غزنہ مین پورا کرے اور پھر سندوستان پر متوجہ ہووے سواپنی فوج لیکے ہندوستان پر چلا اور دریای براب پر پونچا اور راجہ بروجیپال ادہر سے خوب چست وچالاک فوج لیکر چلا کہ سلطان کو دریا پار نہ آنے دیوے سلطان نے جو اوسکا یہ ارادہ دیکھا تو حکم دیا کہ مشکین باندھکر دریا کے پار چلے جاوین اور آٹھ غلام توبموجب حکم سلطان یونہین دریا مین کود پڑے اور اوس کنارے پر جا پہنچے جب راجہ نے دیکھا کہ پانی انکو لئے چلا آتا ہی تو پانچ ہاتھی اور فوج اپنی متعین کردیے کہ ادھر انکو اوترنے نہ دیوے تو ان آٹھ غلامون نے تیرونسے ہاتھیون کے پانون اور چہرے زخمی کردیے اور پار اوتر گئے الغرض کچھ ڈوبے اور باقی سب پار چلے گئے اور سلطان نے ایحلہ کیا اور راجہ کی فوج شراب پیے ہوے تھی سلطان نے اونکو ایسا مارا کہ سب متفرق ہوگئے اور بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور دو سو ستر ہاتھی ہاتھ آئے اور راجہ بھاگ گیا +

ذکر اوس حال کا جو بعد وزیر ابو العباس کے نیشاپور مین

گیا اور ابوالحسن علی سیاری وہان کا دیوان ہوا

بسبب بربادی رعایا اور کمی پیداوار اور خراج قانونی کے اور بسبب ویران ہونے زمیندار اور بھگنے جوتنے والونکے جو زر باقی وزیر ابوالعباس پر نکلا گیا تھا جب اسکا معاملہ ختم ہو چکا تو سلطان نے ابوالحسن طاہر ابن عبدالصمد رئیس قوہستی کو بلایا کہ یہ شخص آبادی ملک اور تحصیل پیداوار اور قانون دیہاتی سے خوب واقف ہے اور اوسکو وزیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ منجملہ آمدنی قوشنج کے پچاس ہزار دینار واسطے آبادی آبادون کے اور بطور تقاوی زمیندارونکے خرچ کرے سو ۴۰۷ھ ہجری مین نیشاپور گیا اور زمین قابل زراعت ۱۰۱۶ء
مین زراعت کروائی اور ویران کو آباد کیا اور بھاگے ہوئے اسامی کو پھر بسایا اور ظاہر ہے کہ نقصان مدت کا تو مدت ہی مین پورا ہوگا اور سلطان ہر سال یہ چاہتا تھا کہ مقدار تخمینے سے زیادہ کرے اور یہان یہ حال ہے کہ کبھی تو پیداوار کم اور کبھی آبادی کم اور کبھی نرخ کم اور متصدی لوگ اپنا کام کرتے تھے یعنی ہر مال مین اور ہر محال پر اپنا حق لگاتے تھے یہ شخص حیران تھا کہ کیا کرے اور سلطان کیطرف سے ہر وقت مطالبہ اور دھمکی جاری تھی کہ جو باقی ہے وہ وصول کرکے بھیجے اور جو اب پیداوار ہے وہ بھیجے اسنے دیکھا کہ میری ملک جسقدر ہے وہ تو کبھی بمقدار مطالبہ کافی نہوگی اب اسکو فضیحت اور رسوائی کے غم نے ایسا بیمار کردیا کہ قریب مرگ ہوگیا اور ایسا دبلا ہوگیا کہ گویا مردہ ہے اب سلطان نے ابوالحسن سیاری کو وزیر یا دیوان مقرر کرکے وہان بھیجا کہ نہایت زیرک اور دانا اور حساب دان اور ہوشیار تھا اسنے یہان پہونچکر سب حساب اور تمام کاغذ مرتب کیا اس لیے اگرچہ سلطان کو یہ ضرورت تھی کہ اوسکو اپنے پاس رکھے لیکن خراسان کے بندوبست کے لیے اوسکو بھیجنا ضرور پڑا کہ سب مملکت سے بہت عمدہ اور بہت اچھی مملکت ہے اور خط استوا مین جو بلاد و امصار ہین اونکا یہ ایک ثلث ہے +

ذکر ابوبکر محمد ابن اسحاق ابن محمد شاہ اور قاضی ابوعلی صاعد ابن محمد اور اونکا انجام کا

یہ دونون صاحب مذہبی آدمی تھے صرف انکی دینداری کا کچھ حال لکھا ہے یہ سب مذہبی ذکر ہے تاریخ سے کچھ علاقہ نہین ہے اس لیے ترک کیا گیا اور اسیقدر کفایت ہے +

ذکر سپہ سالار ابوالمظفر نصر ابن ناصرالدین سبکتگین کا

جب سلطان نے خراسان کو آل سامان سے خالی کروالیا اور اوسکا مالک ہوگیا تو اوسکو دی

اور محبت بینے بھائی نصر کی تحقق ہوئی اور دوسرے بھائی اسمعیل سے جدائی ہوئی اس لیے اوسنے نصر کو سپہ سالاری خراسان کی دی اور نیشاپور پر بھیجا اور یہ عہدہ ابتدا مین اسی کا تھا اور چونکہ نصر اوس سے بڑا تھا اس لیے اوسکی توقیر اور تعظیم خوب کرتا تھا یہ شخص چند سال نہایت خوبی اور نیکنیتی کے ساتھ اس عہدے پر ممتاز رہا اور بہت اچھے اچھے کام اس سے سرزد ہوے خصوصًا ابی ہریرہ مفتی کے فساد مین نہایت ہوشیاری سے کام کیا پھر سلطان نے اوسکو بلوا لیا اور اپنے پاس رکھا کہ جدائی گوارا نہ تھی اور ایسا نیک تھا کہ سلطان نے کبھی کوئی لفظ بیہودہ اوس سے نہ سنا اور کسی نے کبھی اوسکی شکایت نہ کی یہانتک کہ آخر کار مر گیا

ترجمہ مترجم تاریخ یمینی

فقیر حقیر سراپا خطا و التقصیر وکیل احمد ابن شیخ قلندر حسین ابن شیخ محمد وسیم ابن شیخ محمد عطا روح اللہ ارواح اسلافہ و افاض علیہ خصائص الطافہ کو حق تعالی جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سکندرپور کے معزز خاندان مین پیدا کیا ہمارا سلسلہ نسبی حضرت بندگی شیخ مبارک فاروقی عدلی تک پونہچتا ہی جو کملین اولیا اللہ سے تھے انکے وصال کی تاریخ یہ ہی ع

بزرگے در سکندرپور مشہور	قناعت پیشہ فوز در فقر مسرور
اگر سال وفاتش را بجوئید	مبارک رفت از دنیا بگوئید

۱۰۱۶

حضرت بندگی کی تمہ سکندرپور مین یزارو متبرک ہی دور دور سے لوگ آتے ہین اور اپنے دامن حاجت کو انکے فیض سے بھر ا جاتے ہین الین قبر پر یون کندہ ہی ع

زیارت گاہ مردم ہست این قبر	مبارک بود شیخ باکرامت
پے سال وفاتش گفت عاجز	مبارک از جہان بگزیدہ رحلت

۱۰۱۶

سلاطین تیموریہ نے مصارف جماعت خانہ حضرت بندگی کے لئے بہت بڑی جاگیر دی تھی قوالون کے نام علیحدہ جاگیر تھی یہ بزرگ چشتی تھے سماع سے نہایت ذوق تھا حالت سماع مین اکثر وجد فرماتے تھے مخدوم تاج محمود حضرت بندگی کے صاحبزادے درویش باکمال و صاحب حال و قال تھے انکا مزار بھی بندگی شیخ مبارک کے حظیرے مین ہی لیکن

اوسکا صحیح نشان نہین پایا جاتا تاریخ وفات یہ ہی ؎

تاج محمود انتقال نمود	آفتاب ہدی بہ قعر نہفت
سال تاریخ عاجز خستہ	تاج محمود تاج عالم گفت

ہمارے والد مرحوم کے انتقال کی تاریخ یہ ہی ؎

شیخ من شیخ قلندر حسین	تن بہ قضا داد بحکم قضا
عاجز دل خستہ لسالش نوشت	خوابگہ او شدہ دار البقا

نوین ذی حجہ شب جمعہ سنہ ہجری کو مین پیدا ہوا سنہ ہجری تک فارسی کی معمولی کتابین پڑھ کے جونپور گیا وہان خانقاہ رشیدیہ حضرت دیوان محمد رشید جونپوری قدس سرہ مین ٹھہرا اور کتب صرف و نحو و مختصرات منطق پڑھ کے تمام کتب درسیہ حسب سلسلۂ نظامیہ مولانا محمد عبد الحلیم لکھنوی قدس سرہ کی خدمت مین سماعۃً و قراءۃً پڑھی اور سنہ مین فراغ حاصل کر کے سند علمی حاصل کی جناب مولانا ممدوح کی تاریخ وفات یہ ہی ؎

کان عبد الحلیم ذا علم	رفع اللہ عنہ ما عشرہ
فی الدعار الذی یفید لہ	قلت تاریخ موتہ غفرہ

پھر لکھنو کا عزم کیا کتب طبیہ مولوی حکیم انور کریم لکھنوی سے پڑھین جو مشتہر فی الآفاق حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ کی اولاد سے تھے مطب مولوی حکیم حاجی محمد یعقوب لکھنوی کے سامنے کیا پھر عرصے تک لکھنو و جونپور و سکندرپور مین درس و علاج مرضی مین مصروف رہا سنہ ہجری مین شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن مین آیا اور سرکار دولتمدار آصفیہ کی ملازمت اختیار کی باوجود کثرت اشتغال کے مجھے تصانیف کا مشغلہ رہتا ہی جس قدر تصانیف آج تک مدون ہوی ہین اونکی فہرست حسب ذیل ہی۔ تنبیہ مخالفین بجواب تفضیح مخالفین معیار الصرف۔ نقل مجلس۔ تشئید المبانی بنکاح الثانی۔ مکاتبہ۔ حد العرفان۔ تنبیہ الطالبین صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان۔ ارشاد العنود الی طریق ادب عمل المولود۔ سبحۃ ضیئیہ۔ وسیلہ جلیلہ۔ نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین۔ اعتماد بخطای اجتہاد۔ ہدیہ مجددیہ مصباح الحق الصریح عن احکام المحدث الحسن الصحیح۔ ارشاد المرتاد الی مسلک حجۃ اخبار الآحاد۔

۱۷ تقریر بے نظیر در حرمت خمر و خنزیر۔ ۱۸ محدد لجہات المجدد۔ ۱۹ رفادہ علی جرح العبادہ۔ ۲۰ عقد الدرر۔
۲۱ دافع الشقاق عن اعجاز الاشتقاق۔ ۲۲ تبصرہ۔ ۲۳ ابطال الاباطیل برد التاویل العلیل۔ ۲۴ یاقوتی۔
۲۵ دافع الوبا۔ ۲۶ لذت الوصال۔ ۲۷ تذکرۃ اللبیب فیما یتعلق بالطب و الطبیب۔ ۲۸ ازالۃ الحزن عن اکسیر البدن۔
۲۹ آئینہ جلینی ترجمہ تاریخ یمینی۔ ۳۰ یاقوت رمانی شرح مقامات بدیع الزمان ہمدانی۔ ۳۱ رسالہ امزاج۔

خاتمۃ الطبع

نادر تحریر حمد و نعت کا ظاہر ہی کہ زبان خامہ اوسکے ادا کرنے سے بالکل عاجز اور قاصر ہی ہان البتہ کوئی تازہ مژدہ ہو تو طالبونکو سنانا چاہیے اور شاہد مقصود کا چہرۂ پر نور آئینۂ ظہور مین دکھانا چاہیے کہ یہ کتاب مفید طلاب پسندیدۂ شیخ و شاب یعنی مرآت صورت نمای حسن معنی موسوم بآئینۂ جلینی ترجمۂ تاریخ یمینی جسکو مہر دینی ماہ آسمان دو بینی صدر آرای ایوان وجاہت و بردباری فرمانروای مملکت ہمہ دانی تاریخ نگار فاضل جلیل مورخ بے بدیل کشاف دقائق معنوی و صوری جناب مولانا مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے صیقل بیان سے آئینۂ سکندری کیطرح چمکایا ہی اور ترجمۂ عربی کے جوہر بلاغت کو اردوی معلی کی فصاحت مین جلوہ گر فرمایا ہی مشکل مضمون کو کیسا آسان کر دیا اور پھر اختصار کے ساتھ گویا دریا کو کوزے مین بھر دیا ترجمے کے کمال کی حسن و خوبی ادا کی ہی اور منصب تاریخ نگاری کی داد دی ہی کہاں ہین طالب اس جوہر فن کے اور کدھر ہین شائق اس گوہر سخن کے سر سے قدم کرکے آئین اور بنقد دل و جان اسکو خرید فرمائین اور خاص عربی عبارتکار در مین عام نفع اوٹھائین کہ مطبع مصطفائی واقع محمود نگر زیر اکبری دروازہ لکھنؤ مین باہتمام حقر انام راجی رحمت و غفران محمد عبد الواحد خان بن محمد مصطفی خان مغفور غفر لہما رب غفور سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین نہایت صحت کے ساتھ چھپکر جلوۂ ظہور مین آئی ہی اور آئینۂ حیرت مین زیب و زینت کی صورت دکھائی ہی فقط

بعلا

فہرس اغلاط آئینہ ترجمہ تاریخ یمینی حسب نظر ثانی مصنف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۵	عادت	عادات	۷۲	۱۰	توشنجی	فوشنجی	۹۸	۲۱	اسپہند	اصبہبد
۵	۱۹	عیسی	عیسی	۷۴	۱۶	عزیز	عزیر	۹۹	۱	″	″
۱۱	۱۱	روزکی	۰	۰	۲۱	″	″	۱۰۰	۴	″	″
۱۲	۱۳	اوشرائسکے شعرانی	+	۰	۱۶	توک	توک کہ	″	۷	تخاسب	نخاسب
″	۱۵	لگ لئے	۸	۷۹	۷	دلا نیا سگین	نیالتگین	″	۸	اسپہند	اصبہبد
۱۸	۲	[illegible]	فر	۸۰	۲۲	اور کہ	ادر	″	۹	تخاسب	نخاسب
۱۹	۱۳	ـ	قریب میں	۸۱	۱۷	وہ ہر	وہیں	۱۰۵	۱۶	جوزجان	جوزجان
۲۰	۲	جو	+	″	۱۸	″	″	۱۰۰	۱۵	نیک جو	نیک خو
″	۴	کہ جسکا نسخ قصیدہ	+	۸۳	۵	بزال	بزال	″	۱۶	منشی	نقش
۲۸	۵	قهندر	قهندز	۸۴	۴	صغدی	سغدی	″	۲۱	رشتہ بدی	رشتہ مندی
″	۹	یکھاہر	مرثیہ کہاہر	″	۱۴	اندخوز	اندخود	″	۲۳	ہو	ہوا
۳۰	۲۰	کرنے میں	کرتے ہیں	″	″	جوزجان	جوزجان	۱۰۹	۳	دونون	دلفیان
۳۲	۱۰	فروزان	فیروزان	۸۶	۱۹	لی	کی	۱۱۳	۵	جوکہ	جونکے
″	۲۲	عشق	تب	۸۸	۲۱	توشنج	وشنج	″	۱۴	گھسنے	گھسٹنے
″	″	ایجاوے	لیجای	۸۹	۷	اسپہند	اصبہبد	۱۱۵	۴	زرودلی	زوزنی
۳۳	۳	دیجاوے	دیجاوے گی	۹۰	۱۹	اسپہند	اصبہبد	۱۲۱	۸	صیلان	صیمان
۳۴	۶	قهندر	قهندز	۹۳	۴	[illegible]	[illegible]	″	۱۸	اور ابوالعباس	وزیر ابوالعباس
۴۰	۱۵	مردرود	مرورود	۹۵	۱۸ ۱۹	اسپہند	اصبہبد	۱۲۳	۲۲	ترقی	نرمی
۴۷	۲۱	مضبوط کیجیے	مضبوط لیجیے	۷	۱۹	مزبان	مرزبان	۱۲۸	۱۲	اسپہند	اصبہبد
۴۹	۳	زنک	زنگ	″	۲۰	اسپہند	اصبہبد	۱۲۹	۳	″	″
۵۱	۱۱	نجدی	نجدی	۹۶	۸	اسپہند	اصبہبد	۱۳۱	۱۷	اور تھنے جاتے	+
۵۳	۱۱	پھر اور	اور پھر	۹۷	۴	نخاسب اور کتان	نخاسب اور کنان	۱۳۲	۷	نے حکم کے	حکم کے
″	۱۳	تقدیر پر	تقدیر بر پر	۹۸	۵	چت انز	سجستان	″	۹ ۱۲ ۱۴	نیالستگین	نیالتگین
۵۵	۱۷	گھرے رو گئے	گھرے رہ گئے	″	۱۶	اسپہند	اصبہبد	۱۳۶	۴	توشنجی	فوشنجی
۵۹	۲۲	جو	جب	″	۲۰	اسپہندی	اصبہبدی	″	۱۰	محمد شاہ	محمشاذ